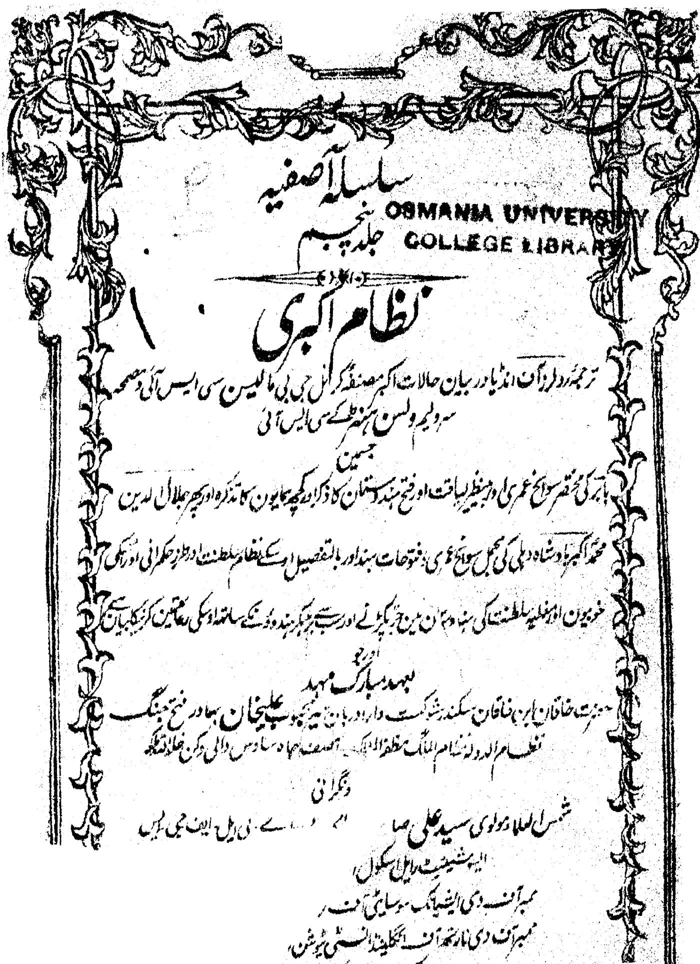


سلسلہ آصفیہ

جلد پنجم

نظام اکبری

ترجمہ رولرز آف انڈیا در بیان حالات اکبر مصنفہ کرنل جی بی مالیسن سی ایس آئی و مصححہ
سر ولیم ولسن ہنٹر کے سی ایس آئی

جسمین

بابر کی مختصر سوانح عمری اور منظر لیاقت اور فتح ہندوستان کا ذکر اور کچھ ہمایون کا تذکرہ اور پھر جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ دہلی کی مکمل سوانح عمری فتوحات ہند اور بالتفصیل اسکے نظام سلطنت اور طرز حکمرانی اور اسکی
خوبیون اور مغلیہ سلطنت کی بنا ہندوستان میں جڑ پکڑنے اور سب سے بڑھکر ہندوؤن کے ساتھ اوسکی معاملت کرنیکا بیان ہے

اور جو

بعہد مبارک مہد

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شکوہ [illegible] میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

بنگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب [illegible] بی ایل ایف جی ایس
ایسوشئیٹ رائل سکول
ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف ر
ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن
ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال
بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ
مترجم میڈیکل جورس پروڈنس از انگریزی و تمدن عرب از [illegible]
مصنف تقریرات [illegible] و صفائی وغیرہ ممالک محروسہ

سررشتہ علوم و فنون میں ترجمہ ہو کر

مطبع شمسی باہتمام محمد ابراہیم خان اکبرآبادی

فہرست مضامین نظام اکبری

باب اوّل

توجیہ مقصد

باب دوم

بابر کا ابتدائی بیان اور اُسکا خاندان

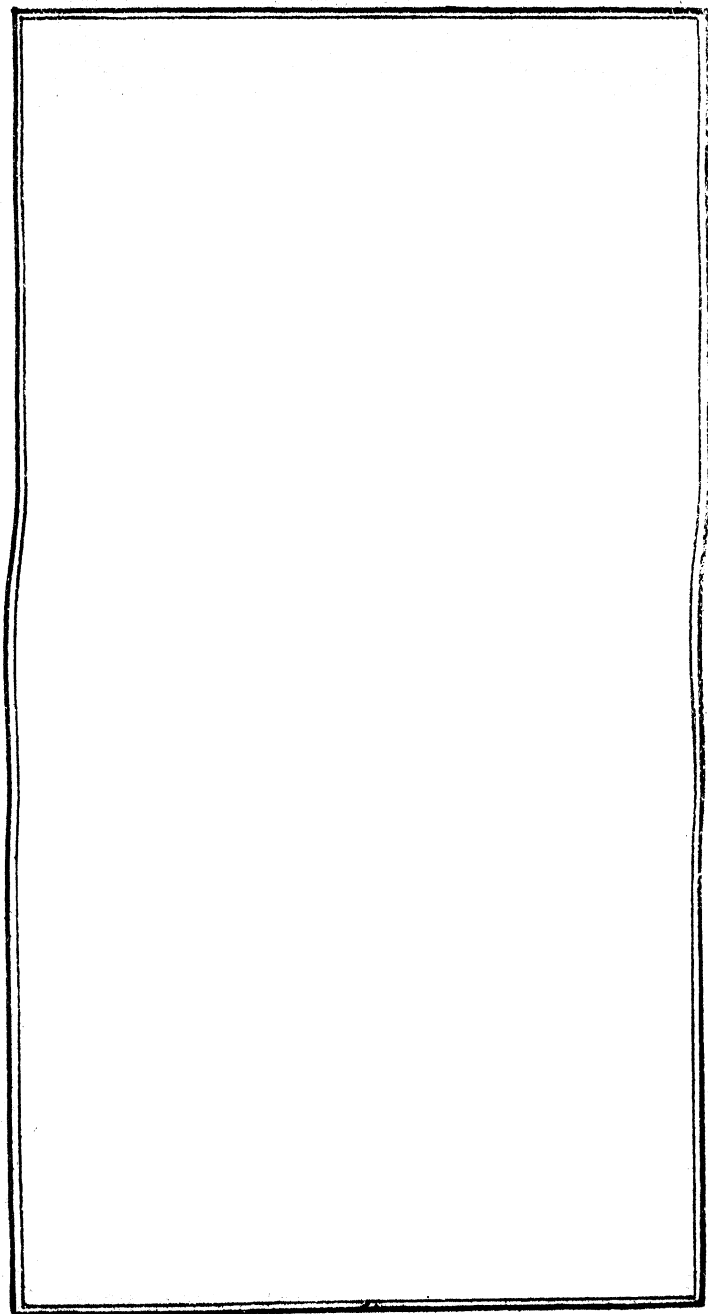
باب ہفتم

ہمایون کا حملہ ہندوستان پر اور اوسکی موت

باب دوازدہم

اکبر کے اصول اور اوس کا اندرونی انتظام

تمت بالخیر



سلسلۂ آصفیہ

جلد پنجم

نظام اکبری

ترجمۂ رولرز آف انڈیا دربیان حالات اکبر مصنفہ کرنل جی بی مالیسن سی ایس آئی و مصححہ

سر ولیم ولسن ہنٹر کے سی ایس آئی

جسمین

بابر کی مختصر سوانح عمری اور بے نظیر لیاقت اور فتح ہندوستان کا ذکر اور کچھ ہمایون کا تذکرہ اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کی مکمل سوانح عمری و فتوحات ہند اور بالتفصیل اوسکے نظام سلطنت اور طرز حکمرانی اور اوسکی خوبیون اور مغلیہ سلطنت کی ہندوستان مین جڑ پکڑنے اور سب سے بڑھکر ہندوون کے ساتھ اوسکی رعائتین کرنے کا بیان ہے

اور جو

بعہد مبارک مہد

حضرت خاقان ابن خاقان سکندر شوکت دارا دربان میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ

نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس والی دکن خلد اللہ ملکہ

وبہ ہدایت ونگرانی

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایف۔ جی۔ ایس

ایسوشیئیٹ رایل اسکول آف مائینس لندن

ممبر آف دی ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ ایرلینڈ

ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی ایل گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

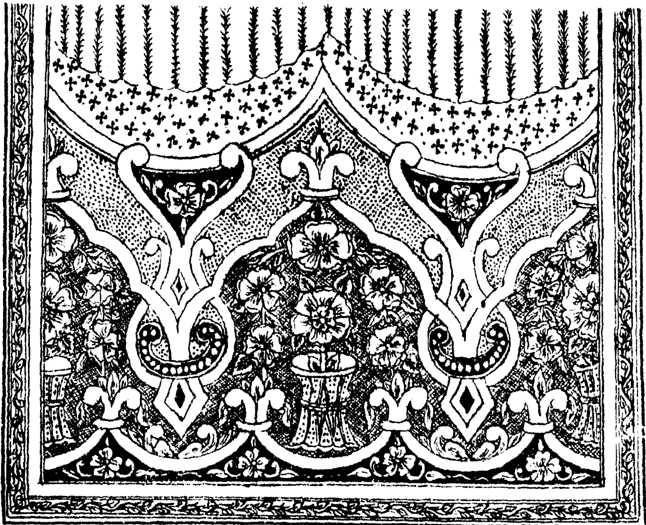
ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

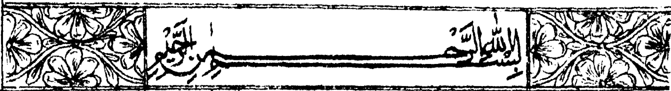
مترجم میڈیکل جورس پروڈینس از انگریزی و تمدن عرب از فرانسیسی وغیرہ

معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات وصفائی وغیرہ ممالک محروسہ سرکار نظام

سررشتہ علوم وفنون مین ترجمہ ہوئی

اور مطبع شمسیہ حیدرآباد دکن مین طبع ہوئی





باب اوّل

توجیہ مقصد

جس عظیم الشان بادشاہ نے ہندوستان مین مغلیہ حکومت کو جما دیا اور باستقلال تمام اوسے قایم کر دیا اوسکی مختصر سوانح عمری مین مین نے جس غرض سے یہ رسالہ لکھا ہے اوس مقصد کو مین یہان بایجاز و اختصار بیان کرتا ہون امید ہے کہ ناظرین مجھے اس سمع خراشی سے معاف فرماینگے۔

یہ خیال کہ ایک ایسی سلطنت قایم کیجاے سب سے پہلے اکبر کے ہی دل مین نہین آیا تھا۔ بلکہ اوسکے جد امجد بابر بادشاہ نے ہندوستان کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کر لیا تھا لیکن

ایک ایسے قلیل پانچ برس کے عرصہ مین جو فتح ہندوستان سے اوس کی موت تک گذرا
اوسکو بہت ہی کم ایسے مواقع ملے کہ جس مین وہ مدبر سلطنت کے عبائے گرامی کو زیب و زینت
بخشتا اور اون مین وہ اپنے انتظامی لیاقت کا اظہار کرتا۔ اوسکے مخالفین جنہین اوسنے
گرایا اور معزول کیا تھا اور نیز یہان کے باشندے دونو اوسے صرف ایک فاتح ہی سمجھتے
تھے اور اسکے سوا اوسے اور کچھ نہین جانتے تھے چونکہ وہ ایک بے نظیر لیاقت کا آدمی تھا
اور اوسکی تمام عمر لڑائی جھگڑون مین گذری تھی اسلیئے وہ درحقیقت ایک ایڈونیچرز (الوالعزم
اور جانباز) تھا۔ گو وہ ایسا ویسا ایڈونیچر نہین بلکہ اس صفت خاص مین اوس کا درجہ نہایت
ہی بڑہ چڑہ کر تھا۔ جودت طبع اور دانشمندی کے لحاظ سے اپنے معاصرین اور ہم عہد لوگون
سے نام آوری مین بازی لے گیا تھا اوس نے زمانہ کے مصائب کی کشمکش کے مدرسہ مین
سبق پڑہا تہا اور کابل کے مقام سے ہندوستان کی پریشان حالت کو دیکھکر اوس کے
میدانون پر ایسی فوج کے ساتھ تاخت کی تھی کہ جسکا روکنے والا اور سدراہ کوئی نہ ہوسکتا
تہا۔ یہ سب بابر کے اوصاف ہین جو ایک ایسا شخص تھا کہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ترقی
مین بہت آگے بڑہا ہوا اور دل کا فیاض مزاج کا محبت والا خیالات مین بلند نظر تھا۔ تاہم
ہندوستان سے جو اوسے تعلق تہا اوسکے لحاظ سے وہ ایک فاتح کی بہ نسبت کچھ ہی زیادہ
تہا۔ اوسے اس کی فرصت ہی نہین ملی کہ وہ اوسکے سوا کوئی اور انتظام جاری کرنے کی تجویز
سوچتا جو اوسنے اپنی تمام عمر بھر دیکھا تہا اور جو اوس سے پہلے ہندوستان مین پٹہانون نے
جاری کیا تہا۔ وہ انتظام یہ تھا کہ بڑے بڑے لشکرگاہ ہوتے تھے جن سے ملک پر حکومت

کیجاتی تھی اور اون لشکرون پر ایک ایسا شخص حاکم ہوتا کہ جو بادشاہ کا خاص دوست اور ہواخواہ ہوتا تھا اور صوبہ کے وسط مین کہین پر رہا کرتا تھا - یہ سوال تو حل طلب ہے جسکا کہ ابھی تک فیصلہ نہین ہوا ہے کہ بابر کا اصلی خیال ان دونو باتون مین سے کونسا تھا کہ آیا وہ وسط ایشیا مین سلطنت قایم کرنا چاہتا تھا - یا اوس کا ارادہ تھا کہ ہندوستان مین اوسکی بنیاد جمائے[1] - اور حکومت یہان قایم کرے -

اس طرز کی حکومت مین اس ملک کے باشندون کی بہبودی اور رفاہ سے کچھ بحث نہی اگر بابر زندہ رہتا جس نے کہ ایک عرصہ تک زندہ رہکر اپنی بڑی بڑی لیاقتون کا ثبوت دیا ہے تو ممکن ہے کہ اپنے پرپوتے کی طرح اس بات کو معلوم کر لیتا کہ اس قسم کا طرز حکمرانی کسیطرح عملاً کافی ووافی نہین ہے کیونکہ اوس مین وہ بڑا اصول اتحاد واتفاق کا نہ تھا کہ جس سے فاتح اور مفتوح کے مقاصد ملکر ایک ہوجاتے اور نہ اوس مین محبت بڑہانے اور رفع تعصب کے ذرایع تھے - اوسکی جڑ زمین مین نہین گڑی تھی اگر قسمت کی گردشون کی ہوائین چلتین تو اوسکا قایم رہنا دشوار تھا - ہم نے بابر کے تزک کو دیکھا ہے کہ جس مین اوسنے اپنے دل کے بھید کھولے ہین اور اپنی تمام غلطیون کا اقرار کیا ہے اور اپنے تمام ارادون کی تفصیل لکھی ہے اسوجہ سے ہم کھہ سکتے ہین کہ اگر بابر کو موقع ملتا تو تعجب نہین

(۱) ہماری راے مین اوسکے مفصل حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ بالاستقلال ہندوستان مین رہنے کا نہ تھا گو اوسے ضرورتاً مرتے دم تک یہین رہنا پڑا - اوسکے ہر ایک اشارہ کنایہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جب ہندوستان کی فتح کامل ہوجاتی تو کابل یا سمرقند کی طرف چلا جاتا -

کہ وہ اس اصول کو قایم کرجاتا۔ مگر اوسے موقع ہی نہ ملا۔ پانی پت کی لڑائی کے کہ جس سے اوسے ممالک مغربی شمالی پر قبضہ حاصل ہوا اور اوسکی موت کے درمیان اتنا تھوڑا فاصلہ ہے کہ وہ اپنے فتوحات کے سرانجام اور ملکون کو فتح کرنے کے سوا اور کسی بات کا خیال ہی نہ کرسکتا تھا۔ وہ ہندوستان مین فاتح کے طور پر آیا اور پانچ برس تک جو آگرہ مین اوسنے حکومت کی تو بھی فاتح کے ہی طور پر رہا اوسکی حیثیت اسکے سوا اور کچھ نہ بدلی۔ اور کشورکشا سے شہریار نہ ہوسکا۔ اوسکے بیٹے ہمایون کو مشیت ایزدی نے وہ اوصاف ہی عطا نہین کیے تھے کہ جن سے وہ اوسکام کو سرانجام دیتا جو بابر سے بہ مجبوری رہ گیا تھا۔ اوسکا مزاج وہمی اور متلون تھا اور نیز اوس کی لیاقتون مین قوت مخترعہ کی کوتاہی تھی اس سبب سے وہ اس فرض کی انجام دہی کے لایق ہی نہ تھا اوس نے آٹھ برس ہندوستان مین حکومت کی مگر اوس حکومت کے استحکام کے لیے جو مدتون رہنے والی تھی اوسکی بنیاد مین ایک اوسنے پتھر بھی زیادہ نہ کیا۔ جب اس عرصہ کے بعد اوسکی حکومت کی عمارت پہلے افغانی حکومتون کی طرح اسی وجہ سے کہ اون کی جڑ اس ملک مین جمی ہوئی نہ تھی گر پڑی تو میدان جنگ مین ایک ہی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو کچھ بابر نے دریاے سندھ کے اسپار حاصل کیا تھا وہ سب یک لخت ایک ہی جھٹکے مین جاتا رہا اور ہندوستان بظاہر ہمیشہ کیلیے مغلون کے ہاتھ سے نکل گیا۔

بابر کا بیٹا ایک بڑے لایق سپہ سالار سے دب گیا اور اوس لایق سپہ سالار نے اچھی طرح پر فوراً اوس کی جگہہ لیلی مگر مغلون کی قسمت اچھی تھی اور ہندوستان کے باشندون

کی قسمت اون سے بھی زیادہ زور پر تھی کیونکہ گو وہ لایق سپہ سالار بڑا ہی لایق فائق شخص تھا - مگر اس سردار کے خیالات مین بھی جو اوسے وراثتاً ملی تھی اون پہلے افغان سردارون کے خیالات سے کسی خاندان کی حکومت جمانے اور سلطنت کے پائدار کرنے مین ایک ذرہ بھی تفاوت اور فرق نہ تھا اوس کی طرز حکومت اور طریق حکمرانی مین ہندوستان کے کرورون آدمیون کی استمالت اور استرضا کا خیال بھی نہ تھا اوس نے بھی اسی بات پر قناعت کی تھی کہ مفتوحہ ملکون کے اضلاع مین لشکرگاہ قایم کر کے حکمرانی کیجائے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب وہ مرگیا تو سلطنت کے اور مدعی کھڑے ہو گئے اور چند روز مین ایسا سخت ہنگامہ اوٹھہ کھڑا ہوا کہ ۵۵۴ھ مین ٹھیک اُسوقت سے چودہ برس بعد جبکہ ہمایون قنوج کے میدان سے بھاگا تہا وہ دریاے سندہ سے پار پھر اوتر آیا - اور شمالی ہند کو لے لیا - وہ اَب بھی جوان تھا مگر مستحکم سلطنت قایم کرنے کے لئے اوسی طرح اس وقت بھی ناقابل تھا کہ جیسے وہ اوسوقت تھا جبکہ اوسے باپ سے سلطنت میراث مین ملی تھی -

اوس کی تحریرات سے جو اوسکے مرنے کے بعد باقی رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو اونہین پورانے قواعد پر حکمرانی کرتا جن کا نظم و نسق کتنے ہی پچھلے حاکمونکے اور نیز خود اوسکے ہی ہاتھون مین چکنا چور ہو چکا تھا - اور بنا بنایا کھیل ایک لمحہ مین برباد ہو گیا تھا اوس نے اپنے مرنے کے کچھ ہی پہلے ہندوستان کے انتظام کا ایک طرز تجویز کیا تھا - یہہ وہی پورا طرز تھا کہ جدا جدا لشکرگاہ معینہ مقامات پر مقرر کیے جائین - اور باہم اون کو ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہو - بلکہ سب پر بادشاہ کی نگرانی رہے - واقعی

یہ تو مفتوحہ ممالک کی حفاظت کے لئے بہت ہی اچھا طرز تھا لیکن یہہ طرز کسی طرح پر اس غرض کے لئے کافی نہین ہوسکتا تھا کہ متفرق صوبون کو اوس سے ملاکر باہم پیوست کردیا جاے اور اون کے تمام باشندے اپنے مقاصد مین ہم آہنگ اور متحد الراے ہوجائین ۔

وہ حادثہ جس سے ہمایون پانی پت کی اوس دوسری لڑائی سے پہلے مرگیا تھا جس سے کہ چودہ برس کی ننی سی عمر مین بابر کی بادشاہی اکبر کے ہاتھ آگئی تھی ہر طرح پر اوس وقت ہندوستان کے لئے نہایت خوش قسمتی کا باعث ہوا۔ کیونکہ اگرچہ ہمایون ایک عرصہ دراز تک یہان نہین رہا اور اس عرصہ مین کتنے ہی سال تک قسمت کی گردشون کو جھیلتا پھرا۔ مگر اس زمانہ مین نہ تو اوس نے کچھ بے سیکھا سیکھا اور نہ کچھ سیکھا ہوا بھولا دیا اور اوس لڑکے کی لیاقتین جو اوسکے بعد تخت وتاج کا مالک ہوا اور جس پر باوجود خردسالی کے اس قدر خطرات پڑ چکے تھے اور زمانہ کے نشیب و فراز سے اس قدر کثرت سے اوٹھانا پڑے تھے کہ جو کسی معمولی آدمی کی تمام زندگی مین ہوا کرتے ہین ابھی تک محک امتحان پر پرکھی نہ گئی تہین ۔ البتہ اوسکے پاس ایک ایسا شخص تھا کہ جسے اوس زمانہ مین اوّل درجہ کی سپہ سالاری کی لیاقت حاصل تھی مگر اوسنے بھی حکمرانی کے طرز کا سبق اپنے شاگرد کے باپ کے (یعنی ہمایون کے ہی) ناشایستہ مدرسہ مین پڑھا تھا ۔ مگر اس لڑکے کے دماغ مین اور بڑے بڑے اوصاف کے ساتھ قوت اختراعی و ابداعی کا وصف بھی موجود تھا۔ جس زمانہ مین اوس نے اپنے نام سے اپنے نامی گرامی سپہ سالار کو پانچ برس

تک حکومت کرنے کی مہلت دی اوس لڑکے نے بنظر تعمق اون اسباب پر غور کیا کہ جس سے تمام پچھلے شاہی خاندان برباد ہو گئے تھے اور جس سے اون کی جڑ اس ملک مین پایدار نہو سکی تھی۔ جب اوس نے ان تجویزون کو سوچکر دل مین پختہ کر لیا تو اوسنے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیلی۔ اور ایسا خاندان قایم کیا کہ جب تک وہ خاندان اوسکے اصول پر قایم رہا تب تک اوس کی سرسبزی مین فرق نہ آیا۔ اور جب اوسکو زوال شروع ہوا تو صرف اوسے ایک بڑے اصول اپنی مذہبی آزادی کے قیام اور استمالت و استرضاء رعایا کے اصول کو چھوڑنے اور فراموش کرنے سے ہوا۔

مجھے یقین ہے کہ مین نے اس اوپر کے خلاصہ سے ناظرین پر یہہ بات ظاہر و ثابت کر دی ہے کہ اگرچہ بعض اعتبارات سے ہندوستان مین بابر مغلیہ خاندان کی حکومت کا بانی مبانی تہا مگر اوس نے صرف ایک ہی خیال کشورکشائی کا اپنے جانشین کے دلمین منتقل کیا تھا۔ واقعی **ہمایون** کو ورثہ مین صرف یہی ایک خیال ملا تھا اور چونکہ اسکے ساتھ اور کوئی خیال نہ تھا اسلیئے جو کچھہ اوسکے باپنے پیدا کیا تھا اوس نے سب کھو دیا۔ یہ سچ ہے کہ آخرکار اوس نے اوس ملک کا ایک حصّہ واپس لے لیا مگر جو لیا وہ صرف ایک فاتح کے ہی طور پر لیا۔ البتہ اوسکے پوتے نے ایسی زمین مین اپنے خاندانکی جڑ قایم کی کہ اوسنے زمین کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور اوس سے درخت کی شاخین پھوٹین اور مفتوحہ قومون کے عیش و آرام اور مسرت اور خوشحالی کے پھول پھل اوس مین اچھے خوشنما اور بکثرت لگے۔

یہی بحث ہے کہ جسکے اظہار کے واسطے مین نے یہ چند آیندہ کے ورق تحریر کئے ہین
یہ کتاب خود بخود میرے نزدیک تین حصون مین تقسیم ہونے کے قابل معلوم ہوتی ہے
ایک حصہ مین تو مین نے بابر کا حال بیان کیا ہے کہ جس نے ہندوستان کے حملہ آور
اوس کے فتح کا خیال اپنے دل مین پیدا کیا تھا وہ بڑا نامی گرامی شخص تھا اور اگر وہ کسی
اور زمانہ مین بھی ہوتا تو بھی نامی گرامی ہی ہوتا۔ وہ گو اپنے صرف اڑتالیس ہی برس کی
عمر مین مر گیا۔ مگر اوس نے اپنے پیچھے ایسے نوشتہ چھوڑے ہین۔ کہ جنہین دلچسپی
اور نیز استفادہ کی غرض سے اس وقت اونیسوین صدی عیسوی کے اخیر پر بھی پڑھا
جاتا ہے۔ یہ مجھے زیادہ تر ضروری معلوم ہوا ہے کہ ناظرین کی خاطر کے لئے مین اوسکے
بیان مین کچھ زیادہ صفحات تحریر کرون کہ "مضمون اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ" یعنی پوتے کے
کامون مین دادا کی ہمت اور جفاکشی اور دلی شرافت ونکوئی اون کو معلوم ہونے مین
کچھ دقت نہ پڑے رہمایون کا بیان جسکے حالات ٹھیک طور پر پہلے حصہ کے متعلق ہین
مین نے صرف اسی قدر ذکر کرنا ضروری سمجھے ہین کہ جس سے اوس کی سلطنت کے
جاتے رہنے کے اسباب معلوم ہوجائین اور اوس نامور کی ابتدائی حالات جس کے
باب مین یہ کتاب لکھی گئی ہے اور جو سندہ مین ہندوستان سے باپ کے بھاگنے کے
وقت پیدا ہوا تھا تحریر مین آجائین۔

باقی دوثلث کتاب کا حصہ اکبر کے بیان مین ہے لیکن اس مین بھی مضامین کو
مین نے تقسیم کردیا ہے اس دوثلث کے پہلے حصہ مین مین نے اوس کی سلطنت کے

ملکی معاملات کا حال اوسکے ہم عصر مسلمان مورخون کی کتابون سے اونہین کی تحریر کے بموجب لیکر بیان کیا ہے اور دوسرے باب مین جو کتاب کا آخری باب ہے مین نے اوس کی تصویر پر رنگ آمیزی کرنے اور خط وخال کے دکھلانے کی کوشش کی ہے۔ آئین اکبری وغیرہ کتب کی تحریرات کی بنا پر مین نے یہہ بات دکھائی ہے کہ وہ کیسا منتظم اور ملکی امورات کو کیسا ترتیب دہندہ تھا اور اوس طریق کا کیسا پہیلانے والا تھا کہ جسے ہم انگریزون نے اوس سے بہت کچھ میراث مین پایا ہے اور سیکھا ہے۔ اور وہ اختلافات جو پانچ سو برس سے چلے آتے تھے اور وہ تعصب جو ہر زمانہ مین برابر موجود رہا تھا اوس کا کیسا دور کرنے والا تھا۔ مین نے اوسے کہین شوہر کہین باپ اور کہین آدمی بتایا ہے جس نے باوجود اوس مذہبی تعلیم کے جس مین ہر اُس شخص سے دشمنی کرنے کے لئے جا بجا ہدایت و تاکید ہی جو اوس سے عقیدہ مین خلاف ہو اپنی عقل سے باز آوے تمام کام لیا۔ اور اپنی چال چلن کو اپنی عقل کی ہدایت و رہنمائی کی بنیاد پر قایم کیا۔ یہہ باب میرے نزدیک مین خود ہی کہتا ہون کہ تمام کتاب مین نہایت ہی دلچسپ ہے۔ اور ناظرین مجھے معاف فرمائین مین نے یہ تمام بیانات جو اس سے پیشتر اس کتاب مین درج کئے ہین اور اون کی سمع خراشی کی ہے وہ سب اسی غرض کے بیان کے لئے کئے ہین۔



باب دوم

بابر کا ابتدائی زمانہ اور اوسکا خاندان

بیرباس قوم کے سردار کے گھر مین جو مغلون کے ایک خالص قوم ہے اور شہر سبز مین سمرقند سے تیس۳۰ میل شمال کو ایک لڑکا ۹ اپریل ۱۳۳۶ء کو پیدا ہوا جو اس خاندان مین سب سے بڑا نامی گرامی شخص گذرا ہے۔ اس لڑکے کی ذات مین جس کا نام تیمور تہا اور جو ماں کی طرف سے چنگیز خان کی نسل سے پیدا ہوا تھا خدا نے وہ جوہر ودیعت کئے تھے کہ جس سے کسی کو اپنے ساتھیون پر حکمرانی کرنے اور اونہین قابو مین لانے کی لیاقت بخوبی حاصل ہوتی ہے پھر اس لیاقت کو کام مین لانے کے لئے خوش قسمتی سے نہایت ہی عمدہ مواقع اوسے مل گئے تھے۔ چنگیز خان کی اولاد نرینہ مین جو لوگ ہوئے وہ رفتہ رفتہ سست اور مردہ دل ہو گئے تھے اور ۱۳۶۰ء مین یہ خاندان سلسلہ ذکور کی طرف سے بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا۔ اس وقت تیمور چوبیس۲۴ برس کا تھا۔ جب اوس نے جگہہ خالی دیکھی تو اوس پر اپنا پیر جمایا اور قسمت کے چند تغیر و تبدیلیون کے بعد کامل سربلندی حاصل کی۔ اور سمرقند مین اپنا مستقر قرار دیا اور دریاے جیحون[1] اور سیحون[2]

(۱) جیحون

(۲) صیحون

کے درمیان کے تمام ملک کا بالاستقلال حاکم بن بیٹھا۔ اسکے بعد اوس نے فتوحات کے اوس سلسلہ کو چھیڑا کہ جو اوس کی زندگی کے اختتام ہی پر ختم کو پہونچا۔ اوس نے مغلستان پر یعنی اوس خطۂ زمین پر جس کے جنوب مین کوہستان تبت دریاے سندھ و مکران اور شمال مین سائبیریا کا ملک ہی اپنی حکومت کو جمایا۔ اور نیز قبچاق پر بھی جو دریاے صیحون کے پائین حصّہ سے لیکر بحیرہ ہاے ارال (یا خوارزم) و خضر کے شمال مین چلا گیا ہے اور جس مین دریاے دان و والگا کے زرخیز قطعات اور یوکسائین کی کچھ کچھ زمینین بھی داخل ہین عمل دخل کر لیا۔ پھر ہندوستان کو فتح کیا اور جو لوگ کہ ڈارڈنلیس اور دہلی کے درمیان کے رہنے والے تھے اونکو محکوم بنایا۔ جب وہ ۱۸ فروری سنہ ۱۴۰۵ء کو مرا ہے تو اوس نے ایسی بڑی وسیع سلطنت چھوڑی جس سے بڑی سلطنت دنیا مین کبھی نہین ہوئی۔

اوسکے مرنیکے بعد اوسکی سلطنت بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اگرچہ اوسکے پرپوتے ابو سعید نے کچھ کچھ پھر اوسکو سنبھالا لیکن سنہ ۱۴۶۹ء مین اس کی موت سے جو اردبیل کے قریب کوہستان کی گھاٹیون مین اوسپر نازل ہوئی اور اوسکے لشکر کی شکست سے اوسکے ملک کے اوس کے بیٹون مین از سر نو حصے بخرے ہوگئے۔ عمر شیخ مرزا اوسکے تیسرے بیٹے کو صوبہ فرغانہ ملا جسے خوکند (یا قوقند) دار السلطنت کے سبب سے صوبہ خوکند (قوقند) بھی کہتے تھے۔ عمر شیخ مرزا بابر کا باپ تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اور اپنی سلطنت کی توسیع کے درپے رہا کرتا تھا۔ لیکن اوس کے خاندان کے اور آدمیون کے

دلون مین بھی یہی ہمت و جوش پھیلا ہوا تہا۔ وہ بھی یہی چاہتے تھے چنانچہ جب یہ ۱۴۹۴ء
مین ایک اتفاقیہ صدمہ سے مرا ہے تو وہ درحقیقت اکسی[1] کے مقام پر جو ایک قلعہ ہے
اور جسے اوسنے اپنا دارالحکومت بنایا تہا محصور تہا۔ اس وقت اوس کا بڑا بیٹا بابر جو
صرف بارہ برس کی عمر کا تہا اکسی۔ سے ۳۶ میل کے فاصلہ پر اندجان مین پڑا ہوا تھا۔
اور دشمن اندجان[2] پر بڑہتا چلا آرہا تھا بابر نے اپنے باپ کے مرنے کے دوسرے ہی
روز ۹ رجون کو قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اور غنیم سے پیغام وسلام شروع کیے ان پیغام سلام
سے توکچھ فائدہ کی توقع نہ تہی۔ مگر دشمن کے لشکر مین باہم رشک وحسد کی آگ بھڑکی
ہوئی تہی۔ اور باہم جدا جدا فریق فریق ہو رہے تھے اس سے اوسے یہ فائدہ ہوا کہ
تمام بقیہ ملک فرغانہ کا اوسکے قبضہ مین بچ رہا۔ مگر خوجند[3] مرغیانان[4] اور یوراتیوپی[5] بڑے
عمدہ عمدہ شہر اوسکے تصرف سے نکل گئے۔

جب یہ حملہ آور چلا گیا تو دو برس تک یہ لڑکا امن چین سے رہا اور اپنے تمام سرایون
کو فراہم کرکے موقع کا منتظر رہا اسی مین سمرقند مین جو وسط ایشیا مین نہایت ہی عمدہ مقام
تھا کچھ جھگڑا اوٹھہ کھڑا ہوا اور وہ سنتے ہی اوس پر جھپٹ پڑا اور نومبر ۱۴۹۷ء مین اوسے
چھین کر قابض ہوگیا۔ لیکن چونکہ اوس نے اپنی فوج کو لوٹ کی اجازت نہ دی اسلئے
اون مین سے ہزارون اوسے چھوڑ کر چلدیئے۔ مگر پھر بھی اوس نے اوسے نہ چھوڑا

(۱) اکسی یا خسے (۲) اندجان (۳) خوجند
(۴) مرغینان (۵) یوراتیو

جب یہ خبر آئی کہ فرغانہ پر غنیم نے حملہ کیا ہے تو وہ آخرکار اوسے چھوڑکر چلا آیا جسوقت کہ وہ چلا ہے تو اوس وقت وہ نہایت بیمار تہا اور جب وہ فرغانہ مین پہونچا تو اوسے معلوم ہوا کہ دارالحکومت پر دشمن کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اب اوس وقت وہ درحقیقت بادشاہ بے ملک تھا۔ وہ خود لکھتا ہے کہ "مین نے اندجان کے بچانے کے واسطے سمرقند کو چھوڑا تہا مگر اسوقت مجھے معلوم ہوا ہے کہ مین نے بغیر اسکے کہ دوسرے پر قبضہ کرون پہلے کو بھی ہاتھ سے کھو دیا ہے۔

مگر پھر بھی وہ کوشش کئے گیا۔ اور فرغانہ لے لیا۔ لیکن اب فرغانہ اوس قدر نہ تھا کہ جس قدر وہ پہلے تہا پھر اوس نے ایک مرتبہ اور سمرقند پر حملہ کیا۔ لیکن ازبکون نے اوسکے محاصرہ کو اوٹھا دیا اور چونکہ اس عرصہ مین خود اوس کے ملک مین دشمن آکر قابض ہو گیا تہا اس لئے وہ اپنی پیدایش کی جگہ کیش[1] کی طرف کو لوٹ گیا۔ غرض بہت سے فراز و نشیب اور قسمت کی گردشون کے بعد اوسنے اون چند بقیہ رفیقون کی تائید سے جو اوس کے پاس ابھی تک باقی تھے واپس ہوئے اور سمرقند پر تاخت کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر یہ بڑا خطرناک کام تھا کیونکہ اوسکے کل ہمراہیون کی تعداد صرف دوسو چالیس[۲۴۰] تھی۔ اوّل حملہ مین تو اوسے شکست ہوئی مگر پھر اوس نے حملہ کیا۔ اس وقت اوسے کامیابی ہوئی اور بڑے موقع پر کامیابی ہوئی۔ کیونکہ اہل قلعہ کے سب سے آخری آدمیون نے جبھی کی اطاعت قبول کی ہے۔ کہ اسی مین ازبکون کے سردار کا مقدمۃ الجیش

(۱) کیش

اپنی فوج لیئے ہوئے اوس مقام کے بچانے کے لیئے نمودار ہوا لیکن اوسے بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔

اس پر بھی بابر اپنے مفتوحہ ملک کو قابو مین نہ رکھ سکا۔ دوسرے سال ازبک فوج لیکر آئے اونکے دفعیہ کے لیئے بابر نے شہر کے باہر بخارا کی سڑک پر ایک مضبوط مقام پر مورچہ جمائے۔ جہان اوس کے دہنی بازو کی حفاظت دریائے کوہک سے ہوتی تھی۔ اگر وہ اسی مقام پر پڑا رہتا اور دشمن کا انتظار کرتا تو غالباً وہ دشمن کو ہٹا دیتا کیونکہ اس موقع پر دشمن کا پہونچنا محال تھا۔ مگر نجومیون نے اوس کی راے کے برخلاف اوسے یہ ترغیب دلائی کہ ازبکون کی فوج پر دہان سے نکلکر وہ حملہ کرے۔ جب نکلنے کے بعد لڑائی ہوئی تو اوسے قریب قریب فتح حاصل ہو چکی تھی۔ مگر آخر کار اوسے شکست ہوگئی۔ اور شہر کے شہر پناہ کے اندر اوسے پناہ لینا پڑی۔ یہان وہ پانچ مہینے رکا رہا۔ اس عرصہ مین اوسکے پاس کہانے پینے کی تنگی ہوگئی۔ اسلئے دشمن سے اوسنے اجازت لی۔ اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ شہر چھوڑ کر نکل گیا۔ اور یوراتیوپی کو سیدہا روانہ ہوا۔ بعد کو دہکاٹ ایک گانوٗن مین جا پڑا جسے یوراتیوپی کے حاکم وقت نے اوسے جاگیر مین دیا تہا۔ اس کے بعد تین برس تک اوس پر زمانہ کے بڑے بڑے حوادث پڑتے رہے کبھی تو وہ آوارہ سرگردان دشت و بیابان کی خاک چہانتا۔ کبھی وہ جا کر کسی کا تخت لے لیتا۔ مگر ہمیشہ خوش رہتا۔ اور ہمیشہ اوسے یہ اُمید رہتی کہ مین آخر کار کامیاب ہونگا۔ اور جو کام کرتا اوسے ہمیشہ

جانفشانی اور ہمت سے کرتا۔ اوس نے فرغانہ لینے کی پھر کوشش کی اور پھر اوسے چھوڑنا پڑا۔ اس پر وہ چند آدمیون سے جنکی تعداد دو تین سو تھی خراسان پر چل کھڑا ہوا۔ یہ ایک جنون سا معلوم ہوتا ہے مگر یہ جنون بھی حکمت سے خالی نہ تھا۔ جس طرح وہ خراسان کو گیا۔ اور جو اوسکے جانے کا نتیجہ ہوا اوس کا بیان ہم آیندہ باب مین کرینگے۔



باب سوم

بابر کا کابل کو فتح کرنا

اس زمانہ مین کابل کی سلطنت مین صرف صوبجات کابل وغزنین کا علاقہ تہا جسے ہم مشرقی افغانستان کے نام سے پکار سکتے ہین۔ ہرات مین جدا ہی ایک خود مختار حکومت تھی جو اس عہد مین ایشیا بھر مین سب سے بڑی مانی جاتی تھی۔ اور قندہار باجوڑ۔ سوات و پیشاور مین اپنے اپنے حاکم تھے جنہین کابل سے کچھ تعلق نہ تھا۔ میدان کے اور سرحدی گھاٹیون کی قومون نے خود اپنے ملک کا جدا ہی بادشاہ بنا رکھا تھا۔ کوہستانی فرقہ بھی خود مختار تھے۔ اور ایسی سرکشی کرتے تھے کہ جیسے اون کی اولاد حال کے زمانہ تک کرتی رہے تھے۔ کابل مین اس وقت قریب قریب بد عملی کی سی حالت ہو رہی تھی عبدالرزاق ابو سعید کا پوتا جس کا پچھلے باب مین ذکر آچکا ہے کچھ دن پہلے یہان حاکم تہا اوس پر محمد مقیم والی قندہار کے بیٹے نے آکر چھاپا مارا اور شہر سے نکالدیا۔ مگر اس بادشاہ نے کل کی خبر نہ رکھی۔ اور ایسے حکومت کرنے لگا کہ تمام دنیا مین گویا بالکل امن چین ہے۔ اور ادہر کوئی کسیطرحکا صدمہ نہ آئیگا۔

پہلے مین لکھ چکا ہون کہ بابر ادہر اودہر پھرتے پھرتے تنگ گیا تہا اور خراسان پر جانیکا ارادہ کیا تہا اس لئے وہ دریائے آکسس کے پار اوترا۔ اور سلطان خسرو

حاکم وقت کے بیٹے باقی سے ملگیا اور آخیر مین آکر کچھ روز تک ٹھہرا رہا۔ پھر جب اوسنے سنا کہ سلطان خسرو کے ملازم منلون نے بغاوت کی ہے تو وہ تالیخان کیطرف چلا گیا کہ اس موقع سے کچھ فائدہ اوٹھائے۔ ان دونو مقامات کے درمیان یہ مغل اوس سے آملے۔ اور اون سے حال معلوم ہوا کہ سلطان خسرو اپنی بقیہ فوج کو لئے ہوئے کابل کو جا رہا ہے۔ یہ دونون لشکر اس قدر قریب تھے کہ دونو سرداروں کا باہم آمنا سامنا ہوگیا۔ اور چونکہ خسرو کی فوج جوق جوق بابر کے پاس چلے آئے اس لئے اوسے بالکل بابر کا مطیع ہونا پڑا۔ جب اس طرح اوسے قوت حاصل ہوگئی تو بابر نے کابل پر دہاوا کیا اور محاصرہ کر کے اکتوبر ۱۵۰۴ء مین اوسے لے لیا۔ یہ جو یکایک اوسکے اقبال نے پلٹا کھایا اوس سے وہ کابل اور غزنین کا بادشاہ ہوگیا اور فرغانہ کی حکومت سے جو اوسے ورثہ مین ملا تھا اور کھو گیا تھا بدرجہا بڑھکر زبردست حکومت ملگئی۔

بابر جبھی کہ یہان بادشاہ ہوا۔ اور اوس نے اپنے کو نئی حکومت کا حاکم سمجھا ہے کہ اوسے ایک ضلع بہیرا نام پر جو دریائے جہلم کے جنوب مین تھا اور اس لئے ہندوستان کے حدود کے اندر تہا حملہ کرنے کا بولاوا آیا۔ ایسے بولاوے کی تو وہ خدا سے آرزوئین ہی کر رہا تھا بہلا اوس سے وہ کیونکر انکار کرتا تیار ہو کر فوراً جلال آباد کو چل دیا۔ جنوری ۱۵۰۵ء کا مہینا تہا۔ جب سلطان بابر نے ایشیا کے اس خطہ دلپذیر کو اوّل اوّل دیکھا تو اوسے اوس کی نسبت ایک خیال پیدا ہوا جسے اوسنے اپنے تزک بابری مین لکھا ہے اور کچھ شک نہین کہ یہی خیال حملہ کرتے وقت اوسکے جانشینون کے

دل مین بھی آیا ہوگا۔اور یہ ہی اوس کے فتح کے ارادہ پر جمے رہنے کا بڑا بھاری سبب
خیال مین آتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "مین نے نہ کبھی پیشتر کسی گرم ملک کو دیکھا اور نہ ہندوستان
کو کبھی مین آیا۔جب مین وہان پہونچا تو یکایک ایک نئی دنیا میری نظر کے سامنے آئی
وہان کی گھاس درخت وشجر حیوانات سب اور ہی قسم کے تھے مین دیکھکر ایک
حیرت مین رہگیا اور میری حیرت بجا بھی تھی۔" وہ بعدازان وادی خیبر سے پیشاور کو چلا
مگر دریاے سندھ کو عبور نہ کیا۔کوہاٹ۔بنگش۔بنو دشت دامن مین ہوتا ہوا ملتان
کو روانہ ہوا۔یہان سے وہ دریائے سندھ کے کنارہ کنارہ کچھ روز چلتا رہا۔پھر مغرب کو
لوٹ کھڑا ہوا اور براہ چوتیالی وغزنین کابل پہونچ گیا۔اس تاخت کو ہندوستان
پر بابر کا پہلا حملہ کہا کرتے ہین مگر چونکہ وہ اس ملک کے صرف حدود پر سے آیا تھا۔اسلیے
اس تاخت کو حملہ نہین کہ سکتے بلکہ اوس سے صرف ملک کی دیکھہ بھال منظور تھی۔
اس سے اوسے نہایت اشتیاق ہوا کہ جبھی اوسے موقع ملے تو فوراً وہ اور آگے کو بڑہکر
اوسے دیکھے۔

لیکن اور فاتحون کی طرح جنھون نے ہندوستان کی تسخیر کی طرف توجہ کی ہے
اوس نے یہ بڑا ضروری سمجھا کہ پہلے قندہار کو لے لینا چاہیئے اندرونی جھگڑون نے
اس مین اوسے دیر تو لگائی مگر جب ہی کہ اون سے اوسے اطمینان حاصل ہوا تو اوسنے
بیرونی معاملات پر توجہ کی۔اوسکا قدیمی دشمن شیبانی خان اس وقت پھر سمرقند مین
حکومت کر رہا تھا اور کچھہ چھوٹے موٹے فتوحات کے بعد اوسنے بلخ کے محاصرہ کا

ارادہ کیا تھا۔ سلطان حسین مرزا والی ہرات اوس کی اس ترقی سے گھبرایا اور اوس پر حملہ کرنے کے لئے بابر سے امداد کا ملتجی ہوا بابر نے فوراً منظور کرلیا۔ اور جون ۱۵۰۶ء مین کابل سے چل کھڑا ہوا اور کھمرد مین پہونچکر رسد جمع کرنے کے لئے وہان قیام کیا۔ وہ ابھی رسد کا ہی انتظام کر رہا تھا کہ اوسے مخبرون نے آکر خبر دی کہ سلطان حسین مرزا مرگیا۔ یہ سنتے ہی اوسنے فوراً کوچ کردیا۔ اور آٹھ سو میل چلکر سلطان متوفی کے بیٹونکی فوج سے دریائے مرغاب پر جا شامل ہوا۔

سلطان مذکور کے بجائے اوسکے دو بیٹے متفق ہوکر حاکم ہوے تھے بابر نے دیکھا کہ وہ خوبصورت خوش سلیقہ اور ذی تمیز تو ہین مگر بزدل اور عیش و عشرت کے بندے ہین۔ اور شیبانی سے جفاکش دشمن کے مقابلہ مین وہ بالکل ٹہیر نہین سکتے۔ غرضکہ یہ دونو تو اپنے لشکر مین عیش و نشاط مین ہی مشغول رہے اور شیبانی خان نے بلخ کو بھی لے لیا۔ بعد ازان ان دونو مین بہت بحث اور مباحثہ ہوا۔ اور یہ قرار پایا کہ اب تو لوٹ چلین اور موسم بہار مین پھر حملہ کرین۔ موسم سرما سر پر آگیا تہا۔ اور اگرچہ بابر کے نزدیک مناسب نہ تہا مگر اون دونو کے کہنے سے ہرات مین اون کا مہمان ہوا۔ جب اوس نے اِس دار الحکومت کو دیکھا ہے تو اوسکے بیان مین اوس نے اپنے تزک کے صفحہ کے صفحہ رنگ ڈالے ہین بیس روز تک وہ نئے نئے مقامات کو بیھان دیکھتا رہا۔ اور ۲۴ دسمبر کو برابر سیر کرکے اسکے بعد اپنے مکان کو کوچ کیا۔

ہمارے ملک والے (انگریز) جو ۱۸۷۹ء-۱۸۸۰ء کی لڑائی مین افغانستان مین کام کرتے

رہے ہین وہ جان سکتے ہین کہ اس وقت بابر کا آنا کیسی مصیبت آزمائی کا مقام تھا۔ اور کس قدر سخت بلکہ غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ ایام گرما مین یہ فاصلہ بیش روز مین طے ہوا کرتا ہے یہ کوہستانی سڑک اگرچہ گرمیون مین بہت دشوار گذار نہین ہے مگر خاص جاڑے کے جاڑون مین اوس پر چلنا بڑی جفاکشی کا کام ہے۔ سوائے اسکے جب بابر اودھر سے آیا ہے تو برف بھی پڑ رہا تھا۔ اوسنے اپنے لشکر کی رہبری کا کام خود کیا۔ اور اُمید موہوم پر محنت کرنے کے لئے کمر باندہی۔ اپنے لشکر کے آگے آگے ہو لیا اور بے انتہا درماندگی اور افسردہ دلی کی حالت مین اوسے وادی زیربن کے دامن تک نکال لایا۔ مگر اسجگہ مایوسی کا سا عالم چھا گیا۔ برف کا طوفان زور پر تہا۔ نیچے برف کے انبار لگ چکے تھے اور گھاٹی ایسی تنگ تھی کہ بجز ایک آدمی کے دوسرا اوس مین ایک وقت واحد مین گھس بھی نہ سکتا تھا۔ تب بھی بابر آگے بڑہے ہی گیا۔ اور شام کے ہونے پر ایک غار اوسے ایسا ملگیا کہ جہان چند آدمی اندر ٹھہر سکتے تھے۔ مگر اس وقت اوسکی نیک مزاجی کو دیکھئے کہ اوس نے اپنے آدمیونکو تو اوس کے اندر داخل کر دیا اور ایک بیلچہ سے برف کو اپنے ہاتھ سے کھود کر اپنے واسطے اوس غار کے منہ کے پاس ایک گڑھا بنایا۔ اسی عرصہ مین جب لوگ اندر گھسے تو معلوم ہوا کہ وہ غار اس قدر بڑا ہے کہ اوس مین پچاس ساٹھ آدمی سما سکتے ہین۔ اس پر بابر بھی اونکے ساتھ اندر گھسا اور جو کچھ تھوڑی سی خوراک تھی سب کے ساتھ اوس مین شریک ہو گیا۔ دوسرے روز صبح کو برف باران کا طوفان موقوف ہوا اور لشکر آگے کو چل دیا۔ آخر کار فروری کے اخیر پر وہ کابل جا داخل ہوا مگر وہان

اور ہی تماشا نظر آیا۔ کہ شہر مین بغاوت ہو رہی تھی اور اگرچہ قلعہ والے اس کے ہوا خواہ تھے لیکن وقت بڑا نازک آگیا تھا مگر بابر بھی ایسے مواقع پر ہمت و دلیری مین کچھ کم نہ تھا اوس نے اپنے طرفدارون سے خبرون کا سلسلہ جاری کیا۔ اور نہایت عمدہ طور سے یکایک دشمنون پر جا پڑا اور اوس پر قبضہ کر لیا۔ پھر باغیون کے ساتھ جو اوسنے سلوک کیا وہ نہایت ہی ترحم آمیز تھا۔

۱۵۰۷ء کے موسم بہار مین **شیبانی خان** اذبک نے جس نے پہلے بابر کو سمرقند سے نکال دیا تھا بلخ پر حملہ کر کے اوسے لے لیا تھا۔ اور اسکے بعد خراسان پر چڑہائی کر کے ہرات پر بھی قبضہ کر لیا تھا قندہار جو کچھ ہرات کے حاکمون کا ماتحت سا تھا۔ **میر زُلنُن بیگ** کے بیٹون کے قبضہ مین آگیا تھا۔ جو سلطان حسین مرزا کیطرف سے یہان کا گورنر رہا تہا اور اس وقت اوسکے بیٹون نے **شیبانی خان** کے مقابلہ مین بابر سے مدد مانگی تھی۔ اسلئے بابر قندہار کی طرف کو چلا۔ راستہ مین والیان سابق یعنی سلطان حسین کے خاندان والونکے ہوا خواہ اس سے آملے جو ادہر اودہر پھر رہے تھے۔ لیکن قبل اس سے کہ بابر قندہار پہونچے **شیبانی خان** نے **زلنن بیگ** کے بیٹون کو دبا دہمکا کر اپنا مطیع کر لیا۔ مگر اونھون نے بابر کو اس امر کی ایسے طور سے اطلاع دی کہ جس سے وہ غلطی مین نہ پڑ جائے اسیلئے بابر نے اپنے حقوق کے حصول کے واسطے فوج کو سنبھالا۔

اوس کی فوج تو کچھ بہت نہ تھی مگر اوسے اوس پر اور نیز اپنی دانشمندی پر بڑا

بھروسہ تھا۔ قندہار کی حالت مین انقلاب کے ہونے کی خبر اوسے قلات غلزی مین ملی تھی اوسی جگھہ سے وہ دریاے ترنک کے پار ہو گیا۔ پھر وہان سے اوسنے اپنے خیالات کو پختہ کیا اور لڑائی کا انتظام کر کے دریا کے کنارہ کنارہ بابا ولی کی طرف چلا جو قندہار سے پانچ چھہ میل شمال کو ہے اور کالی شاد کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا اوس کا ارادہ ہوا کہ یہان آرام کرے اور گھاس چارہ کے فراہم کرنے کے لئے کچھہ آدمیون کو روانہ کیا لیکن جب ہی کہ یہ لوگ لشکر سے روانہ ہوے ہین کہ اوس نے سنا کہ شہر سے پانچ ہزار دشمن کے آدمیون نے اوسکی طرف کوچ کیا ہے۔ اوس کے پاس اسوقت صرف ایکہزار آدمی مسلح تھے۔ باقی دانہ چارہ کے لئے گئے ہوے تھے۔ اوس بابر نے دیکھا کہ یہ وقت ہچکچانے کا نہین ہے۔ اپنے آدمیون کو سنبھالا اور حفاظت کے لئے اونکو ترتیب دیا۔ اور دشمن کے حملہ کا منتظر ہو بیٹھا۔ دشمن کی فوج کے سردار اس وقت خود زلنن کے بیٹے تھے اور بڑے دلیرانہ چلے آرہے تھے۔ لیکن بابر نے نہ صرف اونکے حملہ ہی کو ہٹایا۔ اور دشمنون کو بھگایا۔ بلکہ تعاقب کر کے اونہین شہر مین جانے سے بھی روکدیا اور تمام مال وخزانہ سمیت شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہان اوسکو لوٹ مین بڑی دولت اور مال ومتاع ہاتھ آیا۔ مگر بابر قندہار مین ٹھہرا نہین۔ اپنے بھائی نصیر مرزا کو اوس کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر کابل کو چلا آیا۔ اور جولائی ۱۵۰۷ء کے اخیر مین اپنے تجربہ کے بموجب وہان بڑی لوٹ اور نہایت نیک نامی کے ساتھ پہونچ گیا۔

جب ہی کہ وہ یہان پہونچا ہے اوسے خبر آئی کہ شیبانی خان قندہار کے سامنے

آگیا ہے اور اوس کے بھائی پر محاصرہ ڈالنے کو ہے چونکہ فنون جنگ کی مہارت
اوسکے جبلت مین بس گئی تھی اُس نے سوچا کہ اس وقت سب سے عمدہ تدبیر یہی ہے کہ
خود حملہ آور بنکر دشمن کو اپنے افزایش طاقت کا ثبوت دیا جاے۔ صرف اوسے یہ تردد
باقی رہگیا کہ ایسا ثبوت دینے کے لئے بدخشان پر حملہ کیا جائے جہان سے کہ سمرقند کو
دہمکی دیجاسکتی ہے یا ہندوستان پر حملہ کیا جاے۔ آخرکار اوس نے ہندوستان
کے حملہ کو ترجیح دی اور جب ہی کہ اوسنے جلدی سے اپنی رائے کے تردد کو دفع کیا
اوسی کے ساتھ اوس نے اپنی رائے کی تعمیل بھی شروع کردی۔ اور دریاے سندھ کیطرف
کوچ کھڑا ہوا۔ اور دریاے کابل کے پائین کی طرف کو روانہ ہوگیا۔ مگر جب وہ کچھ
دنون جلال آباد مین آکر قیام پذیر رہا تو اوس نے سنا کہ قندہار کو شیبانی خان نے
لے لیا۔ اس لئے جو تاخت کا مقصد تھا جب وہ جاتا رہا تو کابل کو الٹا[1] لوٹ گیا۔

اگرچہ اس کے بعد بھی سات برس تک بڑے بڑے واقعات ہوئے
ہین مگر مین اونہین سرسری طور پر بیان کرونگا۔ اس مدت مین ۱۵۰۷ء سے
۱۵۱۴ء تک بابر نے شمال کی طرف کو جاکر ازبکون کو شکست دی اور بخارا اور سمرقند
کو لے لیا لیکن ازبکون نے بھی لوٹ کر بابر کو کلملک پر ہزیمت دی اور اوس سے
وہ دونو مقام چھین لئے اور جب اوسنے اونکے لینے کے لئے پھر کوشش کی تو غجدوان

(۱) بابر نے ہندوستان پر حملہ کرکے قندہار سے دشمن کو دفع کرنا چاہا۔ اور اسکو مصنف کتاب ہذا نے بڑی عمدہ تدبیر
بتایا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ تدبیر جنون سے کم نہین ہے۔

پر شکست ہوئی اور حصار(۱) کو لوٹنا پڑا - جب کچھ عرصہ بعد اوس طرف اوسے مایوسی ہوگئی تو وہ کابل چلا آیا - یہہ واقعہ ابتدائی ۱۵۱۴؁ء کا ہے -

اس کے بعد بھی آٹھہ سال کے ایک مدت ہے جسے مین سرسری ہی طور پر لکھتا ہون - اس عرصہ مین بابر کوہستانی افغانون کے پیچھے پڑا رہا اور سوات کو لے لیا - اور آخر کو قندہار بھی ۱۵۲۲؁ء مین اعہد نامہ کی رو سے اوسے ملگیا - اس وقت اوس نے قندہار اور اوسکے توابعات کو اون نیچی زمینون سمیت جو خاصکر دریائے ہیلمند کے پائین کیطرف کو ہین اپنے ممالک محروسہ مین داخل کرلیا -

اسی اثنا مین زلنن کے بڑے بیٹے شاہ بیگ نے جو پہلے قندہار کا حاکم رہ چکا تھا سندہ کے ملک پر حملہ کرکے اوسے لے لیا تھا - اور بھکر کو دارالحکومت بنایا تھا - یہ شخص جون ۱۵۲۴؁ء مین مرگیا - جب ہی کہ یہ خبر نرساپور کے صوبہ دار شاہ حسن کو پہنچی جو خاندان تیموریہ کے بڑے ہوا خواہون مین سے تھا تو اس امیر نے بابر کے نام کی اوس ملک مین منادی کرادی اور تمام ملک سندہ مین اوس کے نام کا خطبہ پڑھوایا - گو اس باب مین مزاحمت پیش آئی مگر شاہ حسن نے تمام ملک کو فتح کرلیا - اور بابر کو اپنا بادشاہ مانکر حکومت

(۱) مشرقی ممالک کے تاریخ مین دو حصار اور بھی مشہور ہین - ایک تو ہندوستان مین ہے جو دہلی سے شمال کو تقریباً سو میل کے فاصلہ پر ہے دوسرا ملک فارس کے صوبہ آذربائیجان مین تخت سلیمان سے ۳۲ میل پر واقع ہے مگر یہ حصار جسکا کتاب مین ذکر ہے وہ شہر ہے جو دریائے آکسس کے ایک معاون دریا کے کنارہ پر آباد ہے اور بلخ کے شمال مشرق مین اوس سے ۱۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا ہے -

کرنے لگا۔ آخرکار بابر کو ملتان والون نے ۱۵۲۵ء مین بلایا اور جب وہ اوس قلعہ پر آیا تو ایک بڑے لمبے محاصرہ کے بعد اگست یا ستمبر ۱۵۲۶ء مین دہاوا کرکے اوسے لیلیا۔ اوس زمانہ مین ہندوستان مین بڑے بڑے واقعات گذر چکے تھے اسی سال کے ۲۹ اپریل کو پانی پت کی لڑائی کے بعد ہندوستان بابر کے ہاتھہ آگیا۔ قبل اس سے کہ مین اس مُلک پر اوسکے حملہ کا حال بیان کرون یہ ضرور ہے کہ نہایت مختصر طور پر اسکے قدیمی حاکمون کا حال بھی لکھدون۔



باب چہارم

بابر کے حملہ ہندوستان پر

مین ہندوستانی تاریخ کے اوس قدیم زمانہ کا حال جو شروع سے محمود غزنوی کے زمانہ یعنی آغاز گیارہوین صدی تک گذرا ہے کچھ لکھنا نہین چاہتا - فی الواقع اوس زمانہ کا تفصیلی حال مخلوق کو معلوم ہی نہین ہے - اسقدر جانتے ہین کہ دریاے سندھ سے راس کماری تک ہندوستان مین کتنی ہی قومین بستی تہین جنکے کتنے ہی جدا جدا زبانین تھین - بڑے بڑے مذہب اس عہد مین برہمنون اور بدہون اور جینیون کے تھے - اور جو جو لڑائیان اپنے اپنے دورون مین جگہ جگہہ صوبجات مین اور اطراف و اکناف کے بادشاہون کے درمیان واقع ہوئے ہین وہ اکثر مذہبی لڑائیان تھین -

سب سے پہلے جس نے اس انتظام مین خلل ڈالا وہ محمود غزنوی کا حملہ ۱۰۰۱ء کا تھا - لیکن اگرچہ محمود اور اوسکے غزنوی جانشین دہلی راجپوتانہ اور آخر کو گجرات کی انتہا تک پہونچے مگر عملاً اونکی حکومت کا استقلال پنجاب سے آگے نہ ہوا - دریاے ستلج سے جنوب مشرق کے ملک اس وقت بھی ہندوؤن کی ہی حکومت رہے - لیکن ۱۱۸۶ء مین غور کے خاندان والون نے جس کی بنیاد ایک غوری افغان نے ڈالی تھی - غزنوی خاندان کو برباد کردیا - غور ایک مقام مغربی افغانستان مین ۱۲۰ میل جنوب مشرق کو

ہرات کے دریائے کابل کے کنارہ واقع ہے پھر اس غوری خاندان کی بھی باری آئی اور اوسسے بھی ۱۲۸۸ء مین خلجی خاندان والون نے اوبھاڑکر اون کی جگھہ خود لیلی۔ اس خاندان کے بادشاہون نے تینتیس برس بڑے جاہ وجلال کےساتھہ دہلی اور اوسکے گرد ونواح کے علاقہ پر جسے اب ممالک مغربی وشمالی کھتے ہین حکومت کی اور نربدا پار دکن مین اپنے فتوحات کا سلسلہ پھیلایا - پھر ۱۳۲۱ء مین تغلق خاندان والون نے جو ترکی غلامون کی نسل سے تھے ان سے سلطنت لیلی - تغلق خاندان والے مخلوق کے بدل کرنیکے ڈہنگ کو نہین جانتے تھے - اسوجہ سے اونکے اکیانوے برس کی حکومت مین اوس ملک کے صوبہ کہ جن پر اونکے متقدمین حکومت کرتے تھے دہلی کی حکومت سے بتدریج علیحدہ ہوتے چلے گئے۔ پھر جب تیمور نے ۱۳۹۸-۹۹ء مین اس شکستہ بازو حکومت پر حملہ کیا تو کام ہی تمام کردیا - البتہ اس خاندان کے ایک شخص سلطان محمود کے ہاتھہ مین بارہ سال اور بھی حکومت چلی آئی - اس کے بعد وہ ایک اور خاندان مین چلے گئے جو شاہی خطاب کا مستحق ہی نہین رہے - اس خاندان کا نام تاریخ مین سیدون کا خاندان ہے - یھہ لوگ شمالی ہند پر سینتیس برس تک برائے نام حکمرانی کرتے رہے لیکن اوس مین اندرونی نا اتفاقیون کے باعث کچھہ قوت نہ تھی اسلیئے لودی خاندان کے ایک زبردست افغان نے موقع پایا اور عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیلی -

ہندوستان مین اس زمانہ مین مسلمانون کی حکومت جدا جدا صوبون مین جدا جدا سرداروںکے ہاتھہ مین تھی - اور طوائف الملوکی ہو رہی تھی کوئی اونکا ایک بڑا سردار نہ تھا اور

اوسکا حال اس طرح پر تھا کہ ۱۴۵۰ء مین دہلی اور اوس کے کچھہ تھوڑے سے گرد نواح کے علاقہ پر سیدون کے خاندان کا ایک شخص حاکم تھا۔ دہلی سے چودہ میل کے اندر ہی احمد خان میوات کا خود مختار حاکم اور مالک تھا۔ سنبھل کے صوبہ پر جسے اب رہیلکھنڈ بولتے ہین اور جس کی سرحد دہلی کی دیوارون تک پہنچتی تھی دریا خان لودی حکومت کر رہا تھا۔ جلیسر مین جو اب ضلع ایٹہ کھلاتا ہے عیسیٰ خان ترک قابض تھا۔ وہ ضلع جو اب فرخ آباد کے نام سے مشہور ہے پرتاب سنگھ راجہ کے قبضہ مین تہا۔ بیانہ مین دولت خان لودی تہا اور لاہور دیپالپور سرہند پانی پت کے جنوب تک بہلول لودی کی حکمرانی تھی۔ پھر ملتان جونپور بنگال مالوہ گجرات مین الگ الگ اپنے اپنے بادشاہ تھے جب سید رفو چکر ہوے تو ۱۴۵۰ء سے ۱۴۸۸ء تک بہلول لودی نے جسے سلطان بہلول بھی کھتے ہین ان مین سے اکثر اضلاع پر مشرق کی طرف مغربی بہار کے شمالی خطہ تک اپنا سکہ چلایا۔ پھر جب اوس کا بیٹا سلطان سکندر تخت نشین ہوا تو اوسنے بہار پر قبضہ کر لیا اور بنگالہ پر بھی حملہ کیا مگر آخر کو وہان کے بادشاہ علاء الدین سے مغلوب ہوا۔ اور اقرار کیا کہ پھر اوس پر حملہ نہ کریگا۔ اس پر بہی وسط ہند کے ایک بڑے حصہ پر تاخت و تاراج کی۔ جب وہ ۱۵۱۸ء مین مرا ہے تو وہ ملک جسے اب پنجاب کھتے ہین اور ممالک مغربی شمالی جونپور سمیت اور وسط ہند کا بڑا حصہ اور نیز مغربی بہار سب اوس کی حکومت مین داخل تھے لیکن درحقیقت ان ملکون پر شاہی اقتدار برائے نام تہا لودی سردار جنھین سلاطین لودی نے ضرورتاً صوبجات کی حکومت کا انتظام سپرد کیا

تہا بادشاہ کے درحقیقت ایسے جاگیر دار تھے کہ جنہین فوج کی تیاری کے لئے ملک دیدئے گئے تھے وہ اپنی اپنی حکومت کے علاقون مین بالکل اپنی مرضی کے خودمختار تھے اوراپنے ہی فرامین کی تعمیل کرانے پر اصرار کرتے تھے اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سکندر لودی مراتو کئی بڑے بڑے امیرون نے جونام کی اطاعت کو بھی پسند نہین کرتے تھے بالاتفاق یہ ارادہ کیا کہ اوسکے بیٹے ابراہیم کو صرف دہلی کی سلطنت دین۔ اور سلطان متوفی کی مملکت کو جونپور کے سوا باہم تقسیم کرلین۔ جونپور کی حکومت ابراہیم کے چھوٹے بھائی کو ایک جداہی سلطنت کے طور پر دینا قرار پایا تھا مگر یہ شرط تھی کہ وہ دہلی کے ماتحت رہے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے پہل یہ تجویز ابراہیم کے روبرو پیش کی گئی تو غالباً مجبوری کے سبب سے اوسنے اسے منظور کرلیا تھا۔ مگر جب خانجہان لودی اوس کے ایک رشتہ دار نے سرزنش اور ملامت کی تو اوس نے اپنی مرضی کو پلٹ دیا اور اپنے بھائی کو جو جونپور کو روانہ ہوچکا تہا واپس طلب کیا۔ بھائی نے واپسی سے انکار کیا۔ اور خانہ جنگی شروع ہوئی جس مین ابراہیم فتحمند ہوا۔ جب اوس کا بھائی ۱۵۱۸ء مین مرگیا تو ابراہیم نے اپنے دل چلے امیرون کو قابو مین لانے کی کوشش کی۔ اس پر اونھون نے بغاوت کی مگر ابراہیم نے اوسے فروکیا۔ لیکن اوس نے اپنے فتح پر ایسے ظالمانہ حرکتین کین جوناراضی کے رفع کرنے سے کوسون دور تھین اون سے نئی بغاوتین پیدا ہوگئین۔ بہار اودھ جونپور کے امیرون نے ہتیار اوٹھا لئے۔ پنجاب کا بھی یہی حال ہوا۔ اور خانہ جنگی بڑے جوش خروش سے شروع ہوگئی اور دونو طرف اقبال

وادبار نے اپنا اثر دکھایا۔ جب علاءالدین سلطان ابراہیم کا چچا بابر کے لشکر مین اوس وقت بہاگ کر گیا ہے جب کہ وہ قندہار کے اضلاع مین امن چین قایم کر رہا تہا اور اسنے اوس سے جاکر منت وخوشامد کہا کہ چلیئے آپ کے لئے دہلی کا تخت موجود ہے تو یہ ہنگامہ اور فساد ہندوستان مین اپنے کمال کو پہونچ چکے تھے۔ قریب قریب اسی زمانہ مین بادشاہ کابل کے پاس ایک اور بھی درخواست جو اوس کے حسب دلخواہ تھی دولت خان صوبہ دار لاہور کے پاس سے آئی تھی جسے ابراہیم کے ایک سپہ سالار نے سخت دبایا تھا۔ اس دولت خان نے بابر سے مدد مانگی اور اسکے عوض مین اوسے اپنا بادشاہ مان لیا تھا۔ بابر فوراً راضی ہوگیا اور اوسی وقت لاہور کی طرف چل کھڑا ہوا۔

یہ جو محمود غزنوی کے حملہ سے پانچ سو برس بعد تک کے زمانہ کا ہندوستان کے اندرونی حالات کا ہم نے ایک خاکہ سا کہینچ دیا ہے ہماری رائے مین اوس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ جن خاندانون نے یہان حکمرانی کی اون مین سے کوئی بھی ایسا نہ ہوا۔ کہ اس ملک مین اوس کی جڑ جم گئی ہو۔ غزنی غوری تغلق سید لودی کسی خاندان کا کوئی شخص کیون نہو جو بادشاہ ہوا وہ صرف اپنی ہی تقویت اور مقاصد کے واسطے لڑا۔ اور حاکم وقت کے جو امیر اور سردار تھے وہ بھی اپنے مالک اور بادشاہ کے اس باب مین پیروی کرتے رہے۔ اس طرح پر بادشاہون کے ہواخواہ جاگیردار جن کی جاگیرین فوجی پرداخت کے لئے دیجاتی تھین ہندوستان مین پھیلے ہوئے

تھے اور کہین کہین قابض تھے ان جاگیرداروں پر جاگیرون کے عوض مین بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری لازم ہوتی تھی ۔ مگر یہ لوگ بادشاہ کی قوت اور لیاقت کے بموجب جب چاہتے اوس پر عمل کرتے اور جب نہ چاہتے تو نہ کرتے ۔ فاتح اور مفتوح کے اغراض ملکر ایسی ایک نہین ہو گئی تہین کہ جیسے فتح کے بعد انگلستان مین ہو گئی تھین ۔ مسلمان غیر قوم کے لوگون پر جابرانہ حکومت کرتے تھے ۔ اور یہ غیر قوم والے اس وجہ سے اون کی اطاعت کرتے تھے کہ اون سے خلاف کرنے کی ان مین طاقت نہ تھی ۔ کسیکو یہ خیال نہ تھا کہ اون لوگون کا ہمدردی یا کسی اور مضبوط رشتہ سے حکمران خاندان سے اتحاد پیدا کرائے یہہ فاتح جس طرح پر کہ اپنے آنے کے وقت غیر قوم تھی ایسے ہی اس وقت تک اجنبی بنے ہوئے تھے ملک پر اون کا قبضہ صرف ظاہری تھا یہان کے باشندون کی دلی محبت کی زمین مین اوس کی جڑ نہین جمی تھی وہ صرف تلوار کے زور سے قایم تہا ۔ ان پہلی حکومتون کی حکمرانی اور مغلیہ خاندان کی فرمان روائی مین جس طرح پر وہ اکبر کے زمانہ مین ان کے بعد قایم ہوئی تھی بہی بڑا فرق تہا

بابر کا ہندوستان پر پہلا حملہ جسے ایک سرسری تاخت کے سبب سے حملہ نہین خیال کرنا چاہیئے اور جسکا ذکر اوپر آچکا ہے ۱۵۱۹ء مین ہوا تھا بعض مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ ایک اور حملہ بھی اسی سال ہوا تھا ۔ لیکن فرشتہ کا بیان غالباً صحیح ہے وہ کہتا ہے کہ یہ حملہ صرف یوسف زئی فرقہ پر تھا جسکے سلسلہ مین بابر پشاور تک بڑہ آیا تھا ۔ لیکن دریاے سندہ کے پار نہین آیا مگر اس مین شک نہین کہ اوس نے

ایک اور حملہ ۱۵۲۰ء مین کیا تھا جسے تیسرا حملہ کہتے ہین۔ اسوقت وہ دریائے سندہ کے پار اوترآیا۔ اور اوس خطہ مین آیا جسے اب راولپنڈی کے قسمت کے نام سے پکارتے ہین پھر جہلم پار اوترا اور سیالکوٹ پہونچا۔ اوسے چھوڑکر پھر سید پور کو آیا اور اُوسے لوٹا لیکن یہان سے کابل کو لوٹنا پڑا۔ وہان ایک حملہ کا اس وقت اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔

اس تیسرے حملہ کے خراب نتیجہ نے اب پورا یقین دلا دیا کہ ہندوستان پر کامیابی کی یقینی اُمید پر اوس وقت تک حملہ نہین ہوسکتا جب تک کہ قندہار پر باطمینان کامل قبضہ نہ ہوجائے۔ اسلئے اوسنے اسکے بعد دو تین سال اوس مضبوط مقام کے اور نیز اوس ملک کی تسخیر مین خرچ کئے جو غزنین اور خراسان کے درمیان ہے اسی زمانہ مین جب کہ وہ اون اضلاع کے کامل قبضہ اور انتظام سے فارغ ہو ہی چکا تھا کہ یکایک علاءالدین لودی اور دولت خان حاکم لاہور کی طرف سے پیغام پہونچے اور دولت خان کی درخواست پر بابر نے ہندوستان پر چوتھے حملہ کا ارادہ کرلیا۔ اب وہ پھر دریائے سندہ کے پار اوترا۔ اور جہلم اور چناب سے گذر کر لاہور سے دس میل پر جا پہونچا۔ یہان لودی خان کے ہواخواہ فوج نے اوس کا مقابلہ کیا اور شکست پائی۔ جس کے صلہ مین لاہور بابر کی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ لیکن وہ یہان صرف چار ہی روز ٹھہرا۔ اور دولت خان اور اوسکے بیٹے اسی جگہہ اوس کے پاس آگئے۔ مگر بابر کیطرف سے کچھ اونکی خاطرجمعی نہین ہوئی اس لئے اونہون نے اپنے نئے حاکم کے برخلاف سازشین کرنا شروع کین جس وقت بابر سرہند کے قریب دہلی جانے کے لئے پہونچا

تو اوسے اون کے سازشون کا حال معلوم ہوا اسواسطے اوسنے اس وقت آگے بڑھنے کا ارادہ موقوف کرکے کابل کے لوٹنے کی تجویز کی۔ اور اپنے معتبر سرداروں کو پنجاب کا ملک تقسیم کرکے واپس چلا گیا۔

ابھی وہ دریاے سندہ کے پار اوترا ہی تھا کہ پنجاب مین ازسر نو جھگڑے بکھیڑے اوٹھہ کھڑے ہوئے۔ علاء الدین جسے بابر نے دیبالپور[1] کا ضلع عنایت کیا تھا۔ وہان کی حکومت سے مایوس ہوکر بابن امید کابل کو بھاگ گیا۔ کہ بابر خود ہندوستان پر حملہ کرے۔ اس وقت بابر اس درخواست کو منظور نہین کرسکا کیونکہ ازبک قوم والے بلخ پر محاصرہ کر رہے تھے۔ مگر پھر بھی اوسنے علاء الدین کو کچھ فوج دی اور اپنے پنجاب کے سپہ سالارون کو اوس کی تائید کا حکم دیا۔ لیکن اس وقت بھی اس سردار کو اپنے حملہ مین کامیابی نہین ہوئی۔ اور بڑے اضطراب کے ساتھ وہ دہلی سے پنجاب کو بھاگ گیا۔ جس وقت کہ یہہ پنجاب مین بھاگ کر گیا ہے اوس وقت بابر اپنے پانچوین اور آخری حملہ کی تیاری مین مصروف تھا۔

اس حملہ کا حال مین نہایت ہی تصریح سے بیان کرتاہون بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو ساتھ لیا اور خیبر کی گھاٹی سے پشاور کی طرف کو اوترا۔ دو روز یہان ٹھہر کر ۱۶ ار دسمبر کو دریاے سندہ کے پار ہوگیا۔ اور سیالکوٹ پر بڑی تیزی سے جا پھونچا

(۱) دیبالپور ضلع منٹگمری مین لاہور سے جنوب مغرب کو ۷۰ میل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے جو بابر کے زمانہ مین ایک بڑا عمدہ مقام تہا۔

جب یہان ۲۹ر دسمبر کو پہونچا تو اوسے علاء الدین کی شکست اور فرار کی خبر ملی۔ گو اس سے پریشان تو وہ ہوا ۔ مگر دوسرے ہی روز صبح کو پرسرور کو کوچ کردیا جو سیالکوٹ اور کلانور کے مابین دریاے راوی کے کنارہ پر واقع ہے۔ پھر کلانور جاکر دریاے راوی سے عبور کیا۔ پھر بیاس پر گیا اور پار اوترا اور یہان سے ملوات کے مضبوط قلعہ کی طرف چلا۔ جہان کہ اوس کا پچھلا ہوا خواہ دولت خان پناہ گیر تھا۔ ملوات پر اوسکا فوراً قبضہ ہوگیا۔ بابر پھر جالندہر کے دوآبہ مین ہوکر ستلج کے پاس آگیا۔ یہان سے اوس نے اپنی تحریر کے بموجب توکل علی اللہ باگ ہاتھہ مین لی ۔ اور رکاب عزیمت مین قدم رکھہ کر روپڑ کے نزدیک اوس سے پار اوترا۔ پھر انبالہ کے راستہ سے جمنا کے قریب سرساوہ(۱) کے مقابل آکر منزل کی ۔ یہان سے وہ دریا کے نشیب کی طرف کو دو منزل آگے بڑھا۔ اور جب دو منزل اور بھی آگے چلا تو پانی پت مین آگیا جو دہلی سے شمال ومغرب کو ۵۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہان اوسنے قیام کیا اور اپنے لشکر کے مورچہ جمادے یہہ ۱۲ر اپریل ۱۵۲۶ء کا واقعہ ہے۔

اس سے نوروز کے بعد ابراہیم لودی نے بابر کے تخمینہ کے بموجب ایک لاکھ سپاہیون کو لیکر اوس کے لشکر پر مورچون کے اندر آکر حملہ کیا ۔ بابر لکھتا ہے کہ "جس وقت لڑائی کی مار دھاڑ شروع ہوئی ہے تو آفتاب ایک نیزہ بلند ہوگیا تھا ۔ یہہ لڑائی دوپہر تک برابر قایم رہی ۔ اسکے بعد دشمن بالکل منتشر ہوگئے"۔ یہ فتح ہر طرح کامل

(۱) سرساوہ جمنا کے جنوبی کنارہ پر سہارنپور سے شمال مغرب کو دس میل پر واقع ہے۔

تھی۔ ابراہیم لودی بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ اور ہندوستان کے نصیبون نے فاتح کے قدمونکو آکر بوسہ دیا۔ پھر اوسی روز بابر نے دہلی اور آگرہ کے قبضہ کے واسطے فوج کو روانہ کیا۔ چنانچہ ۲۴ اپریل کو دہلی اور ۴ مئی کو آگرہ پر قبضہ ہوگیا[1]۔

(۱) بابر اپنے تزک مین پہلے تو وہ اپنا پچھلا حال لکھتا ہے کہ ایک ادنیٰ سردار کی حیثیت سے وہ ایسے بڑے عمدہ ملک ہندوستان کا فاتح ہوگیا۔ پھر کہتا ہے کہ یہ کامیابی مجھے اپنی قوت بازو سے نہین ہوئی نہ میری اپنی ذاتی کوششون سے میری خوش قسمتی نے پلٹا کھایا بلکہ یہ سب کچھ جو ہوا ہے وہ خدائے قادر مطلق کی عنایت کے سرچشمہ کا فیض ہے۔



باب پنجم

بابر کی حالت ہندوستان مین

بابر اس وقت شمال و مغرب مین دو بڑے زبردست حکومتون کا مالک تھا اوس نے ہندوستان کے واقعی حالت کا مدبران سلطنت کے طور پر اندازہ کیا اوس کے ذہن مین فوراً یہ بات آگئی کہ اس وقت وہ شمالی ہند کا مالک ہے اور یہی چاہیئے ہے اور اسی قدر سب کچھ ہے۔ بڑے بڑے عمدہ صوبہ جات اودھ جونپور اور مغربی بہار کے ابراہیم سے باغی ہو چکے تھے اور اگرچہ اوسنے اپنی فوج باغیون کے مقابلہ کے واسطے بھیجی تھی۔ لیکن یہہ یقینی امر نظر آتا تھا۔ کہ یہ دونو باغی اور شاہی فوج ملکر اپنے نئے حملہ آور کے برخلاف ہوکر لڑینگے۔ سوائے اوس کے اوس وقت بنگالہ مین نصرت شاہ گجرات مین سکندر شاہ اور مالوہ مین سلطان محمود حاکم تھے اور تینون بڑے زبردست اور خود مختار حکومتین تھین اسکے سوا ایک مشہور و معروف ہندو راجہ رانا سانگا نی الحقیقت مالوہ کا وہ حصہ مسلمانون سے واپس لے لیا تھا۔ جہان رنتھنبور کا قلعہ دریاے چنبل اور بناس کے سنگم کے گوشہ مین بنا ہے اور سارنگ پور کا قلعہ دریائے کالی سندہ پر اور بھیلسہ کا قلعہ بیتوا پر اور چندیری اور چتور کے قلعہ بھی جو اوس زمانہ مین نہایت مشہور تھے اوسی کے قبضہ مین تھے جنوبی ہند مین بھی بہمنیون نے ایک سلطنت قایم کی تھی۔ اور بیجا نگر کا راجہ بھی خود مختار

حکومت کرتا تھا علاوہ برین اور بہت سے راجہ اور رئیس اوسنے ایسے بھی پائے جو کبھی مسلمان بادشاہون کے مطیع و منقاد نہ ہوے تھے۔

مگر بابر بہت جلد اس بات کی تہ کو پہونچ گیا کہ ان حکام کی خودمختاری اوس کے لئے کوئی بڑی زحمت کی بات نہین ہے بلکہ بڑی دقت اوسکو یہ ہے کہ ہندو باشندے جو مسلمانون کی پہلی حکومتون سے کبھی دل سے راضی نہین ہوئے دشمن ہین ارسکن صاحب لکھتے ہین کہ شمالی ہند کی حکومت مین اس وقت تک بھی بہت باتین وہ موجود تھین جو ہندوون کے زمانہ مین مروج تہین۔ اونکے دیہاتی دستورات اور اضلاع کے انتظام اور حکومت کے قواعد اور ملک کی تقسیم چھوٹے چھوٹے علاقون اور اپنے اپنے علاقہ کے ذرہ ذرہ سے حکومتون مین اوسی طرح پر تھے جیسے ہندوون کے عہد مین تھے ملکی انقلابات کے وقت رعایا خاص اپنے اپنے حاکمون کے مقاصد کو زیادہ تر لحاظ کرتی تھی۔ اور بادشاہ وقت کے جو دارالسلطنت مین حکومت کرتا تھا۔ بہت ہی کم پروا ہوتی تھی۔ غرض اس وجہ سے کہ یہان کبھی کوئی اچھے سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ ایسا انتظام عمل مین نہین آیا تھا جو حکومت کے صدر یعنی بادشاہ کی تجویز سے ملک مین جاری ہوا ہو یہان کے باشندے نئے فاتح کو غاصب تصور کرتے تھے۔ اور اوسکی مزاحمت کو اپنا نفع خیال کرتے تھے۔

یہ خیال جو یہان کے باشندونکے دلون مین بیٹھا ہوا تھا جب یہان یہ نیا حملہ آور آیا جسکے چال چلن اور مزاج سے یہ لوگ بالکل ناواقف تھے تو مسلمانون کے پچھلے شاہی

خاندانون کے ہوا خواہون نے اوس مین اور بھی اشتعالک دی - اونھون نے اون سے کھا کہ مغل حملہ آور کے یہان کامیاب ہونے کے یہ معنی ہین کہ تم لوگ برباد ہو جاؤگے اونہون نے ہندو باشندون کے دلون مین اس بات کے منقش کر دینے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا - کہ ان وسط ایشیا کے وحشیون کی لوٹ کھسوٹ اور شہوت پرستی کے سامنے نہ اون کے مندر بچین گے اور نہ اون کے جورو بیٹی کی حرمت و عزت باقی رہیگی - جب یہ خوف و دہشت دلا کر ہندوون کو پہلے ہی سے چوکنا کر دیا گیا تو اس رحم دل نیک مزاج حملہ کنندہ کے سامنے سے اوسکے آگرہ پہونچتے ہی وہ لوگ بھاگ نکلے اور اس جبر و تعدی کے ظاہری یقین کے باعث اونھون نے جنگل کی تکلیفات کو زیادہ تر پسند اور گوارا کیا -

اودھر بابر کے وقتون مین ایک اور مصیبت آکر زیادہ ہوگئی اوسکے خود لشکر مین بھی اس وقت ایک ناراضی پھیل گئی اوس کی فوج کا بڑا حصہ اون پہاڑی لوگون سے مرکب تھا جو مشرقی افغانستان کے بلند کوہستان مین بستے تھے - ان لوگون کو اپنے بادشاہ کے ساتھ رہنے مین اوسوقت تک خوشی تھے جب تک کہ لڑائی کے میدان مین بادشاہ کے وہ ہمرکاب تھے - لیکن پانی پت کی لڑائی نے اونہین شمالی ہند کا مالک کر دیا تھا - دہلی سے آگرہ تک جو اونہون نے مسافت طے کی تھی - وہ ایسے وقت کی تھی کہ جب باشندے ملک کو ویران چھوڑ کر چلے گئے تھے - اور موسم وہ تھا کہ جس مین ہمیشہ گرمی رہتی ہے بلکہ اس سال کے یعنی سنہ ۱۵۲۶ع کے گرمی اور سالون کی معمولی گرمی سے بدرجہا بڑھکر

تھی۔ جس طرح ہمارے خود پرنس چارلی کے ہمراہی بلند مقامات کے باشندے ۱۷۴۵ء مین کرکرا ئے تھے ایسے ہی ان کوہستانیون نے بھی پکار مچائی۔ اونہین بھی اپنے کوہستانی وطنون کے جانے کا شوق ہو رہا تھا۔ چاہتے تھے کہ کسی طرح اپنے گھرون کو چلے جائین پھر یہ شکایت کچھ سپاہیون تک ہی محدود نہین رہی تھی۔ اون کے افسر بھی یہی شکایت کرنے لگے تھے اور اونکی شکایتون کی وہ دہوم مچی تھی کہ بابر کے کانون تک بھی اوس کی آواز پہونچ گئی تھی۔

بابر کو اپنی فتح کی بہت ہی خوشی ہو رہی تھی۔ اوس کا یہ خیال کہ اوسنے ایشیا کا بہت ہی اچھا اور نہایت سرسبز اور زرخیز خطہ فتح کرلیا ہے نہ تو گرمی کی سختی سے مٹ سکتا تھا اور نہ ان باشندون کی ناراضی اوسے اوسکے نظرون مین چھپا سکتی تھی۔ اوسنے جو اپنے حالات خود قلمبند کئے ہین اور اوس مین اوس نے بیس بڑے بڑے مطبوعہ صفحون مین اسکا بیان کیا ہے وہ اپنے بیان کو اس طرح شروع کرتا ہے کہ "وہ نہایت ہی عمدہ ملک ہے۔ اور ہمارے ملکون کے مقابلہ مین بالکل ایک نئی دنیا ہے"۔ اوس نے ایک نظر مین دیکھ لیا کہ اوسکے تمام معاملات کیصورت ایسی بندھگئی ہے کہ جس سے فتح اوس معنی مین پوری ہو جاوے جو اوسنے اوس لفظ سے منسوب کئے ہین کیونکہ "بادشاہ کابل" کے لقب کی بجاے آیندہ اوسکو ایک بڑا عالی شان لقب شاہنشاہ ہندوستان کا ملنے والا تھا اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ یہان سے اپنے ملک کو لوٹ جاوے

اوس نے تمام مشکلات پر غور کرلیا تہا اور اونکے دفع کی تدبیرون کو سوچ لیا تھا چونکہ

وہ بڑا تجربہ کار اور بالکل کام کا آدمی تھا اوسنے پہلے اپنے لشکر کی ناراضی کی طرف توجہ کی جسکو واقعی طور پر اوس نے سب سے بڑی مشکل خیال کیا تھا۔ اپنے امرا کو جمع کر کے اوس نے ایک محفل مشاورت منعقد کی اور معاملات کی ٹہیک ٹھیک حالت اون کو بتائی اور اونکو جتایا کہ دو کیسے کیسے سخت منازل طے کرنے اور خونریز لڑائیون کے بعد اونہون نے بہت سے زرخیز اور بڑے بڑے وسیع ممالک پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ اِن کو چھوڑنا اور کابل کو پلٹ جانا سخت شرم اور غیرت کی بات ہے۔ جو شخص کہ میرا دوست اور رفیق ہے اوسے چاہیئے کہ آئندہ کو پھر ایسی بات منہ سے نہ نکالے بلکہ تم مین اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہان نہ ٹھہر سکے اور کابل کے جانے کا ارادہ ترک نہ کر سکے تو اوسے جانیکا اختیار ہے"۔ بابر کی اس تقریر کا امرا پر حسب دلخواہ اثر ہوا اور جب اس تقریر کے بعد اوس کی تعمیل بھی کیگئی اور نئے نئے مزاحمتون کے بعد نئے نئے فتوحات بھی ہوئین تو بجائے ناراضی کے وہ لوگ بابر کے ساتھ ہمدردی اور ہواخواہی پر مستعد ہو گئے۔

بابر کی اس مستقل مزاجی سے بہت جلد ایک اور بھی بڑا فائدہ ہوا۔ جب ہی کہ یہانکی مسلمان باشندون اور ہندو زمیندار اور تجار نے جان لیا کہ بابر یہان ہمیشہ رہنا چاہتا ہے تو اون کو خوف جاتا رہا۔ اسی اثنا مین اوس کی فیاضی اور نیک مزاجی کا بھی حال مشہور ہوا جس سے اوس کی نسبت مخلوق کی رائے کچھ اور کی اور ہو گئی اور ہر روز اوسکے جھنڈے کے تلے لوگ جمع ہونے لگے۔ دیہاتی اور دکاندار اپنے اپنے گھرونکو لوٹ آئے اور بہت جلد اوسکے لشکر مین رسد بافراط ہو گئے۔ اسکے تھوڑے ہی

عرصہ کے بعد اوس فوج نے بھی جسے ابراہیم لودی نے جونپور اور اودھ کی بغاوت کے دفعیہ کے لئے بھیجا تھا بابر کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا - اسی درمیان مین اوس نے اپنی فوج سے بھی بڑی دانشمندی سے کام لیا اور روہیلکھنڈ کا بڑا حصّہ فتح کر لیا - اور رابری[1] جو جمنا کے کنارہ پر بڑا عمدہ مقام تہا لے لیا - اور اٹاوہ اور دہولپور کو محصور کیا لیکن وسط ہند مین ایک مشکل اوسکے لئے پیدا ہو رہی تہی جسکی طرف سے وہ ہرگز غفلت نہ کر سکتا تہا -

یہ مشکل رانا سانگا رانائی چتور کیطرف سے تھی - مین نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ اس عظیم الشان راجہ نے جس کا عظیم الشان ہونا ہر طرح اوسپر صادق آتا ہے پہلے مسلمان حملہ آورون سے اپنے موروثی ملک کا ایک بہت بڑا حصّہ واپس چھین لیا تہا بلکہ اس سے بھی زیادہ لے لیا - تہا اوسنے بکراول اور چتاولی کے مقامات پر دو مرتبہ ابراہیم لودی کو معرکہ کی لڑائیون مین شکست دی تھی اس کے سوا اور سولہ لڑائیان دوسرے سرداروں سے جیتی تھین -

بابر کے یہان آنے سے قبل اوس نے اوس زمانہ کا بڑا مشہور قلعہ رنتھنبور لے لیا تھا اور اسکے قبل بھی وہ ملکون کو فتح کرتا رہا تہا اور اب بھی اوس کے فتوحات کا سلسلہ جاری تھا - اور اب جس سے بابر کو تشویش پیدا ہوئی - اوس کا سبب یہ تھا کہ اس عظیم الشان راجپوت سردار نے کندر[2] کا مضبوط پہاڑی قلعہ ابھی لیا تھا - جو رنتھنبور سے چند میل مشرق کو تھا -

برسات کے اخیر پر بابر نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی تاکہ اوس مین اوس کی

---

(۱) رابری (۲) کندر

اور نیز اور چند مشکلات کے دفع کی تجویز نکالے - اس محفل مین یہ قرار پایا کہ ہمایون اوس کا بڑا بیٹا جو اس وقت اٹھارہ برس کا تھا پورب کی طرف کو جاے اور ممالک دوآبہ اودہ اور جونپور پر قبضہ کرے اور بابر آگرہ مین رہکر چارون طرف کے طرز و انداز کو غور کرے اور ملک کی نگرانی کرتا رہے اور راناسانگا کی نسبت یہہ تجویز ٹھیری کہ اوس کے مغلوب کرنے کے لیئے اوس پر صرف اوس وقت حملہ کیا جاے کہ دشمن نہایت قریب آجاے -

ہمایون کی تاخت مین تو پوری پوری کامیابی ہوئی اوسنے حدود بہار تک ملک کو بالکل لے لیا - جب وہ ۶ جنوری ۱۵۲۷ع کو لوٹ کر آیا ہے تو بابر نے بیانہ اور دہولپور کو بھی لے لیا - اور ایک دانائی سے گوالیار کے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا - اور اسی زمانہ مین خبر آئی کہ ملتان بھی قبضہ مین آگیا - اب جب کہ وہ دریاے سندہ سے مغربی بہار کے حدود تک اور کالپی و گوالیار سے لیکر کوہستان ہمالیہ تک کا مالک ہوگیا تو بابر نے اوس نامور رانائی چتور کی طرف توجہ کی جس کا نام راناسانگا تھا - اور ۱۱ فروری کو اس راجہ کی فوج کے مقابلہ کو آگرہ سے روانہ ہوا اس راجہ کے ساتھ لودی خاندان کی فوجین بھی شامل ہوگئی تھین اور اوس نے بڑہ کر بساور کے مقام پر آکر ڈیرہ ڈالے تھے جو بیانہ سے بارہ میل اور آگرہ سے باسٹھ میل کے قریب قریب ہے - بابر آگرہ سے سیکرے کو چلا جسے فتحپور سیکری کہتے ہین اور وہان جاکر قیام کیا کچھہ مٹ بھیڑین ہوئین جن مین راجپوتون کو ہر طرح غلبہ رہا - اور بابر کی فوج مین بڑے تزلزل کے آثار ظاہر ہو گئے - اس وقت بابر نے صرف اسی پر قناعت کی کہ حتی الامکان اپنے لشکرگاہ کی حفاظت کا خوب انتظام کر لیا -

اور کچھہ آدمی میوات کے طرف لوٹ مار کے لیئے بہیجدیئے ۔

اس وقت بابر لشکر مین مورچہ باندہے پڑا تھا اور معاملات کی خراب حالت کو دیکھہ دیکھہ پریشان ہو رہا تھا اور اُسے مجبوراً عرصہ سے بیکار رہنا پڑا تھا جس سے وہ دل ہی دل مین بے چین تھا ۔ اوسنے اپنی زندگی کی ساری سرگذشت کو یاد کیا اور بڑے خضوع و خشوع اور ندامت و پشیمانی کے ساتھہ اوس نے دل مین تسلیم کر لیا کہ اوس نے قرآن شریف کی ایک سخت تہدیدی حکم کی نافرمانی کی عادت ڈال لی ہے اور شراب پیا کرتا ہے اس سے اوس نے فوراً توبہ کرنے کا ارادہ کیا ۔ اور طلائی ساغر اور نقرہ صراحیان منگائین اور اونہین اپنے روبرو توڑتاڑ کر فروخت کے لیئے بہیجدیا ۔ اور قیمت غربا کو تقسیم کر دی ۔ پھر جسقدر شراب لشکر مین تھی اوسے خراب کر دیا گیا کہ کوئی پیئے نہین یا زمین پر پھینکدی گئی ۔ اور بابر کی توبہ کو دیکھہ کر اوس کے امرا مین سے تین سو امیرون نے بھی ایسی ہی توبہ کی ۔

آخرکار جب اوس نے جانا کہ اب توقف زیادہ ممکن نہین ہے تو بابر ۱۲ مارچ کو دشمن کی طرف دو میل آگے بڑہ کر ٹھہر گیا پھر دوسرے روز ایک ایسے موقع پر آگے چلا گیا جو اوسنے لڑائی کے لیئے منتخب کیا تہا ۔ یہان پر اوس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لیئے ترتیب دیا ۔ ۱۶ کو راجپوت اور اونکے رفیق آگے بڑہے اور لڑائی ہونے لگی ۔ بابر نے اپنے تزک مین اس لڑائی کا حال نہایت عمدہ طور پر اور یقیناً ایمانداری کے ساتھہ تحریر کیا ہے یہان اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اوسے یہان ایسی کامل فتح حاصل ہوئی کہ دوسرے

ہی روز راجپوتانہ کے فرمان روائی نے بھی اوسکے قدمون پر آکر سر رکھدیا۔ وہ فوراً بیانہ کو جھپٹا اور وہان سے میوات مین داخل ہوا۔ اوراس تمام صوبہ کو مطیع کرلیا اس فتح کا اثر یہی نہین ہوا کہ اوس نے ان ملکون پر قبضہ کرلیا۔ بلکہ دوآبہ کے کچھ شہر جہان بغاوت ہورہی تھی یا تو مطیع ہوگئے یا اُن پر بابر کا پھر قبضہ ہوگیا۔ جب دوآبہ کا ہنگامہ رفع ہوا اور وہان کامل امن چین ہوگیا تو بابر نے اپنے ہتیار پہلے وسط ہند کے ہندو سردارون کی طرف اوٹھائے جن کا سرغنہ اس وقت چندیری کا راجہ تہا جس وقت بابر شہر اور قلعہ چندیری کے پاس پہونچا ہے تو اُوسے خبر ملی کہ پورب مین اوس کے سپہ سالارون کی بڑی ردی حالت ہورہی ہے اور وہ مجبور ہوکر لکھنؤ سے قنوج مین چلے آئے ہین گو وہ اسبات کو ایک خفیف سا معاملہ نہ سمجھتا تہا۔ مگر اس خبر سے کچھہ گھبرایا نہین اور چندیری کے محاصرہ پر جما رہا۔ اور چند روز مین دہاوا کرکے قلعہ لے لیا۔ جب یہان کا انتظام ہوگیا تو فوراً مشرق کو چلدیا۔ اور اپنے لشکر منہزم اور شکست خوردہ سردارون سے قنوج کے پاس آملا۔ اوراسی جگھہ کے قریب گنگا کا پل بناکر بقیہ لودی سردارون کو جو اوس کے دشمنی پر جمے ہوئے تھے اپنے آگے سے ہٹا دیا اور لکھنو کو لیکر دریائے گومتی و گھاگرا سے پار اوترا اور دل شکستہ دشمنون کو آوارہ کردیا۔ پھر وہ آگرہ لوٹ آیا کہ اندرونی انتظام کی درستی اور اصلاح کرے مگر اوسکو آرام نصیب نہین ہوا۔ جونپور مین جو پہلے خاندانون کے مسلمان تھے وہ اچھی طرح ابھی تک مطیع نہین ہوئے تھے۔ بہار کے زرخیز صوبہ پر جو جونپور کے قریب تہا ابھی تک حملہ ہی نہین ہوا تھا اور اب ان دونون ملکون کے سردار اس بات پر متفق ہوگئے

تھے کہ لودی خاندان کے ایک سردار کو جس نے بابر کے مقابلہ مین رانا سانگا کو مدد دی تھی اور جوان دونو ممالک مین سب سے زبردست تھا اپنا سردار بنا کر ایک متحدہ حکومت قایم کرلین اور یہ صلاح اور مشورے ایسے چپ چاپ کئے گئے تھے کہ بابر کو یہ بہید صرف یکم فروری سنہ ۱۵۲۹ع کو ظاہر ہوا۔ اس وقت وہ دہولپور مین تھا جسے وہ نہایت ہی پسند کرتا تھا اوس مین وہ اپنے امرا کو لئے ہوئے باغات وغیرہ لگوا رہا تھا اور اوس کی درستی اور آرایش وزیبایش مین کوشش کر رہا تھا۔

سنتے ہی اوسی روز وہ آگرہ لوٹ کھڑا ہوا اور جو فوج سردست اوسے ملسکی لیکر دوسرے ہی دن اپنے بیٹے عسکری کے فوج سے ملنے کے لئے چلدیا۔ جو موضع وکدکی مین کرہ کے قریب دریاے گنگا کے دست راست پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسجگھ ۲۷ کو پہونچ گیا اور عسکری کی فوج کو دریا کے دوسرے کنارے پر پایا۔ اور فوراً شاہزادہ کو حکم دیا کہ دست چپ پر ہی رہ کر اپنے لشکر کو اوسی طرح سے چلاے جیسے بابر کا لشکر دست راست پر حرکت کرے۔

جو خبرین کہ بابر کو یہان ملین وہ ایسی نہ تہین کہ جن سے کچھ اطمینان ہوتا محمود لودی کے جھنڈے کے تلے ایک لاکھ آدمی جمع ہو گئے تھے اور خود بابر کے سردارون مین سے ایک شخص شیر خان جسے بابر نے اپنی خاص عنایتون سے عزت بخشی تھی باغیون سے ملگیا تھا اور اپنی فوج سے بنارس پر قبضہ کئے ہوئے تھا محمود لودی نے چنار کو گھیر رکھا تہا جو اس مقدس شہر سے ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

بابر فوراً آگے بڑہا۔ اور محمود لودی کو چنار کے محاصرہ سے ہٹادیا اور شیر خان
سے بنارس خالی کراکے اوسے گنگا پار بہگادیا اور کرم ناسا سے اوترکر چوسا سے آگے
جہان کرم ناسا اور گنگا ملتی ہے وہان بکسر کے پاس لشکر ڈالا۔ پھر وہان سے دشمن کو
بہگاتا ہوا آرہ تک چلا گیا۔ یہان پر وہ بہار کا بھی حاکم ہوگیا۔ اور اوسے معلوم ہوا کہ محمود لودی
صرف چند ہمراہیون کے ساتھ جاکر بادشاہ بنگال کے پاس پناہ گیر ہوا ہے۔

محمود لودی کی بہتیجی نصرت شاہ بادشاہ بنگالہ کو دی گئی تھی اور اس بادشاہ سے اور
بابر سے یہ عہد ہوگیا تہا کہ ان دونوین سے کوئی دوسرے کے ملک پر حملہ نہ کریگا۔ مگر اس
معاہدہ کے برخلاف بادشاہ بنگال نے صوبہ سارن یا چہپرا پر قبضہ کرلیا تھا۔ اور اپنے
لشکر کو لاکر دریاے گھاگرا اور گنگا کے ملاپ پر قایم کیا تھا جو اپنے حفاظت کے لئے ایک
نہایت عمدہ مقام تھا۔

بابر نے ارادہ کیا کہ بنگالہ کی فوج کو اوس مقام سے ہٹادے لیکن اوسے جلد معلوم
ہوگیا کہ اس مقصد کے حاصل ہونے کے لئے بجز ہتیار اٹھاے اور کوئی چارہ نہین ہے
اس لئے اوسنے اپنی فوج کے چھہ حصہ کئے چار حصہ تو اوس نے اپنے بیٹے عسکری
کی ماتحتی مین دئے جو اوسوقت گنگا کے دست چپ پر تھا۔ اور حکم دیا کہ گھاگرا کو عبور کرکے
دشمن پر بڑہین اور ایسی کوشش کرین کہ دشمن اپنے مورچون سے نکلکر اونکے پیچھے پیچھے
گھاگرا کی طرف آئین۔ اور دو حصہ جو باقی رہے اونھین خاص اپنی نگرانی مین لیا۔ کہ گنگا
سے گذرے اور پہر گھاگرا پار ہوکر دشمن کے مورچون پر چھاپا مارے اور اونھین

بیخ و بُن سے نیست و نابود کرڈالے - یہ دونون لشکر ۶ مئی کو باہم ملگئے اور اونھین کامل کامیابی ہوئی - بنگالہ کی فوج کو پوری شکست ہوگئی اور اس فتح نے جہان تک کہ اس لفظ فتح کا مدلول دلالت کرتا ہے پورا فیصلہ کردیا - بنگالہ والون سے اس شرط پر فیصلہ ہوا کہ وہ صوبہ جو مغربی بہار کے نام سے مشہور ہے بابر کے حوالہ کر دیا جاوے اور دونو فریق مین سے کوئی ایک دوسرے کے دشمنون کی تائید نہ کیا کرے اور نہ ایک دوسرے کی عملداری پر چڑھ کر جائے -

یہان تک تو مین نے بہت کچھ اوسے نامی گرامی شخص کے تزک سے تاریخ نویسی کا فائدہ اوٹھایا ہے جسکی کامیابیون کا مین نے مختصر حال تحریر کیا ہے لیکن ابھی کچھہ اور بھی کھنا باقی ہے جبھی کہ وہ اس لشکرکشی اور فتوحات سے لوٹ کر آیا ہے تو چند ہی روز کے بعد اوس کی تندرستی مین فرق آگیا - یہہ بات چھپ تو سکتی ہی نہ تھی - ہمایون اوسکے بڑے بیٹے کو خبر پہونچی جو اسوقت بدخشان کا حاکم تھا - اوس نے اپنے صوبہ کا انتظام اپنے بھائی ہندال کے سپرد کیا - اور آگرہ کو جلدی سے چلدیا - اور ابتداے ۱۵۳۰ع مین وہان آگیا - نہایت شفقت سے اوس کا خیر مقدم ہوا اور اوس کی زندہ دلی اور خوش مزاجی کو دیکھکر بہت لوگ اوس کے دوست ہوگئے - ابھی اوسے چھہ مہینے ہی ہوئے تھے کہ وہ نہایت ہی سخت بیمار پڑ گیا - جب بیماری اپنے کمال کو پہونچ گئی اور شاہزادہ کی زندگی کی اب امید نہ رہی تو ایک ایسا واقعہ ہوا جس سے بابر کے لیے بناوٹی محبت اور شفقت پدری اس طرز پر ٹپکے پڑتی ہے کہ جس مین کسی طرح مغالطہ کو دخل ہو ہی نہین سکتا - بابر کے تزک کے

ضمیمہ مین یہ حال اس طرح درج ہے ۔

جب علاج معالجہ سے ہر طرح مایوسی ہوگئی ۔ اور جب حکماے حاذق نے بادشاہ کو اوسکے بیٹے کی خطرناک حالت کا اظہار کردیا ۔ تو ایک شخص ابو البقا نے جو اپنے علم و تقویٰ کے لحاظ سے نہایت مقدس سمجھا جاتا تھا بابر سے کہا کہ ایسی حالتون مین اگر کسی شخص نے کوئی ایسی چیز جو اوس کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہو قربان کردی ہے تو کبھی کبھی قادر مطلق نے اوسکے دوست کی جان بچادی ہے ۔ بابر یہ سنتے ہی چلاّ کر بول اوٹھا کہ ہمایون کے نزدیک تمام چیزون سے میری جان اور میرے نزدیک سب چیزون سے ہمایون کی جان زیادہ پیاری ہے اس لئے مین نہایت خوشی سے بیٹے کے بچ جانے کے واسطے اپنی جان قربان کرتا ہون اور خدا سے دعا مانگی کہ اوسے قبول کرے کہتے ہین کہ اگرچہ اوسکے درباری کتنا ہی منع کرتے رہے مگر وہ اپنے ارادہ پر اصرار کئے گیا ۔ اور شاہزادہ کے گرد تین مرتبہ اوسی طرح پر گھوما ۔ کہ جیسے مسلمان قربانی کو گھومایا کرتے ہین اور اس کے بعد سچے دل سے بھی دعا مانگی ۔ تھوڑی دیر کے بعد لوگون نے اوسے بآواز بلند کہتے ہوئے سنا کہ "مین نے بلا اپنے اوپر لیلی ۔ مین نے بلا اپنے اوپر لیلی "

مسلمان مورخ کہتے ہین کہ قریب قریب اوسی وقت سے ہمایون اچھا ہونے لگا اور بابر کی قوت مین کچھ کچھ زوال شروع ہوگیا ۔ اور اس طرح ۱۵۳۰ء کے اخیر تک گھٹتا رہا ۔ اور آخرکار محل سراے چار باغ مین آگرہ کے قریب ۴۹ سال کی عمر مین ۲۶ دسمبر کو اپنی جان اپنے بنانے والے کو حوالہ کردی ۔ اوس کا جنازہ اوس کی وصیت کے بموجب کابل کو بھیجدیا

گیا جہان وہ ایک نہایت پر فضا مقام پر شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دفن کیا گیا ہی
دنیا کے نامور کشور کشاؤن مین سے بابر کا ہمیشہ ایک بہت ہی بڑا درجہ رہے گا۔
اوسکے ذاتی خواص نے اوسکے طرز عمل کا ڈہنگ نیا پیدا کر دیا تہا۔ وسط ایشیا مین آوسے
ایک مختصر سی حکومت برائے نام وراثت مین نصیب ہوئی تھی۔ مگر جب وہ مرا ہے تو اون
ممالک کا مالک تہا جو دریائے جیحون اور کرم ناسا اور دریائے نربدا اور کوہستان ہمالیہ
کے مابین واقع ہین۔ اوس کی جبلت کا خمیر بشاشت اور خرمی سے مرکب تھا چونکہ وہ
دل کا فیاض رفیقون پر اعتبار کرنے والا تھا اور ہمیشہ باامید رہتا تہا جس کسی سے ملتا
اوسکے قلب کو محبت سے جذب کر لیتا تہا۔ قدرتی چیزون مین سے جسے خوشنما پاتا اوسی
ذوق شوق سے پرکہتا اور جانچتا تہا اوس نے اپنی عجیب وغریب عقل و تمیز کو اس درجہ
تک ترقی دی تہی جو اوس کے زمانہ کے لحاظ سے کہین بڑھ کر تھی۔ قدرت نے اوسکے
دل مین بڑی پایدار محبت پیدا کی تہی اور اُس کی قوت متخیلہ کو نہایت صاف اور مجلی بنایا
تھا۔ وہ لڑائی اور ناموری وعزت کو پسند کرتا مگر اسی کے ساتھ جو امن چین کی باتین
ہین اونھین بہی نہین بھول جاتا تہا اوس نے اپنا فرض کر لیا تھا کہ جن اقوام کو اوس نے
مطیع کیا ہے اون کی حالت کی تحقیقات کرے اور اون کی بہبودی کے واسطے تجویزین
نکالے اوسے باغ لگانے عمارت بنانے اور نغمہ و سرود کا شوق تہا اور شاعر بھی کچھ ایسا
ویسا نہ تھا لیکن اوس کی خوبیون مین سب سے بڑی صفت وہ تھی جو اوسکے ایک اچھے
شناسا نے اوس کی نسبت لکھی ہے اور وہ تاریخ رشیدی مین اپنی رائے یون لکھتا ہی

حیدر مرزا کا بیان ہے کہ "اوسکے اور تمام صفات مین سے اوس کی سخاوت اور مروت نہایت ہی بڑہکر تہی" اگرچہ اوسکے صرف اس قدر توعمر ہوئی کہ اوس نے ملک فتح کر لئے اور اتنی نہ ہوئی کہ وہ اہل ملک کو ملا کر متفق المقصد کر دیتا - مگر فتح کرنے کا کام بھی اوس کے ہاتھون سے اس طرح ادا ہوا ہے کہ اس کام کے واسطے بھی اس سے زیادہ صاف و پاک ہاتھہ ملنا دشوار تھا -

بابر نے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے - محمد ہمایون مرزا جو اوس کے بعد بادشاہ ہوا اور ۵ اپریل ۱۵۰۸ء کو پیدا ہوا تھا - کامران مرزا - ہندال مرزا - عسکری مرزا مرنے سے قبل بابر نے اپنے وزرا کو اکٹھا کر کے ایک محفل کی تھی اور اوس مین ہمایون کو سب کے سامنے ولی عہد کر دیا تھا - اور مرتے وقت اوسے وصیتین کر گیا تہا جن باتون پر اوس نے زیادہ زور دیا تہا وہ یہہ ہین - حق اللہ اور حق العباد کو ایمانداری کے ساتھہ بجالانا - عدالت اور نصفت کے کامون کو راستبازی اور توجہ سے انجام دینا خطاکار اور مجرم کے سزا مین نادان اور تائب کو مہربانی اور رحم کی نگاہ سے دیکھنا اور غریب اور بیکسون کی حفاظت کا خیال رکھنا - علاوہ برین اوسنے ہمایون سے یہ بھی التجا کی تھی کہ وہ اپنے بھائیون سے براہ شفقت و محبت پیش آئے -

اس طرح یہہ نامور بادشاہ جس نے مغلیہ خاندان کے ہندوستان مین بنیاد ڈالی تھی اور شمال و غرب کے صوبون کو اور اس جزیرہ نما کے چند وسطی اضلاع کو فتح کر کے اپنی نسل کو اوس کا دعویدار کر دیا تھا اپنی عمر کے بہار کے ایسے عروج کے وقت مر گیا

جب کہ انسان کے عقل و دانش اور تجربہ مرتبہ کمال کو پہونچ جاتا ہے۔ اوس مین بہت سی
بڑی بڑی عمدہ صفتین تھین۔

مگر ہندوستان مین نہ تو اوس کو فرصت ملی اور نہ کوئی موقع ایسا ہاتھہ آیا کہ جن صوبون
کو اوسنے فتح کرلیا تھا اون مین اس قسم کے انتظام کا ڈھنگ ڈالدے جس سے اوسکی
حصتہ جواب تک جدا جدا تھے ملکر متحد ہوجائین۔ گو وہ واقع مین کیسا ہی لایق و نامور شخص
تھا مگر پھر بھی اس پر پورا الیقین نہین ہو سکتا کہ اوس مین ایجاد و وضع قوانین کی لیاقت
بھی اوسے کمال کے درجہ پر تھی جیسے اور باتون مین تھی۔ کسی موقع پر اوس کی کسی بات
سے ایسی علامتین ظاہر نہین ہوتین۔ جو اس شبہ کو دفع کر سکین۔ کابل مین اور نیز
ہندوستان مین دونو جگہہ اوس نے وہ ہی پچھلے فاتحون کا طرز اختیار کیا تھا کہ جو اسکے
پہلے سے چلا آتا تھا۔ اور مفتوحہ صوبون کو اور نئے ہاتھہ آئے ہوے اضلاع کو اپنے
متعلقین کی حکومت مین دیدیا تھا وہ بذات خود اوسکے جواب دہ ہوتے اور اپنی رائے
سے جس طرح چاہتے وہان کا انتظام کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ مرا ہے تو اوسوقت
ہندوستان کے صوبہ جو اوسے اپنا بادشاہ سمجھتے تھے صرف اوسی اپنا بادشاہ
سمجھنے کے ایک بندہن سے بندہے ہوئے تھے۔ آگرہ کو لکھنو سے کوئی عام اتحاد نہ تھا
اور نہ دہلی کو جونپور سے تھا۔ بڑے بڑے محاصل لگاکر دونون کو ملک کے قطعات دیدئے
گئے تھے اور وہ ہی ملک کی قسمتون کے نشانات تھے جن مین مختلف نسلین اور قومین
بستی تھین اور جن مین باہم صرف یہی رشتہ تھا کہ بابر اون سب کا بادشاہ ہے اوس لئے

اپنے بیٹے ہمایون کو ایسے ممالک کا مجموعہ وراثت مین چھوڑا کہ جو کسی قسم کے اتفاق یا یکسانی مقاصد کے بندہن سے بجز اس کے کہ اوس کی زندگی مین مل جل گیا تھا اور کسی طرح بندہا ہوا نہ تہا۔ غرض جب وہ مرا تو مغلیہ خاندان بہی اوہنین پہلے مسلمان خاندانون کی طرح ہندوستان کی زمین مین اپنی بیخ و بنیاد قایم نہ کر سکا تھا۔



باب ششم

ہمایون کا حال اور اکبر کا ابتدائی زمانہ

ہمایون اگرچہ دل کا بہادر اور مزاج کا خوش طبیعت کا شاطر صحبت کا پسندیدہ اچھا تعلیم یافتہ فیاض اور رحم دل تہا مگر اس بات مین کہ وہ اپنے خاندان کی بنیاد یہان کسی پائدار اصول پر قایم کرے اپنے باپ سے بھی کم لایق تہا۔ اوسکے بہت سے خوبیون کے ساتھ اوس مین کتنی ہی برائیان بھی تہین۔ وہ تند خو بے پروا متلون المزاج تہا اوسے اپنے فرایض ادا کرنے کا بڑا خیال نہ تہا۔ اوس کی فیاضی اسراف کی بدنامی تک پہونچ گئی تھی اوس کی محبت اس درجہ کی تھی کہ جس سے آدمی کمزور اور بے بس ہو جاتا ہے۔ اوس مین یہ لیاقت نہ تھی کہ وقت پر کسی اہم کام مین اپنی توجہ کامل طور پر مصروف کر سکے پھر قوانین عامہ کے بنانے کے لئے نہ تو اوس مین عقل تھی اور نہ اوس طرف اوس کا میلان تہا۔ اس وجہ سے وہ صریحًا اس کام کے لایق نہ تہا کہ جو ممالک اوس کے باپ نے فتح کر کے اوسکے ورثہ مین چھوڑے ہین اونہین متحد کر سکے۔

یہ تو ضروری نہین معلوم ہوتا کہ اوس کی تخت نشینی کے آٹھ برس بعد تک کی تاریخ تفصیلوار یہان لکھی جاے اوس نے انتظام ایسی ناتجربہ کاری کے ساتھ کیا تہا اور اوسکے محکوم قومون کے دل مین اوس کا اعتبار ایسا کم تہا اور اوس کی عزت اونکی نگاہون سے

ایسی جاتی رہی تھی کہ جب شیر خان سور نامی امیر نے جو بابر کا مطیع ہو گیا تھا اور اوسکے بیٹے کے برخلاف اوٹھ کھڑا ہوا تھا اور جو ہمایون کے بعد شیر شاہ کے لقب سے بادشاہ ہوا ہمایون کو شکست دی تو ہمایون کی سلطنت اوس کے ہاتھہ سے بالکل جاتی رہی۔ کچھ اور چند واقعات کے بعد جنوری ۱۵۴۱ء مین ہمایون صرف چند ہمراہیون کے ساتھ روہیری مین جو جزیرہ بھکر کے مقابل دریاے اٹک کے کنارہ ملک سندہ مین ہی بھگوڑون کی طرح جا پھونچا اور جو کچھہ اوسی باپ سے میراث مین ملا تھا سب کھو بیٹھا۔

وہان سندہ مین ہمایون نے دو ڈہائی برس خراب کیے کہ اوس ملک کی حکومت پر قبضہ کرے مگر کچھ نہ کرسکا۔ اس جگھ جو سب سے بڑی بات یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر اوسکا بیٹا ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو یہان کے قیام کے زمانہ مین پیدا ہوا۔ اب مین یہان اون اتفاقات کا بیان کرتا ہون کہ جن سے ہندوستان کی تاریخ مین یہہ عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔

ہمایون نے اپنے بھائی ہندال کو سیہوان کے زرخیز صوبہ پر حملہ کرنے کیلیے بھیجا تھا۔ مگر جس وقت ہمایون کی فوج بھکر کا محاصرہ کر رہی تھی تو اوسنے اپنے بھائی کی تدابیر کو ناپسند کرکے اپنے بھائی سے کہلا بھیجا کہ پاتر کے مقام پر جو دریاے اٹک کے مغرب کی طرف کو کوئی بیس میل کے فاصلہ پر ہے آکر مجھہ سے ملے۔ جب ہمایون یہان گیا تو اوسنے دیکھا کہ ہندال اپنے امرا کو لیے ہوے شاہانہ طور پر اوس کا استقبال کرنے کو موجود ہے جب اسکے بعد ضیافت ہوئی تو ہندال کی ماں نے جو ہمایون کی

مان نہ تھی بڑی بہاری مھمانی کے سامان کئے اور دربار کی تمام بیگمات کو اوس مین مدعو کیا۔ ان مین سے ہمایون کی نظر ایک امیر کی لڑکی حمیدہ پر جا پڑی جو ہندال کا اوستاد تھا۔ اوس کے حسن کو دیکھکر ہمایون کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ اوسی وقت اوس نے پوچھا کہ کیا اس کی نسبت ہوگئی ہے لوگون نے کھا کہ صرف زبانی باتین تو ہوگئی ہین مگر ابھی تک منگنی کی کوئی رسم نہین ہوئی ہے اس پر ہمایون نے کھا کہ مین اس سے شادی کرونگا۔ ہمایون کے اس یکایک ارادہ پر ہندال بہت بھڑکا اور کھا کہ اگر ہمایون نہ مانیگا تو مین بہائی کی نوکری چھوڑ کر چلا جاؤنگا اور فریقین مین جھگڑا ہونے لگا۔ یہان تک کہ قریب تہا کہ دونو بھائیون مین نا اتفاقی ہو جاے مگر ہندال کی مان اس شادی کو پسند کرتی تھی اوس نے اپنے بیٹے کو سجھایا اور اوسے راضی کر دیا۔ دوسرے روز ہمایون کا نکاح حمیدہ بیگم سے ہوگیا جس کی عمر کا ابھی چودہوان سال ختم ہوا تھا۔ اسکے چند روز بعد یہہ مبارک زن وشوہر بہکر کے لشکر کو چلے گئے۔

مگر ہمایون کی مرادون کے پورا ہونے کا ابھی زمانہ نہین آیا تھا جو اوسنے تجویزین کین اون مین سے کوئی پوری نہ ہوئی۔ اور موسم بہار ۱۵۴۲ء مین اوسے اوسکی نوجوان بیگم کو اپنی جان کی سلامتی کے واسطے مارواڑ کے سنسان بیابان مین بھاگنا پڑا۔ اگست مین وہ جیسلمیر پہونچے مگر جب وہان کے راجہ نے اونہین بھگا دیا تو اونہین یہہ بڑا بیابان طے کرنا پڑا۔ اور اس سفر مین پانی کے نہ ملنے سے سخت مصیبتین اون پر گذر گئین مگر بڑی بہادری کے ساتھ افتان وخیزان ۲۲ اگست کو قلعہ امرکوٹ مین اس بیابان کی

کنارہ پر جا پہونچے - قلعہ کے سردار رانا نے اونہین دوستانہ طور پر اپنے یہان اوتارا اسی جگھہ بروز یکشنبہ ۱۵ اکتوبر کو حمیدہ بیگم کے پیٹ سے اکبر پیدا ہوا - ہمایون امرکوٹ سے چار روز پیشتر ضلع جون کے حملہ کے واسطے چلا گیا تھا - اوسکے منہ سے جو الفاظ اکبر کی پیدایش کی خبر سنکر نکلے ہین قابل تحریر ہین - ایک شخص اوس کے خدام مین سے لکھتا ہے کہ جب بادشاہ خدا کی شکرگذاری سے فارغ ہوا تو امیر آئے اور بادشاہ کو مبارکبادی دی اوسوقت ہمایون نے جوہر کو جو تذکرۃ الواقعات کا مصنف اور مورخ ہے طلب کیا - اور اوس سے کہا کہ مین نے جو کچھہ تجھے دیا تھا اوسے لا - جوہر نے کہا کہ آپ نے مجھے دو شاہرخے (جو خراسانی سونے کا ایک سکہ تھا) اور ایک چاندی کا کنگن اور ایک مشک نافہ عطا فرمایا تھا جن مین سے دونو پہلی چیزین تو اونکے مالکون کو دیدی گئی ہین - اس پر ہمایون نے مشک نافہ کو منگایا - اور ایک چینی کی رکابی مین اوسے توڑ کر اپنے امرا کو طلب کیا - اور تولد فرزند کی خوشی مین اونہین تقسیم کر دیا - جوہر کہتا ہے کہ جس طرح اس مشک نافہ کی خوشبو پھیلی تھی اسی طرح اکبر کی نیک نامی کی خوشبو سے تمام ربع مسکون معطر ہو گیا ہے - مگر اس بیٹے کی پیدایش سے باپ کی قسمت مین کوئی فوراً بہتری نہین ہوئی - جنوری ۱۵۴۳ء مین ہمایون کو سندہ چھوڑنا پڑا اور اپنی بی بی اور بیٹے اور چند ہمراہیون کو لیکر قندہار کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا - جب ہی کہ وہ شال کے مقام پر پہونچا ہے تو اوسے خبر ملی کہ اوس کا بھائی عسکری بڑی فوج سے قریب مین ہے اور اسوجہ سے یہان سے بہت جلد بھاگنا ضروری ہے - ہمایون اور اوس کی

بی بی تو تیار ہو گئے مگر لڑکے کا کچھ بندوبست نہ کر سکے۔ اوس کی عمر صرف ایک برس کی تھی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر وہ ایسا تیز سفر کیسے کر سکتا تھا اور اوس خراب موسم کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ جو اوس وقت ہو رہا تھا اونھون نے سوچا کہ اس بچے کے ساتھ اوس کا چچا لڑائی تو کرنے کا ہی نہین اوسے اور لشکر کے تمام احمال و اثقال کو اور بچے کے خدام عورتون کو وہین چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس لئے وہ سب کچھ چھوڑ کر نکلے اور نہایت تیزی سے حدود فارس مین بسلامت جا داخل ہوئے یہان جب ہی کہ یہ لوگ چلے ہین کہ عسکری آکر موجود ہو گیا۔ اور بھائی کے بھاگ جانے کے باعث اپنی مایوسی کو کچھ نرم الفاظ کے پردہ مین چھپا کر اوسنے اس ننھے سے شاہزادہ کو پیار کیا اور قندہار کو اپنے ساتھ لے آیا جہان کا کہ وہ حاکم تھا اور خاص اپنی بی بی کی نگرانی مین اوسے سپرد کر دیا اور اونھین عورتون کو اون کی خدمت پر رہنے دیا جو پہلے سے اوس کی خدمت کرتی تھین

اب شاہزادہ ۱۵۴۵ء مین تمام سال اوسی بی بی کی نگرانی مین پرورش پاتا رہا۔ مگر دوسرے سال کے شروع ہی مین اوس کی حالت مین پھر انقلاب ہوا اوسکے باپ نے شاہ طہماسپ کی مدد سے مغربی افغانستان پر حملہ کیا اور سیدھا بیابان مین ہو کر قندہار آ پہونچا۔ اس خبر سے اندیشہ ناک ہو کر کہ کہین ہمایون اپنے بیٹے کو نہ لیلے کامران نے سخت تاکیدی حکم بھیجا کہ لڑکے کو کابل بھیجدیا جاوے۔ جب وہ افسر جنہین کامران نے اس غرض کے لئے بھیجا تھا قندہار پہونچے تو عسکری مرزا کے امرا نے ایک محفل اسبات کے سوچنے کے منعقد کی کہ لڑکے کو کامران کے پاس بھیجا جائے یا نہین۔ بعض نے

کھا کہ ہمایون کے اقبال کا ستارہ عروج پر نظر آتا ہے بہتر ہے کہ بعزت تمام لڑکے کو باپ
کے پاس بھیجا جائے ۔ لیکن اورون نے کھا کہ شاہزادہ عسکری نے اپنے بڑے
بھائی ہمایون سے ایسی دغابازی کی ہے کہ جسکے مقابلہ مین ندامت اور پشیمانی مقبول
نہ ہوگی ۔ بہتر یہ ہے کہ کامران کی طرفداری پر برابر جمے رہین ۔ چنانچہ اوسی دوسری رائے
کو ترجیح دی گئی ۔ اور اگرچہ موسم سرما کی سختی معمول سے زیادہ ہو رہی تھی اس نتنے سے
شاہزادہ کو اوس کی بہن بخشی بیگم کے ساتھ مع خدام کے کابل روانہ کردیا گیا ۔ اور بعض
حضرات کے بعد جس سے محافظین ہمراہی کو اوس بچے کے چھڑانے کی کوشش کا خوف
پیدا ہوا تھا یہ لوگ کابل کو بسلامت پہونچ گئے ۔ اور وہان کامران نے بھتیجی کی نگرانی
اپنے باپ کی پھوپی خانزادہ بیگم کے سپرد کی ۔ جو کبھی بابر کی بڑی پیاری بہن تھی ۔ اس
نامور بیگم نے بھی اونھین دایون اور خدام کو خدمت پر قایم رکھا جو پہلے سے شاہزادہ
کے پاس معین تھین ۔ اور اس تھوڑے سے عرصہ کے درمیان جس مین نگرانی اوسکے
سپرد رہی نہایت محبت سے اوس کی دیکھ بھال کرتی رہی ۔ افسوس کہ اس بیگم کی نگرانی
چند مہینون سے زیادہ قایم نہ رہی ۔ جب ہمایون نے ستمبر ۱۵۴۵ء مین قندہار کو لیلیا
تو کامران کو بڑی پریشانی ہوئی چونکہ کامران متلون المزاج اور حاسد طبع شخص تھا ۔ اور
اکبر کو اپنے قبضہ مین رکھ کر ہمایون کے مقابلہ مین جسطرح چاہے کام مین لانیکو
ایک کارآمد طلسم سمجھتا تھا لڑکے کو اوسنے اپنی دادی کی نگرانی سے نکالکر ایک اپنے معتبر
سردار کچکلان (یا کچ کلاہ) نام کے سپرد کردیا ۔ لیکن معاملات کی صورتون مین انقلاب

اوس زمانہ مین بہت جلد ہو جایا کرتے تھے - ہمایون نے جب اپنی بنیاد قندہار مین خوب استحکام کے ساتھہ قایم کر لی تو کابل چلدیا - اور نومبر کے پہلے ہفتہ مین شہر کے سامنے آگیا - اور اوسے بزور شمشیر ۱۵ کو لیلیا - کامران تو پہلے ہی غزنین کو بھاگ گیا تھا - مگر باپ کو جس سے اس قدر مدت تک بیٹا جدا رہا تھا خوش قسمتی سے وہ وہین پر مل گیا - حمیدہ بیگم لڑکے کی مان دوسرے سال کے موسم بہار تک وہان نہین آئی - لیکن کجکلان اس عرصہ مین خدمت سے الگ کر دیا گیا - اور شاہزادہ کا پہلا اتالیق جو اتکہ خان[1] کے نام سے مشہور ہے پھر اپنی خدمت پر مقرر ہو گیا -

اسوقت تو کچھہ عرصہ کے لئے اس لڑکے کے چارون طرف جاہ و جلال اور اقبال سعدی کے آثار نظر آتے تھے لیکن جب ایام سرما قریب آیا تو ہمایون نے چاہا کہ بدخشان کے ملک مین جسے اوس نے اس زمانہ مین لے لیا تھا قلعہ ظفر مین سخت جاڑے کے دنون کو بسر کرے لیکن جب وہان کو جاتا تھا تو وہ ایسا بیمار پڑ گیا کہ اوس کی زندگی سے ہی مایوسی ہو گئی - اور دو مہینے تک بستر سے بالکل نہ اوٹھہ سکا گو کہ وہ پھر اچھا ہو گیا مگر اس زمانہ مین اوس کے کتنے ہی امیرون نے اوسکے مرنے کا یقین کر کے اوسے چھوڑ دیا - اور اوسکے بھائیون کے دربار مین حاضر ہو گئے - اور کامران نے اپنے خسر کی فوج کی امداد سے کابل پر پھر قبضہ کر لیا اور اوسکے ساتھہ اکبر بھی اوسکے قبضہ مین آگیا - اور کامران نے

(۱) اس کا اصلی نام شمس الدین محمد غزنوی ہے اوس نے قنوج کے لڑائی کے وقت شیر شاہ کے مقابلہ مین ہمایون کی جان ۱۵۴۰ع مین بچائی تھی -

سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اکبر کے پاس سے اتکہ خان کو علیحدہ کر کے اپنے ایک ملازم کے سپرد کردیا۔

لیکن ہمایون کو جب ہی کہ توانائی آگئی تو وہ فوراً اپنی دارالسلطنت کو واپس لینے کو روانہ ہوا۔ اور کابل کے حوالے مین کامران کی عمدہ فوج کو شکست دیکر اوس نے اپنا صدر کوہ عکابین پر جہان سے شہر پر زد پڑتی ہے مقرر کیا۔ اور اوس پر گلندازی شروع کردی۔ چند روز بعد اس توپون کی بھرمار نے شہر مین بڑا نقصان کیا۔ اور جب اوس سے نہایت سختی ہوئی تو کامران نے اپنے بھائی سے کھلا بھیجا کہ اگر گلندازی موقوف نہ کیجائیگی تو اکبر کو قلعہ کی دیوار کے اوس مقام پر کھڑا کردیا جائیگا جہان خوب گولہ برس رہے ہونگے۔ اس سے ہمایون نے حکم دیا کہ توپون کو بند کردیا جائے مگر محاصرہ نہین اوٹھایا۔ اور ۲۸ اپریل ۱۵۴۷ء کو شہر کو فتح کرلیا۔ کامران اس سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔

چونکہ کامران بدخشان کو بھاگ کر گیا تھا اس واسطے ہمایون نے اودھر اوس کا تعاقب کیا۔ لیکن سر راہ آیندہ مین اوس کے بڑے بڑے زبردست سردار باغی ہو گئے اور اوسے چھوڑ کر کامران سے مل گئے جس سے ہمایون کئی منزل آگے گیا اور پھر لوٹ آیا۔ مگر موسم گرما ۱۵۴۸ء مین اوس نے کامل کوشش کی کہ اپنے شمالی مملکت کا تصفیہ کردے اس لئے اوس نے جون مین کابل سے کوچ کیا۔ اور اکبر کو اور نیز اوس کی مان کو ہمراہ لے لیا۔ جب وہ گلباہن مین پہونچا تو اوس نے

اکبر اور اوس کی مان کو کابل واپس کردیا۔ اور تالیکان (یا تالیخان) مین جاکر کامران کو اطاعت پر مجبور کرلیا۔ جب اس شاہنشاہ نے جو اس وقت تک بھی شاہنشاہ کھلاتا تھا شمالی ملکون کا بندوبست کرلیا تو کابل کو لوٹ آیا۔

۱۵۴۹ء کے موسم بہار کے آخر پر اوسنے پھر کابل کو اس لئے چھوڑا کہ بلخ پر جو مغربی قندز کے ملک مین ہے حملہ کرے مگر ازبکون نے اوسے ہٹا دیا اور وہ کابل کو ۱۵۵۰ء کے سرما مین واپس چلا آیا۔ اس وقت ایک بڑے تعجب کی بات ہوئی۔ ہمایون کو جو بلخ پر نکامیابی ہوئی تھی اور وہان سے لوٹنا پڑا تھا اوسکا بڑا سبب یہہ تہا کہ کامران اوسکا آکر شریک نہ ہوا تہا۔ اور پھر اوس سے کھلم کھلا باغی ہوگیا تہا اور ہمایون کی شکست کے بعد دریاے جیحون پر شکرکشی کی تھی جہان اوس پر بڑی مصیبت آپڑی تھی اسلیئے کامران نے ہمایون کو اطاعت کا پیغام بھیجا اس لئے ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کو دی جو اسوقت آٹھہ برس کا تہا۔ اور محمد قاسم خان برلاس کو اوسکا اتالیق مقرر کرکے کابل سے اپنی بہائی کو اپنے قابو مین کرنے کے واسطے روانہ ہوا مگر ایسی بے احتیاطی سے اوس نے کوچ کیا کہ کامران نے جس نے فقط فریب دیا تھا قبچاق کی گھاٹی کے اوپری کنارہ پر اوسے یکایک آلیا۔ اور ہمایون کو بجز بہاگ کر جان بچانے کے اور کچھہ نہ بن پڑی۔ اس فرار کے وقت ہمایون بہت زخمی ہوگیا تہا تاہم اوس نے ایسی عقلمندی کی کہ درہ سرطان کے قلعہ پر بخیریت پہونچ گیا۔ یہان اوس کو کسی قدر امن مل گیا۔ اسی اثناء مین کامران نے بھی منزلین طے کین اور آکر

کابل کو لے لیا اور تیسرے مرتبہ اکبر اپنے چچا کے ہاتھون مین قید ہو گیا۔ ہمایون نے باوجود اس نقصان کے کچھہ اندیشہ نہ کیا۔ اور اپنے رفقا کو پھر اکٹھا کر کے پہاڑون سے اوترا اور کابل کو روانہ ہوا۔ جب وہ شترگردن پر پہونچا تو دیکھا کہ کامران کی فوج اوسکے مقابلہ کو کھڑی ہوئی ہے کچھہ دنون تک تو پیغام سلام ہوتے رہے۔ جب کچھہ نتیجہ نہ نکلا تو ہمایون نے حملہ کا حکم دیا جس مین اوسے کامل فتح ہوئی اور کامران بھگ گیا کچھہ دیر تک تو ہمایون کو بڑا اندیشہ رہا کہ کامران اپنے بھاگتے وقت کہین اکبر کو نہ لے گیا ہو لیکن اوس کے شہر مین داخل ہونے سے پیشتر ہی حسن اختہ جسکی نگرانی مین اکبر تھا اکبر کو لیکر ہمایون کے پاس حاضر ہوا۔ اور ہمایون کا تردد بالکل دور ہو گیا۔ دوسرے روز وہ شہر مین داخل ہو گیا۔

اسوقت ہمایون کو جو فتح ہوئی وہ قطعی اور ہمیشہ کے لئے تھی۔ جب ہمایون نے اسکے بعد انعامات تقسیم کئے تو اپنے بیٹے کو بھی فراموش نہ کیا۔ اکبر کو اوس نے علاقہ چرخ جاگیر مین دیا۔ اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوس کا اتالیق مقرر کر کے اوس کی تعلیم کے لئے بھی تاکید کی دوسرے سال ہمایون کی مصیبتون کے جو اسباب تھے وہ ایک ایک کر کے سب مٹ گئے۔ اگرچہ کامران نے ایک مرتبہ اور بھی زور مارا مگر اوس کا ایسی چستی سے تعاقب کیا گیا کہ اوسے مجبوراً اگست ۱۵۵۳ع مین اطاعت کرنا پڑا ہندال مرزا ایک اور بھائی ڈیڑہ برس ہوا تھا کہ کامران کے تعاقب کے وقت قتل ہو چکا تھا۔ دوسرا عسکری مرزا جس کا مزاج معلوم ہوتا ہے دغا و فریب کے ہی خمیر سے بنا تھا مگہ کو

سنہ ۱۵۵۱ء[1] مین نکالدیا گیا تھا اور گو وہ ابھی تک زندہ تھا مگر کچھہ نقصان کا اوس سے اندیشہ نہ تھا ۔ جب اس طرح اوسے بھائیون سے اندیشہ جاتا رہا تو اب ہمایون نے کشمیر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اوس کے امیر اور اوس کے رفقا اس حملہ کے ایسے مخالف تھے کہ ہمایون کو اپنی مرضی کے خلاف اوسے ترک کرنا پڑا اس وقت اوسنے اپنے دلکو اسی سے خوش کر لیا کہ وہ دریاے اٹک کے پار اوتر آیا جس وقت اوس کا لشکر اون اضلاع مین پڑا ہوا تھا جو دریاے اٹک اور جھلم کے درمیان ہین تو اوسنے پیشاور کے قلعہ کی ایسی مرمت کا حکم دیا کہ جو پہلے سے بہت بڑا از سر نو قلعہ بنانے کے برابر تھے ۔ اسوقت بھی وہ ہندوستان کے حملہ کی تجویز مین تھا ۔ اور خاصکر اوسے اس بات کی فکر تھی کہ گھاٹیون سے آگے کوئی ایسا مقام اوسکے ہاتھ آجاے کہ جہان وہ اپنی فوج کو مجتمع کر سکے اوس نے تعمیر کا کام ایسی جانفشانی سے شروع کیا کہ قلعہ اخیر سنہ ۱۵۵۴ء تک تیار ہو گیا ۔ اسکے بعد وہ کابل لوٹ گیا ۔ اس سال کے جاڑون مین اور نیز موسم بہار کے ابتدا مین ہندوستان مین تلے اوپر ایسے حوادث سرزد ہوئے کہ جس سے ہمایون کی تجویزون کو عمل مین لانیکا موقع بخوبی مل گیا ۔

(۱) مکہ مین اوس کا انتقال سنہ ۱۵۵۶ء مین ہوا



باب ہفتم

ہمایون کا حملہ ہندوستان پر اور اس کی موت

شیر شاہ نے جس نے ہمایون کو ۱۵۴۰ء مین قنوج کے مقام پر شکست دی تہی اپنی فتح کے بعد اون ممالک پر قبضہ کر لیا کہ جنھین بابر نے فتح کیا تہا اور نیز کچھہ اور بھی اون مین زیادہ کر لئے۔ وہ لایق آدمی تو تہا۔ مگر اوس مین بھی اوس بادشاہ سے جسے اوس نے نکالدیا تہا اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی زیادہ عقل نہ تھی۔ اوس نے بھی متفرق کمپوؤن کے ذریعہ سے حکمرانی کی کہ جس مین ہر ایک صوبہ اور ضلع کا انتظام جدا جدا ہوتا تہا۔ وہ ۱۵۴۵ء مین اوس صدمہ سے مر گیا جو اوسے کالنجر کے محاصرہ مین اوسی وقت پہونچا تہا جب کہ اوس مضبوط قلعہ کے آدمیون نے اوسکے روبرو ہتیار رکھدئے تھے۔

اوس کا دوسرا بیٹا سلیم شاہ سور جو سلطان اسلام خان کے نام سے بھی مشہور ہے اوس کے بعد بادشاہ ہوا۔ اور آٹھہ سات برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس بادشاہ کو اوس طرز حکومت کی خرابی کچھہ کچھہ ضرور معلوم ہوگئی ہوگی جو اس سے پہلے سے چلا آتا تہا کیونکہ اوسنے اپنی عہد حکومت کا بڑا حصّہ اپنے ان امرا کے سازشون کے رفع کرنے مین خرچ کیا جو اوس کے ماتحت متفرق صوبون کے حاکم تھے۔ جب وہ مرا ہے تو اوسنے ایک خردسال بیٹا چھوڑا جس سے امیرون کا اختیار و اقتدار زیادہ ہوگیا اور اوس کا

نتیجہ بہت جلد یہ ہوا کہ یہ لڑکا بادشاہ تین روز ہی کی برائے نام حکومت کے بعد مارا گیا اور اوس کے ماموں نے تخت چھین لیا۔ اور سلطان محمد شاہ عادل کے لقب سے اپنے کو مشہور کیا یہ شخص بڑا جاہل ظالم تہا اور کسی قاعدہ و دستور کا پابند نہ تہا اور بڑا بے حیا شہوت پرست تہا۔ مگر اوس کو خوش قسمتی سے اپنی حکومت کی تائید کے لئے ایک ہندو ہیمو نام مل گیا۔ جو ابتدا مین ریواڑی واقع ملک میوات کا ایک دکاندار تھا۔ اور ایسی بڑی لیاقت کا آدمی تہا کہ رفتہ رفتہ تمام سلطنت کی حکمرانی کا اختیار اوس نے اپنے ہاتھ مین لے لیا تہا۔ مگر اس ہیمو مین بھی اتنی عقل نہ تھی کہ اون ممالک کے سلسلہ اتحاد کے توڑنے کو روک سکتا جنھین شیر شاہ نے اپنی اولاد کی میراث مین چھوڑا تھا۔ ابراہیم خان نے بیانہ مین بغاوت کی اور آگرہ دہلی لیکر اپنے تئین سلطان مشہور کر دیا۔ احمد خان جو ستلج کے شمال و مغرب کے صوبہ کا حاکم تھا سکندر شاہ کے لقب سے پنجاب کا بادشاہ بن بیٹھا۔ شجاع خان نے مالوہ کی سلطنت کو لے لیا۔ اور اسی زمانہ مین دو دعویدار ممالک مشرقی کیواسطے باہم جھگڑے کر رہے تھے۔ ان جھگڑے فسادون مین سکندر شاہ کو کچھ عرصہ کے لئے غلبہ ہو گیا۔ ابراہیم خان کو اوس نے فرح کے مقام پر جو آگرہ سے بیس میل ہے شکست دی۔ پھر آگے بڑھکر دہلی کو لیلیا۔ وہ جونپور اور بہار کے حملہ کی تیاری ہی کر رہا تہا کہ اوسے کابل کی طرف سے حملہ کی اندیشناک خبرین آئین۔

جو واقعات کہ اس وقت گذرے وہ صرف نتائج کے لحاظ سے نہایت اہم تھے۔

ہمایون اٹک کی طرف کابل سے نومبر ۱۵۵۴ء مین روانہ ہوا گو اس وقت اس کی فوج بہت تھوڑی تھی - مگر جس قدر آگے بڑہتا گیا اوس کی تعداد زیادہ ہوتی گئی - اکبر بھی اوسکے ساتھ تہا - ہمایون ۲ رجنوری ۱۵۵۵ء کو اٹک سے اوترا - اور راولپنڈی کو چلا پھر وہان سے کلانور ہوتا ہوا راوی تک آگے کو چلا آیا - یہان اوسنے اپنی فوج کو حصّون مین منقسم کیا - اور اپنے نہایت عمدہ سپہ سالار بیرام خان کو جالندہر کیطرف روانہ کیا اور خود لاہور کا راستہ لیا - اور وہان سے عبدالمعالی کو جسے وہ بڑا دوست رکھتا تہا دیبالپور کے قبضہ کے واسطے بہیجدیا - جو اسوقت بڑا عمدہ مقام تہا اور جہان سے لاہور اور ملتان کے واسطے ممالک پر رعب داب ہو سکتا تھا -

اب بڑے بڑے معاملات بہت جلد جلد واقع ہونے لگے - بیرام خان نے سکندر شاہ کے سپہ سالار کو مچھی واڑے پر ستلج کے کنارہ شکست دی اور قصبہ سرہند پر حملہ کیا - سکندر نے اس اُمید سے کہ وہ اُسے وہان غارت کرڈالیگا - نہایت تیزی سے ایک لشکر جرار لیکر وہان کو کوچ کیا - بیرام خان خندق کھود کر مورچون مین پڑگیا اور ہمایون سے مدد طلب کی ہمایون نے اکبر کو اوسی وقت روانہ کیا اور کچھہ روز بعد خود بھی وہان کو روانہ ہوا - قبل اس سے کہ یہ لوگ وہان پہونچین سکندر آگیا - مگر حملہ سے جھجکتا رہا - اس جھجکنے نے اوسے غارت کردیا - کیونکہ جب ہی ہمایون وہان آیا تو اوس نے اندہا دہند لڑائی شروع کردی - ہمایون کو فتح ہوئی اور کامل فتح ہوئی - سکندر شاہ کوہستان شوالک کو بھاگ گیا ہمایون اپنی فوج لیکر دہلی کو روانہ ہوگیا اور ۲۳ رجولائی کو اوس پر

قبضہ کرکے ایک حصہ فوج کا روہیلکھنڈ کو اور دوسرا حصہ آگرہ کے قبضہ کو بہیجا۔ اور عبدالمعالی کو پنجاب کے قبضہ کیواسطے پہلے ہی بہیج چکا تہا۔

لیکن ابہی اوس کی مشکلات حل نہین ہوئی تہین۔ ہیمو جو محمد شاہ عادل کا سپالار اور وزیراعظم تہا بنگالہ کے دعویدار کو جس نے ممالک مغربی شمالی پر کالپی کے قریب جمنا کے کنارہ حملہ کیا تہا شکست دیچکا تہا اور دہلی پر آنے کی تیاری کررہا تہا۔ سکندر شاہ بہی جسے سرہند مین شکست ہوئی تہی پنجاب مین پہر ہاتہہ چلانے کی تدبیرون کے درپے تہا۔ ان مشکلات کو دیکھہ کر ہمایون خود تو دہلی مین رہا۔ اور اکبر کو بیرام خان کی اتالیقی مین پنجاب کے تصفیہ کو بہیجدیا۔

اب یہان اکبر کا حال بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ شاہزادہ ابتدائے جنوری ۱۵۵۶ء مین سرہند مین پہونچا۔ اور بہت سے اون سردارون کو جنہین عبدالمعالی ہمایون کی پیارے سردار نے اپنے ضدی مزاج کے باعث ناراض کردیا تہا لیکر پہلور کے قریب ستلج سے پار اوترا۔ اور سلطانپور واقع ضلع کانگرے کو گیا۔ اور وہان سے سکندر شاہ کے تعاقب مین ہریانہ پہونچا۔ اوسی روز صبح کو جس روز کہ یہ وہان پہونچا ہے ہمایون پر ایک سخت حادثہ کے واقع ہونے کی خبر آئی۔ اس خبر کے سنتے ہی اوس نے فوراً آگے بڑہنا ملتوی کردیا اور کلانور کو کوچ کیا کہ وہان پر ٹہیر کر اور خبر کا انتظار کرے۔ جب یہ وہان پہونچا تو ایک خط اوسے ملا جو ہمایون کے حکم سے لکھا گیا تہا اوس مین لکھا تہا امید ہے کہ جلد شفا ہوجاے۔ مگر ایک تہوڑی ہی دیر کے بعد ایک قاصد آیا کہ بادشاہ کا انتقال

ہو گیا۔ اس خبر کے پہونچتے ہی اکبر کی بادشاہی کی منادی کردی گئی۔
اب یہ وقت ایک ایسے لڑکے کے لئے جو صرف تیرہ برس چار مہینے کا ہو نہایت آزمایش کا تھا۔ بے شک وہ پنجاب پر قابض تھا اوسکے ملازم سرہند دہلی اور غالباً آگرہ پر بھی دخیل تھے۔ مگر اوسے یہ بھی معلوم تھا کہ ہیمو جو ایک اور دعویدار کو شکست دیکر دو فتحوں کی خوشی مین پھولا ہوا تھا پچاس ہزار فوج اور ایک ہزار ہاتھی لیکر آگرہ کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔ اور اوس کا کامل ارادہ تھا کہ محمد شاہ عادل کی سلطنت پھر قایم کردے۔ اسی مشکلات مین چند روز بعد یہ خبر آئی۔ کہ جو صوبہ دار اوس کے باپ نے کابل مین مقرر کیا تھا اوس نے بھی بغاوت کی ہے۔

ہمایون دہلی کے شاہی محلات کے کتب خانہ کی چھت پر چڑھا تھا اوسکے زینہ کی چوٹی پر سے گر کر مر گیا تھا۔ چار روز تک تو وہ لڑکھڑاتا رہا۔ اور اس عرصہ مین اکثر اوقات بیہوشی کی حالت مین پڑا رہا۔ پھر ۲۴ جنوری کی شام کو اپنی عمر کے اڑتالیسوین سال مین مر گیا۔ **تاردی بیگخان** نے جو دہلی کے موجود امیرون مین سب سے بڑا امیر تھا فوراً انتظام کو اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ اور سب سے پہلے اوسنے یہ کام کیا کہ تمام لوگون سے اس حادثہ کی خبر کو اوس وقت تک چھپائے رکھا کہ جب تک اوس نے اکبر کی تخت نشینی کا بندوبست نہ کرلیا۔ جسے اوس نے بہ تفصیل تمام ان معاملات کی خبر بھیجدی اور ایسی ہوشیاری اور دانائی کی کہ سترہ روز تک بادشاہ کے مرنے کی خبر کسی پر ظاہر نہ ہونے دی پھر وہ ۱۰ فروری کو تمام امرا کو اکٹھا کر کے جامع مسجد کو گیا اور اکبر کے نام کا وہان خطبہ پڑھوایا۔ پھر

اوسنے دوسرا کام یہ کیا کہ تمام اسباب علامات شاہی تاج مرصع مع افسران محلات وبدرقہ شاہی اور نیز ایک دعویدار سلطنت ہمایون کے بھائی کامران کے بیٹے کو پنجاب کو نئے بادشاہ کے صدر مقام پر روانہ کردیا۔ پھر اوسنے وہ تدابیر کرنا شروع کین کہ جس سے ہیمو کے حملے سے دارالسلطنت کو بچائے رکھے۔ جسکا بڑا اندیشہ ہو رہا تھا۔



باب ہشتم

اکبر کی لڑائی اپنے باپ کے تخت کیلئے

مین نے اوپر بیان کردیا ہے کہ اکبر کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر اوس وقت ملی تھی جب کہ وہ اپنی فوج لئے ہوئے قصبہ کلانور مین داخل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اوس وقت تک نہ تو اوسے کابل کی بغاوت کی خبر ملی تھی اور نہ اوس کے مشیر تدبیر بیرام خان کو یہ خیال تھا کہ ہیمو دہلی پر فوج کشی کریگا۔ اس وقت پہلے پہل تو اوسے چند روز تک یہی خیال رہا کہ میدان مین صرف ایک ہی دشمن ہے۔ اور یہ دشمن وہی سکندر شاہ ہے جسے اوسکے باپ نے پنجاب مین غارت کرنے کے لئے بھیجا ہے سکندر شاہ کے پاس ابھی تک فوج تھی اور آہستہ آہستہ کشمیر کیطرف کو پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اوس وقت اس نئے بادشاہ اور اوسکے اتالیق کو اپنا پہلا فرض یہی معلوم ہوا کہ کسی طرح پنجاب کو قابو مین کرلین اور اس مقصد کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ سکندر شاہ کا تعاقب کیا جائے اس لئے فوج کو کلانور سے سکندر کے تعاقب مین روانہ کیا جس سے اوسے مجبوراً مانکوٹ کے قلعہ مین پناہ لینا پڑی جو کوہستان شوالک کے نیچے سلسلہ مین واقع ہے۔ چونکہ مانکوٹ ایک بڑا مضبوط مقام تھا اور ہندوستان اور کابل کے طرفون سے اندیشناک خبرین چلی آرہی تھین اس لئے اکبر اور بیرام خان نے اسی پر قناعت کی کہ کچھ فوج اس قلعہ

سے محاصرہ کو چھوڑ دے اور جالندھر کو لوٹ آئے ۔

بے شک یہ وقت بھی ایسا ہی تہا نہ صرف کابل مین ہی بغاوت ہوئی تھی بلکہ ہیمو نے جس کی فوج ہر لمحہ بڑہتی جاتی تہی بلا مزاحمت آگرہ کو لے لیا تھا اور وہان کی فوج جو پیچھے کو ہٹتی جاتی تہی اوسکے تعاقب مین دہلی کو چلا آتا تھا اسکے ایک روز بعد یہ خبر آئی کہ دہلی کے قریب اوسنے مغلیہ فوج کو شکست دی اور شہر پر قبضہ کرلیا ۔ اور تاردی بیگ بقیہ فوج منہزمہ کو لیکر سرہند کی طرف بھاگ آیا ہے ۔

جب کثرت سے مشیر اکٹھے ہو جاتے ہین تو ہمیشہ اون کی صلاحین عقل سے خالی ہوا کرتی ہین ۔ جب اکبر نے ہیمو کی فتح کا حال سنا تو اپنے جنگ آزمودہ سردارون کو اکٹھا کر کے اونسے مشورہ کیا ۔ اون مین سے ایک شخص کے سوا سب نے بالاتفاق کابل کے لوٹ جانے کی صلاح دی اونھون نے کہا کہ اوس کوہستانی دارالحکومت کو ضرور فتح کرلین گے اور وہان ہم اوس وقت تک رہینگے کہ ہندوستان پر از سر نو حملہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ نہ آئے ۔ اس کے برخلاف بیرام خان نے اپنا زبردست آواز نکالا اور کہا کہ ستلج سے فوراً گذر کر تاردی بیگ سے سرہند مین جا کر ملجانا اور فوراً وہان سے ہیمو پر حملہ کرنا چاہیئے ۔ اوس نے کہا کہ دہلی کو دو مرتبہ لے لیا ہے اور دو مرتبہ وہ نکل نکل گئی ہے اب کچھ ہی کیون نہو اوسے لے لینا ضرور ہے ۔ دہلی ہے اصلی حکومت کا مقام ہے نہ کابل ۔ جو شخص دہلی کا مالک ہوگا وہ کابل کو بآسانی لے سکتا ہے اکبر کے عقل مین بھی اپنے اتالیق کی بات آگئی ۔ اور فوراً ستلج کے پار کو چلنے کے لئے کوچ

کردیا گیا۔

اکبر اور بیرام خان نے واقع مین اسباب کو سوچ لیا تھا کہ ایکطرف تو ہندوستان کی شاہنشاہی کا تاج ہے اور دوسری طرف کابل کی ایک چھوٹی سی حکومت ہے۔ کیونکہ اونکو ہندوستان سے اونکے خیر خواہون نے لکھہ بھیجا تھا کہ ہیمو دہلی کو لیکر پنجاب کو لینے کی تیاری کر رہا ہے دشمن سے پیشتر ہی تیاری کر کے خود ہی حملہ آور بن جانا جو ایشیا مین ہمیشہ سے ایک بڑی بات چلی آتی ہے فتح کے واسطے قریب قریب ایک لازمہ کے ہوگیا ہے اسلئے اکبر اکتوبر مین جالندہر سے چلا اور ستلج سے پار ہوکر سرہند کو لے لیا۔ یہان تاردی بیگ اوس سے آکر ملگیا۔ اور وہ امیر بھی آگئے جنھین دہلی کے فصیلونکے پاس ہیمو سے شکست ہوئی تھی۔ اِن لوگون کے آنے کے بعد اکبر کے دل مین اوس اختیار کی اجازت دینے کے خلاف کا پہلا تخم بویا گیا جو اوسکے اتالیق نے اپنے ہاتھہ مین لے لیا تھا تاردی بیگ ایک ترکی امیر تھا جو ہمایون اور اوسکے بھائیون کے جھگڑے مین کبھی ادہر کبھی اودہر ہو جاتا تھا۔ مگر اخیر وقت مین وہ اکبر کے باپ کا طرفدار ہوگیا تھا۔ جب ہمایون مرا تو تاردی بیگ نے ہی اپنی لیاقت اور وفاداری کے سبب سے ایسا انتظام کیا کہ بلا خونریزی اکبر کو تخت نصیب ہوگیا۔ باوجود اسکے کہ کامران کا ایک بیٹا اوسوقت دہلی مین موجود تھا۔ یہ سچ ہے کہ جب ہیمو سے اوس نے شکست پائی تو بعض اور سردارون کی رائے مین اوس سے یہ غلطی صادر ہوئی کہ اوسنے دہلی کو جلدی خالی کردیا۔ مگر فنون جنگ کی غلطی کوئی جرم نہین ہوا کرتی۔ اور اگر یہ بھی نہ مانو تو اوسکا

اتنا تو ضروری احسان تہا کہ ایک بڑا زبردست لشکر لاکر اوسنے سرہند مین اکبر کو دیدیا تہا مگر اوس مین اور بیرام خان مین ہمیشہ سے عداوت چلی آتی تھی اور یہ عداوت بیرام خان کے دل مین مذہبی تعصب کے باعث سے تھی کیونکہ بیرام خان شیعہ تھا اور تاردی بیگ سنی تہا جب تاردی بیگ سرہند مین آیا تو بیرام نے اوسے اپنے خیمہ مین بولا کر قتل کر دیا اکبر کو اوس کے اس ظلم پر بڑا غصہ آیا۔ اور بیرام سے اوس کا کچھ جواب نہ بن پڑا یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ کام اوس نے اسلیئے کیا تھا کہ آئین اور ضوابط کی کوئی خلاف ورزی نہ کرسکے اور امرا ٹہیک ٹھیک اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکال سکین۔

اس زمانہ مین ہیمو دہلی ہی مین رہا۔ اور نئے لقب راجہ کا جو اوسنے اختیار کیا تھا اوسکی خوشیان منانا اور فوج کو فراہم کرتا رہا۔ مگر جب اوس نے سنا کہ اکبر سرہند مین پہونچ گیا تو اوس نے اپنا توپخانہ پانی پت کو بہیجا۔ جو دہلی سے ۵۳ میل شمال کو ہے۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ پیچھے سے پیدل اور سوار فوج کو لیکر خود بھی جائے مگر ادہر سے اکبر بھی اوسی مقام کو روانہ ہوگیا۔ علاوہ برین اوس نے دس ہزار سوار کی فوج احتیاطاً آگے بہیجدی اور علی قلی خان شیبانی کو اوس کا سردار کیا جو تاردی بیگ کے ساتھہ ہیمو سے دہلی مین لڑا تھا اور اوسکے دہلی سے جلدی ہٹ جانے کو برا بتاتا تھا۔ علی قلی خان پانی پت پھونچا۔ اور دیکہا کہ ہیمو کے توپخانہ کا کوئی نگران نہین ہے۔ اسلئے اوسنے جہپٹ کر اوسکو چہین لیا۔ اسی حسن کارگذاری کے صلہ مین اوسے خانزمان کا خطاب عنایت کیا گیا۔ اور اسی خطاب سے تاریخ مین آئندہ وہ مشہور ہے۔ اس بدبختی سے ہیمو کی ہمت

بہت کچھہ لوٹ گئی - کیونکہ کہتے ہین - یہ توپین ٹرکی سے طلب کیگئی تھین اوراونکی بڑی تعظیم کیجاتی تہی - پھر اِسکے بعد بے توقف اوس نے پانی پت پر زور ڈالا - اور آگے بڑہے چلا گیا - اکبر اور بیرام پانی پت کے میدان مین بڑہ رہے تھے اور ۵ نومبر ۱۵۵۶ع کی تاریخ اور صبح کا وقت تھا کہ اونھون نے ہیمو کی فوج کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا - میرے نزدیک اکبر کو اوسوقت ضرور یاد ہوا ہوگا - کہ ٹھیک تیس برس پہلے اوسکے دادا بابر نے اسی میدان مین لودی خاندان کو غارت کیا اور ہندوستان کی سلطنت پر قبضہ کیا تھا - اب اکبر کو اُس غاصب کی فوج کا سامنا تہا کہ جو مصاہرت کے رشتہ سے خاندان سور کا جس نے اوسکے خود باپ کو ہندوستان سے نکالا تہا رشتہ دار رہتا - وہ جانتا تھا کہ یہ لڑائی ایسی لڑائی ہوگی کہ جس سے اس صدی بہر کے لئے فیصلہ ہوجائیگا لیکن گو وہ کیسا ہی صاحب فراست سہی مگر یہ بات نہین جان سکتا تھا کہ ہندوستان مین ایک خاندان شاہی کے قایم کرنے کے واسطے یہہ پہلا زینہ ہوگا - جو دوسو برس سے زاید یہان رہیگا - اور جسے خارج کرنے کے واسطے شمال سے ایک اور حملہ کی اور ایک اور پانی پت کی لڑائی کی اور ایک اور اجنبی قوم کی بحر اٹلانٹک کے ایک جزیرہ سے یہان آنے کی ضرورت ہوگی -

ہیمو نے اپنے لشکر کو تین حصّون مین منقسم کیا تہا - آگے تو پانچ سو ہاتھی چلتے تھے جس مین ہر ایک پر ایک ذی عزت عہدہ دار سوار تھا اور خود ہیمو ایک اپنے پیارے ہاتھی پر سوار اس کا سردار تھا - وہ پہلے تو مغلون کے بائین بازو پر جو آگے بڑہ رہا تھا

پھیلا اور اوس کی ترتیب بگاڑدی مگر چونکہ ماتحت سرداروں نے اپنے پیدل فوج سے
اوس کی تائید نہ کی وہ ہٹ گیا اور پھر خود قلب پر حملہ کیا جہان بیرام خود فوج کو لڑا رہا تھا۔
اوس ہوشیار سپہ سالار کو ایسے حملہ کا پہلے ہی خیال تھا اوس نے اپنے تیراندازون
سے کہہ رکھا تہا کہ سوارون کی پیشانیون پر تیر مارین۔ ان تیراندازون کے ہاتھہ کا ایک تیر
ہیمو کی آنکھ مین لگا جو ہودہ مین اوسکے صدمہ سے بیہوش ہوکر کچھہ دیر کے لئے گر پڑا جب
اوس فوج نے اپنے سردار کے گرنے کو دیکھا تو سخت پریشان ہوگئی اور حملہ مین ابتری
ہوگئی اور پھر بالکل موقوف ہوگیا۔ پھر بیرام کے سپاہیون نے اس حملہ کے موقوف ہوتے
ہی اونھین تتر بتر کردیا۔ چونکہ ہیمو کے ہاتی کا فیلبان مارا گیا تھا اوس کا ہاتی اپنی طبیعت
کے میلان کے بموجب جنگل مین چلدیا۔ ایک سردار شاہ قلی محرم بہارلو نے جو بیرام
کا رفیق اور کوئی دور کا رشتہ دار تہا ہاتی کو جاتا دیکھکر اوس کا پیچھا کیا۔ اوسے یہ نہین
معلوم تہا کہ اسپر کون سوار ہے جب وہ اوسکے پاس آیا اور ہاتی کی گردن پر کی رسی کو پکڑا
تو معلوم ہوا کہ اوسپر ہیمو سوار ہے اور زخمی ہے۔ اوسے اوس نے گرفتار کرلیا۔ اور
بیرام کے پاس لے آیا۔ بیرام اوسے اپنے نوجوان بادشاہ کے پاس لے گیا۔
جس نے دن بھر بڑی بہادری اور جوان مردی دکھائی تھی لیکن اب لڑائی کا انتظام اپنے
اتالیق کے ذمہ چھوڑ آیا تھا جو حالات کہ اس وقت گذرے اور اوس زمانہ کے مورخون
نے لکھے ہین وہ یہ ہین بیرام نے جب اس زخمی سردار کو اپنے بادشاہ کے روبرو پیش
کیا تو عرض کیا کہ "یہ آپکی پہلی لڑائی ہے اس کافر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیجئے تاکہ آپ

غزا کا مرتبہ حاصل کرین،، اکبر نے جواب دیا "یہ اس وقت ایک مردہ سے زاید نہین ہے۔ مین اسے کیونکر مار سکتا ہون اگر اسے عقل اور طاقت ہوتی تو مین اس پر تلوار چلاتا (یعنی مین اس سے لڑائی لڑتا)" غرض جب اکبر نے اوسکے قتل سے انکار کیا تو بیرام نے خود اوسے قتل کر دیا۔

بیرام نے اپنے سوار دشمن کے تعاقب مین دہلی کو بھیجے اور اونکو آرام لینے کی مہلت نہ دی۔ اور دوسرے روز ۴۳ میل کا سفر بے قیام کے طے کرکے مغلیہ فوج شہر مین داخل ہوگئی۔ اسکے بعد اکبر کا کوئی بڑا خوفناک دشمن ہندوستان مین نہ رہا اور اوس کو وہ ہی مرتبہ حاصل ہوگیا۔ جو تیس سال پیشتر اوسکے دادا کو حاصل ہوا تھا۔ اب یہ بات باقی رہ گئی کہ یہہ لڑکا اوس موقع سے فائدہ اوٹھائیگا یا نہین جسکو اوسکے باپ اور دادے دونو نہین حاصل کر سکے تھے۔ جو بڑا کام کہ اوس کو کرنا تھا اوس کی اصلی حالت دکھانے کیلئے دوسرے باب مین مین چاہتا ہون کہ ہندوستان کی اوس وقت کی حالت بیان کردون جب کہ اکبر تخت پر بیٹھا ہے اور اوسکے بعد کی اور ایک باب مین یہ بتاؤن کہ اس چودہ برس کے لڑکے نے بیرام خان کی اتالیقی مین کسطرح فائدہ اوٹھایا۔



باب نہم

سولھوین صدی عیسوی کے وسط مین ہندوستان کے عام حالات

جو سلطنت کہ ستلج کے جنوب مین مغلون سے پہلے افغانون نے فتح کی تھی وہ اس لایق نہ تھی کہ اوسے ہندوستان کی شاہنشاہی کہا جاے وہ دہلی کی بادشاہت تھی جسمین وہ صوبہ داخل تھے جو ۱۸۵۷ء تک ممالک مغربی شمالی کے نام سے مشہور تھے اور اسمین صوبہ بنگالہ کا وہ حصہ بھی تھا جسے ہم مغربی بہار کہتے ہین اور کچھ اضلاع ممالک متوسطاور راجپوتانہ کے بھی اوس مین تھے۔ علاوہ برین پنجاب بھی اوس مین شامل تھا۔ البتہ کچھ عرصہ کے لئے شاہان خاندان تغلق نے بنگالہ اور قریب قریب تمام جنوبی ہند لے لیا تھا مگر پہلا ہی حملہ جب ہی کہ شمال سے ہوا تو جنوب کے ہندو راجاؤن نے اطاعت کے غیر معروف جوے کو کندہے سے اوتار پہینکا۔ اور پھر کسی نے اونہین مطیع نہین بنایا۔ اور ایسہ کا بڑا زبردست راج جو گنگا کے دہانہ سے گوداوری کے دہانہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہمیشہ خودمختار رہا۔ مغربی ہند نے بھی کچھ عرصہ تک کسی مغربی حملہ آور سے کچھ غرض نہ رکھی اور اوس کے چھوٹی چھوٹی ریاستین خودمختار بادشاہتین ہو گئی تھین۔

جب اکبر تخت نشین ہوا ہے تو ہندوستان کا سب سے مغربی حصہ سلطنت گجرات کا ایک مسلمان بادشاہ کے قبضہ مین تھا جو افغانی نسل سے تھا اور خودمختارانہ حکومت

کرتا تھا۔ ہمایون بیشک وہان گیا تھا مگر ہندوستان سے اوسکے بھاگنے پر وہ پھر خودمختار ہوگیا تھا۔ اور اوس سے بعد اوسے کسی نے نہ چھیڑا تھا بلکہ اوسی نے اپنی نہایت قریب کے پڑوسی مالوہ والون سے لڑائی کی تھی اور فتح حاصل کی تھی اسوجہ سے یہ حکومت جسمین اوس مُلک کا بڑا حصّہ شامل تھا جسے ہم وسط ہند کہتے ہین اکبر کی تخت نشینی کیوقت خودمختار تھی۔ یہی حال خاندیس کا بھی تھا اور یہی حالت راجپوتون کی ریاستون کی تھی۔ انکا کچھ حال زیادہ تفصیل سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

رانا سانگا کے معاملات کا تو اوّل باب مین اپنے موقع پر کچھ ذکر آچکا ہے بابر نے جو اس راجہ کو شکست دی تھی اوس سے میوار کی طاقت کو بڑا صدمہ پھونچا تھا۔ اور جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالدیا تھا تو میوار کی سرداروں نے شیر شاہ کی اطاعت قبول کرلی تھی لیکن شیر شاہ کے مرنے پر جو ہنگامہ فساد برپا ہوئے تو وہ پھر خودمختار ہو گئے تھے اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت پر بھی راجپوتانہ کی ریاستون مین اون کا بڑا درجہ تھا۔ دوسری ریاستون کے مختصر طور پر یہ حالت تھی کہ جے پور کے حکام نے بابر کے زمانہ مین مغلون کے آگے گردن جھکا دی تھی۔ اوس زمانہ مین وہان کا راجہ بہارمار راجا تھا اوسنے اپنی فوج سے بادشاہ کی مدد کی تھی۔ اور ہمایون نے اپنے بھاگنے سے قبل اوسے ایک بڑا شاہی خطاب راجاے امیر کا عنایت کیا تھا جس وقت اکبر نے پانی پت کی لڑائی سر کی ہے تو اوس وقت راجہ بھارما کا بیٹا وہان کا حاکم تھا۔ جودھپور کے اوس زمانہ مین جے پور سے بدرجہا بڑھ کر اچھی حالت تھی

اوسکے راجہ مالدیونے شیرشاہ کو میدان جنگ مین اوس کے تمام دشمنون سے بڑھکر تکلیف دی تھی - مگر اوسنے ہمایون کے بہاگتے وقت اوسے اپنے یہان پناہ نہ دی تھی جب اکبر دہلی کے تخت پر بیٹھا تو یہ راجہ زندہ اور خود مختار تھا - اور راجپوتانہ کے تمام راجاؤن سے زیادہ طاقتور تہا - جیسلمیر اور بیکانیر وغیرہ کے ریگستانی سرحد کی ریاستین بھی خودمختار تھین - اور یہی حال راجپوتانہ کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کا تھا ایسا ہی سندھ کا حال ہورہا تہا اور یہی حالت ملتان کی بہی تھی - میوات اور بگیلکھنڈ بھی کسی غیر شخص کے مطیع نہ تھے - مگر گوالیار اور چھا چندیری نرور اور پٹنا و آگرہ کے قرب وجوار مین ہونے کے باعث بادشاہ کی طاقت اور ان ملکون پر اوس کی توجہ کی کم وبیشی کے اندازہ سے کم وبیش باجگذار رہا کرتی تھی -

مگر اون صوبون مین بھی جہان مسلمان بادشاہ حکومت کرتے تھے باہم اتحاد نہین ہوتا تھا - بادشاہ سلطان یا شاہنشاہ جیسا جیسا کہ اوس کا لقب اپنے اپنے وقت پر ہوا کرتا تہا ان صوبون کی سردارون مین بڑا سردار ہوتا تہا جسکی نگرانی مین یہ سب صوبے ہوا کرتے تھے اپنے دربار مین تو اوس کی پوری حکومت ہوتی اور فوج مین وہ خود سپہ سالاری کرتا تہا مگر صوبون کی اندرونی انتظام مین اوسے کچھ دخل نہین ہوتا تھا - اور اگرچہ بظاہر نام کے لئے صوبہ دار اپنے بادشاہ کا مطیع ہوتا اور خود مختار نہین سمجہا جاتا تہا مگر درحقیقت وہ خود مختار ہوتا تہا -

تمام لوگون کے بالاتفاق شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوجن کی تعداد اون تمام صوبونکے[1]
باشندون کی تعداد مین سے جو مسلمانون کے مطیع تھے آٹھ حصون مین سے سات
حصہ تھے مسلمانون کے وقت مین خوش حال تھے وہ اپنے مذہب کی رسومات بآزادی
تمام علی الاعلان ادا کرتے تھے۔ صرف اونھین جزیہ دینا پڑتا تھا۔ جو مسلمان غیر مذہب
والے مطیع قومون سے لیا کرتے تھے۔ مگر سرکار کے تمام کاروبار مین ہندو ہی لوگ
بڑے حاوی ہوتے تھے بہت سے صوبون مین اعلی درجہ کے ہندون کے پاس
موروثی علاقہ ہوتے تھے جو وہان کے صوبہ دار کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ اور جب کبھی
لڑائی مین ضرورت پڑا کرتی تھی تو یہ لوگ میدان جنگ مین اپنی فوج سے بادشاہ کی مدد کیا
کرتے تھے۔

اس طرح پر ہر صوبہ مین وہان فوج رہا کرتی تھی اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو صوبہ دار کی
خدمت کے واسطے ہمیشہ تیار رہتی تھی۔ مگر علاوہ اسکے اس صوبہ کی فوج کے سوا قریب
قریب ہمیشہ کے ایک مغلیہ تعداد شاہی فوج کی بھی صوبہ مین رہا کرتی تھی جسے تنخواہ بادشاہ

(۱) ہنٹر صاحب کبھی مسلمان حکومتون کو اچھا نہین کہتے اون کی زبان سے یہ چند فقرہ غالباً بلا قصد نکلے ہین۔ مگر اون کی قلم سے ان کے نکلنے کا یہی سبب ہے کہ یہ سچا اور حق حق واقعہ ہے اور الحق یعلو ولا یعلی کی بنا پر ذہن سے نکل پڑا ہے۔ واقعی بات یہ ہے کہ مسلمانون کے وقت مین جو خوشحالی اور دولت کہ ہندوستان کو حاصل ہوئی وہ خود نہ ہندون کے زمانہ مین اوسے کبھی حاصل ہوئی تھی۔ اور نہ کبھی کسی ملک کو کسی غیر قوم کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔

کی طرف سے ملتی تھی اور اوس کا افسر وہ شخص ہوتا تھا کہ جسے سلطان خود مقرر کرتا تھا۔ اس افسر کو بہت کچھ صوبہ دار سے تعلق نہین ہوتا تھا براہ راست وہ خود بادشاہ کی طرف سے اپنے کام کا ذمہ دار ہوتا تھا۔

قیاس چاہتا ہے کہ عدالت کا انتظام بخوبی اچھا تھا کیونکہ مسلمانون کی شریعت اور فقہ اسلام کے بموجب ہوتا تھا۔ جبکہ مسلمان حکومتون کا عملدرآمد تھا عدالت کے حاکم قاضی ہوا کرتے تھے اور ایسی ایک کتاب کے بموجب فتوی جاری کیا کرتے تھے کہ جو قرآن شریف کے بموجب فیصل شدہ مقدمات کے نتائج سے بنتے تھے۔ مگر اوس مین ملک کے دستورونکا بھی لحاظ رہتا تھا اور احکام مین اس بناپر تبدیلی ہوا کرتی تھی۔ اور رعایا کے باہمی قضیہ جھگڑونکا فیصلہ قاضی کیا کرتے تھے یعنی وہ تمام مقدمات اونھین کی تجویز سے فیصل ہوتے تھے جن مین سلطنت کے حفظ و حراست سے تعلق نہین ہوتا تھا۔ لیکن فوجداری کے مقدمات کچھ لوگون کی مجلس کے سپرد کردئے جاتے تھے جن کی کارروائی کے لیے عملاً کوئی کسی قسم کے ضوابط اور قواعد متعین نہ تھے جو سرکار کی طرف سے مقرر ہوتے اور کبھی کبھی قاضی کے اختیارات کو بھی توڑ دیتے تھے بلکہ مخلوق کے عام اطمینان کی حالت سے ہم کہہ سکتے ہین کہ بحیثیت عامہ عدالت کا کام اوس زمانہ مین اطمینان بخش تھا جو مسلمان خاندان یہان پچھلے زمانہ سے آئے تھے اور جو یہان کے ہندو باشندے تھے اونکے منافع اور مضرتین ملاکر زمانہ نے ایک کردی تھین۔ اور وہ دونو اوس قانون کیطرف یکسان رجوع کرتے تھے جس سے حتی الامکان اونھین حمایت ملتی تھی۔ اگر اس ملک کے

مورخین کی تحریرات پر بھروسہ کیا جاسے تو کہہ سکتے ہین کہ باوجود اس قدر بہت لڑائیون کے بھی ملک کی عام حالت نہایت عمدہ اور رعایا مرفہ الحال تھے ۔

اس انتظام کی نسبت جس کا ہم اب ذکر کرنیکو ہین خیال کرتے وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ نہ تو بابر نے اپنے پہلے افغانون کی ہندوستانی انتظام مین کوئی اصلی تبدیلی کی تھے اور نہ ہمایون نے اوسکو بدلا تھا ۔ بابر کو درحقیقت ایک ایسے قسم کی حکمرانی کی عادت تھی جس مین شخصی حکومت کی بو باس اور بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے ۔ اور وہ فرغانہ ۔ سمرقند کابل مین سب جگہہ صرف دار السلطنت مین ہی بڑا حاکم نہین رہا تھا بلکہ صوبون کے اون صوبہ دارونکا بھی سب سے بڑا حاکم رہا تھا جنہین جاگیرین فوجی خدمت کے لیئے وہ خود دیا کرتا تھا ۔ یہہ صوبہ اور اضلاع کے افسر اور جاگیردار اپنے اپنے علاقون مین قریب بالکل اپنی مرضی کے موافق حکمرانی کرتے تھے البتہ اتنا ضرور تھا کہ بادشاہ کی مرضی سے ہمیشہ اون کی تبدیلی ہوسکتی تھی اور اسوجہ سے اونھین اندرونی انتظام اس طریق پر کرنا پڑتا تھا کہ جس سے عدل و انصاف مین کوئی فرق نہ آتا تھا یا بادشاہ کے دربار مین اپنے وکیل مقرر رکھا کرتے تھے کہ وہ بادشاہ وقت سے اس طرح کارروائی کرتے رہین کہ جس سے اوس صوبہ دار کے فوائد و اغراض پورے ہوتے رہین ۔

اسی طرح فوج بھی بادشاہ کے خاص ذاتی خدام سے مرکب ہوتی تھی اور بادشاہ کے سردارون اور توابع کے ذاتی خدام اور یہان کے اصلی باشندونکے جو صوبون پر قابض ہوتے تھے اس فوج مین شامل ہونے سے اوس کی تعداد بڑہجاتی تھی ۔

بابر کی حکومت کا اور نیز اوسکے بیٹے کی حکمرانی کا بالکل جابرانہ شخصی حکومت کا ڈھنگ تھا (یا یون سمجھو کہ بادشاہ کو سیاہ وسفید کا کل اختیار ہوتا تھا) آزادی کوئی جانتا بھی نہ تہا جو قوانین کہ ایک بادشاہ جاری کرتا اوسے دوسرا بادشاہ چاہتا تو توڑ دیسکتا تھا - واقع مین ذاتی حکومت ہر جگہہ اپنا جلوہ دکھاتی تہی - بادشاہ کی خواہشون کی روک اگر کسیطرح ممکن تھی تو صرف یہی تھی کہ اوس سے بغاوت کیجاوے اور اوس مین کامیابی بھی ہو جاے لیکن اگر بادشاہ لایق ہوتا تو بغاوت مین کامیابی حاصل کرنا قریب قریب غیر ممکن کے ہوتا تھا - اگر وہ لایق بھی ہوتا اور اسی کے ساتھ منصف بھی ہوتا تہا تو وہ اسباب کو بخوبی جان لیتا تہا کہ بغاوت سے بچنے کے لئے سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ ملک رانی عدالت کے ساتھ کیجاے -

جب بابر نے ہندوستان کے ملکون کو فتح کیا تو اوسنے وہان ایسا انتظام جاری پایا جو اصول کے لحاظ سے بہت کچھہ اوس انتظام سے غیر مشابہ نہ تھا جس کا کہ وہ شمالی ملکون مین عادی ہو گیا تھا اگر اوسکو اوس مین تبدیلی کا خیال ہوتا تو اوسکو اتنا وقت نہ تھا کہ اوس پر عمل کرتا نہ ہمایون کو اس تبدیلی کی فرصت ملی اور نہ اوس کو اس کا خیال ہی آیا وہ انتظام جو اوس نے اپنے مرنے کے قبل ہی تجویز کیا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس انتظام سے جو ہندوستان مین جاری تھا اصول کے لحاظ سے کچھہ اصلاح پر مبنی نہ تھا - اوسنے چاہا تہا کہ سلطنت کو چھہ صوبون دہلی آگرہ قنوج جونپور مانڈو اور لاہور مین منقسم کردے اوران مقامات پر اون کے صدر اور مستقر ہون - اسی طرح یہہ بھی تجویز کیا تھا

کہ ان مقامات پر ایک بڑی فوج ایک معتبر سپہ سالار کے ماتحت رہا کرے۔ جس کی فوج ایسی زبردست ہوا کرے کہ اوسے بیرونی امداد کی ضرورت نہ رہے۔ پھر ان صوبون کے متحد کرنے کے واسطے بادشاہ خود بارہ ہزار سوار کی فوج لیکر صوبون کی فوج کے معائنہ اور ملک کے تمام حالات کے ملاحظہ کے واسطے باری باری سے سب جگہہ جایا کرے یہ تجویز بھی خرابیون سے بھری ہوئی تھی۔ اس انتظام کا طرز بھی اون حالتون مین بھی برا تھا جب کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے سپہ سالارون سے زیادہ لایق ہوتا اور اگر اپنے سپہ سالارون کے برابر لایق نہوتا تو یہ انتظام ایک سال بھی قایم نہین رہ سکتا تھا۔

ہمایون کے یکایک مرجانے نے اس تجویز مین خلل ڈالدیا۔ اور اسپر عمل نہوسکا اوس کے بعد جنگ و جدال کے ہنگامون کا بازار گرم ہو گیا اور اخیر پر پانی پت کے لڑائی نے اوس کا خاتمہ کردیا۔ اس لڑائی سے اکبر کو وہ ہی موقع حاصل ہوگیا جو بابر اوسکی دادا کو ٹھیک تیس سال پیشتر حاصل ہوا تہا۔ اوس وقت بابر کو ایسا موقع ملا تھا کہ جس سے اوسنے ہندوستان کے شمال و مغرب بہار اور وسط ہند کے کچھہ حصّہ کو فتح کرلیا تھا۔ اسی قسم کا موقع اکبر کو بھی پانی پت کی دوسری لڑائی سے نصیب ہوا تہا۔ اس جگہہ اوسنے صرف ایک ایسے دشمن پر فتح حاصل کی تھی کہ جو اوس سے بڑی سختی سے مقابلہ کے لایق تہا جہانتک ممالک کے فتوحات سے اوس وقت تعلق تہا وہان تک تو اوسکو کام آسان تھا مگر ان فتوحات کو پائدار بنانا اور متفرق صوبون کو ملانا اور مختلف قومون کو متحد المقصد کرنا اور ایسے قواعد وضوابط ایجاد کرکے جاری کرنا کہ ہر متنفس کی نگاہ لڑاکر حکومت اور صدر سلطنت

پر پڑتی رہے جس سے ہر ایک شہر اور ہر ایک صوبہ مین بادشاہ کا رعب داب پھیلجاسے اور پھر بھی وہ ایسا نہ ہو کہ جس سے اوس جگہ کی کہاوتین اور روایتین فراموش ہو جائین اور وہان کے دستورات اور اون مقامات کے عادتی خیالات مٹ جائین ایک ایسا کام تھا کہ جس کی طرف اوس کے دادا نے توجہ نہ کی تھی۔ اور اگر اوس کے باپ کے وقت مین یہ انتظام ہوتا یا اوس کے روبرو جاری کرنے کے لئے پیش بھی کیا جاتا تو اوسے اوس کا اجرا غیر ممکن نظر آتا۔ بہرحال اونکی تدابیر مین اس قسم کی تجویزونکے نہ ہونے سے وہ سلطنت جو ۱۵۲۶ء کے پانی پت کی لڑائی سے اونکے ہاتھ آئی تھی ایسی ہی رہی کہ جسکی جڑ اس ملک مین نہ جمی بلکہ صرف تلوار کے زور پر اوس کا قیام منحصر تھا اور ایسی نازک حالت مین تھی کہ جب کوئی ہوا کا سخت جھونکا آئے تو ایک لمحہ مین تہ و بالا ہو جاسے اور غزنی۔ غوری خلجی تغلق سید لودی خاندانون کی پچھلی سلطنتون سے کسی طرح زیادہ مضبوط نہ تھی۔ یہ بات کہ وہ پچھلی سلطنتون سے زیادہ مضبوط نہ تھی اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جس سلطنت کو بابر نے قایم کیا تھا وہ دوسرے ہی بادشاہ کے زمانہ مین شیرشاہ کے حملون سے غارت ہوگئی۔ اسکو تسلیم کر سکتے ہین کہ اگر بابر مرا نہ ہوتا تو ممکن ہے کہ وہ شیرشاہ کے حملون کو کامیابی کے ساتھ دفع کر دیتا مگر اس کے تسلیم کرنے سے تو میری ہی دلیل ثابت ہوتی ہے۔ بابر بڑا اچھا سپہ سالار تھا۔ اور ایسے ہی شیرخان بھی تھا۔ ہمایون مزاج کا متلون اور متبدل تھا اور کام کا آدمی نہ تھا۔ اور سپہ سالاری کی حیثیت سے بھی وہ ادنیٰ درجہ کے شمار مین داخل تھا۔ یہ خیال کر سکتے ہین کہ شیرخان

جس نے ہمایون پر فتح پائی ممکن ہے کہ بابر سے شکست اوٹھاتا۔ لیکن اس سے تو صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو طریق حکمرانی اوسنے جاری کیا تھا وہ وہی تہا کہ جس کا وہ اپنی تمام عمر بھر عادی رہا تھا اور جس کی وجہ سے بار بار فرغانہ اور سمرقند اوسکے ہاتھہ آئے اور نکل نکل گئے تھے اور جس سے اوسے کابل اور کچھہ دنون کے بعد ہندوستان ملگیا تھا یعنی یہ وہی طریق تہا کہ جس سے جس کی لاٹھی اوسی کی بہینس ہوتی تھی۔ نہ تو فرغانہ مین نہ سمرقند مین نہ کابل نہ پنجاب اور نہ ہندوستان مین اوس کی بدولت حکومت کی جڑ جمی تھی۔ اور فی الواقع اوس طرز سے یہ غیر ممکن بھی تہا کہ حکومت کی جڑ جمتی۔ کیونکہ اوس مین تخم حکمرانی کے اگانے کی ہی طاقت نہ تھی۔

اور اب سنہ ۱۵۵۶ء[1] کے اخیر پر جو سلطنت کہ پہلے ہاتھہ آئی اور نکل گئی تھی اور اب پھر ہاتھہ لگ گئی تھی ایسے لڑکے کے ہاتھہ مین تھی جس نے مصائب اور امتحان کے مدرسہ مین تعلیم پائی تھی اور ایک مہینا اور چودہ برس کی عمر کا تھا۔ پانی پت کی لڑائی نے اوسے ہندوستان کا مالک کر دیا تھا۔ اور گو وہ لڑکا تھا مگر اوسنے بہت سے معاملات دیکھہ لئے تھے۔ وہ اپنے باپ کے مشورون مین ہمیشہ شامل رہا کرتا تھا اور بیرام کی ماتحتی مین جو اپنے زمانہ مین اول درجہ کا سپہ سالار تھا فوج کی عملی تعلیم پائی تھی۔ اور چھہ مہینے تک اوس نے پنجاب پر حکومت کری تھی۔ مگر اب آگے اوسے کشور کشائی کے سوا اور انتظام کی لیاقت بھی دکہانا تھی لیکن اس باب مین اوسے نہ تو باپ کی چال چلن اور طرز و انداز اور بیرام خان

(۱) اکبر ۱۵ر اکتوبر ۱۵۴۲ء کو پیدا ہوا تھا اور پانی پت کی دوسری لڑائی ۵ر نومبر ۱۵۵۶ء کو ہوئی تھی۔

کے نصایح سے کچھہ فائدہ کی امید ہوسکتی تھی اب تک اوس کی مزاج کی کیفیت جو ہم کو معلوم ہوسکتی ہے وہ اتنی ہی ہے کہ مشکل کے وقت اوس مین مستعدی سے کام کرنیکی لیاقت تھی اور اوسکا مزاج ترحم کی طرف مائل تھا اوسنے ہیمو کے قتل سے انکار کیا تھا مگر اوس کام کے واسطے جواب اوسکے سامنے پیش آیا تھا اور بھی اسکے سوا اوصاف درکار تھے۔ اب ہم اوسکے آیندہ کے کامون سے اسبات کو محک امتحان پر رکھکر جانچتے ہین۔ کہ اس کام کے لئے اوس مین اور کیا کیا لیاقتین تھین۔



باب دہم

بیرام خان کی اتالیقی

اوّل اکبر کی شکل وصورت کا حال سنئے۔ اوس کا بیٹا جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ اکبر کا قد وقامت متوسط مگر بلندی مائل تھا۔ اوس کا رنگ گندمی سپیدی کی بہ نسبت زیادہ تر سیاہی لئے ہوئے۔ چشم وابرو سیاہ بدن دوہرا۔ پیشانی اور سینہ کشادہ۔ ہاتھ اور بازو لمبے تھے۔ اوس کی ناک کے بائین طرف کو ایک چھوٹے سے مٹر کے دانہ کے برابر ایک مسہ تھا۔ جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ اور جسے قیافہ شناس نہایت مبارک خیال کرتے اور کہتے تھے کہ وہ بے انتہا دولت کی علامت اور روز افزون اقبال کی نشانی ہے۔ اوس کا آواز بلند اور نہایت دل پسند تھا۔ اور باتون مین دل کو لبھاتا تھا۔ اوسکے طور طریق اور عادات وخصائل اور لوگون سے بالکل مختلف تھے۔ اور چہرہ پر ایک فرّ ایزدی برستا تھا۔ دوسرے بیانات سے اس بیان کی اصلی طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ الفنسٹن صاحب اوس کی نسبت لکھتے ہین کہ اوس کا جسم تنومند اور جوڑ بند کا قوی اور پورا اور بہت خوبصورت تھا اور اوس کے چہرہ مہرہ سے ہشاشی بشاشی ٹپکتی تھی اور طور وانداز اوسکے نہایت پسندیدہ اور سنجیدہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے اوسے ذاتی چستی اور جسمانی قوت عطا فرمائے تھے۔ اوس مین ماندگی اور تھکن کی برداشت کی بڑی

طاقت تھی۔ سواری شکاری اور پیدل پھرنے چلنے کا بلکہ تمام اون باتون کا شوقین تھا
کہ جس مین جسمانی طاقت اور ہنر کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ اوس کی بہادری ایسی تھی
کہ جو سکوت اور ٹھنڈے دل سے ہوتی ہے اور جس کا جوش کبھی کم نہین ہوتا۔ بلکہ جب
مصیبت اور خطرہ کا وقت آجائے تو اوس مین بے انتہا حرارت اور حدت پیدا ہوجاتی
ہے۔ گو وہ لڑائی کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا خصوصاً اوس وقت جب کہ سلطنت کے
استحکام یا رفاہ خلایق کے لئے وہ اوسے ضروری سمجھتا تھا مگر اسکے سوا وہ اوسے کبھی
پسند نہین کرتا تھا۔ واقعی وہ اپنے آپ کو اون انتظامی امورات کے ایجاد و اختراع
مین مشغول رکھنے کو پسند کرتا تھا کہ جنھین وہ اپنی حکومت و سلطنت کے اصلی اور سچی
بنیاد خیال کرتا تھا۔ اس سبب سے لڑائی اوس کی نزدیک بجز اسکے اور کچھ حیثیت نہ رکھتی تھی
کہ جیسے کوئی ضرورت کے لئے پاخانہ مین جاتا ہے ہم اوس کی ابتدا سے انتہا تک
کے تمام حالات کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہین کہ وہ کسی لڑائی مین اوسوقت تک نہ گیا جب
تک کہ اوسنے یہ نہ دیکھ لیا کہ یہ لڑائی اوس کے ملکی انتظام کی سلامتی اور تکمیل کے لئے
ضروری ہے اوسکے مزاج مین ملنساری اور محبت تھی وہ اپنے دوستون کا سچا دوست
تھا اور دوسرے کے دل مین محبت کا بیج بونے کی بڑی بھاری لیاقت رکھتا تھا خونریزی
اور کشت و خون کو کبھی روا نہین رکھتا۔ ہمیشہ اسی فکر مین رہتا کہ انصاف کو رحم کے ساتھ
کرتا رہے۔ اگر کبھی انتقام کی ضرورت ہوتی تو وہ بہت غصہ ہوتا اور اپنے مزاج کے
ترحم اور مہربانی کو بالا سے طاق رکھ کر خوب دلکو پتھر کا سا کرلیتا مگر پھر بھی انتقام کی نسبت

معافی کو زیادہ پسند کرتا تھا - وہ تمام بڑے بڑے کشادہ دل لوگون کی طرح یہ چاہتا تھا
کہ مخلوق کو خوش اور مسرور رکھے - مہربانی اور فیاضی اوس کی جبلت مین بس گئی تھی اگر وہ
کسی شخص پر نوازش کرتا اور پیچھے معلوم ہوتا کہ وہ شخص اس عنایت کے لایق نہ تھا تو اوس کو
اپنی عنایت کرنے پر کچھ افسوس نہوتا بلکہ اوسے یہ فکر ہوتی کہ اوس شخص کو لایق بنا دے
اور اوس کی اصلاح کرے - انتظامی کامون کی طرف اوس کا طبعی میلان تھا - فوج کشی اور
جنگ آزمائی کے برخلاف ہمیشہ اوسے یہ فکر رہتی تھی کہ وہ کوئی ایسی تجویز نکالے جس سے
اوسکی سلطنت کی عمارت جسے اوسکے ہتیارون نے بنا کر کھڑا کیا ہے مخلوق کی خواہشون
اور ضرورتون کے لایق ہوجائے - مذہبی معاملات ملکداری کے قواعد و قانون اور عدالت
و نصفت کے انتظام کے باب مین غرض جو جو باتین بنی آدم کے لئے رفاہ عام کے ہمیشہ
سے چلی آتی ہین اور ابھی تک ویسے ہی ہین اون کی نسبت بڑی کشادہ دلی اور نہایت
بے تعصبی سے بحث کرتا اور ان بحثون سے جو خیالات پیدا ہوتے اونھین اپنے ذہن
مین منقش کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے ذہن کو متوجہ رکھتا گو وہ مسلمانون مین پیدا ہوا اور
اوس نے مسلمانون مین پرورش پائی تہی تاہم وہ دوسرے مذہب کے معتقدون
بدہ مت والون برہمنون زردشتیون اور عیسائیون سے پوری آزادی سے اور مساوات
کو مد نظر رکھکر ملتا جلتا تھا اوس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ اپنی اخیر عمر مین علما سے ناخوش
ہوگیا تھا اور اونھین اپنے دربار سے نکلوا دیتا تھا - لیکن یہ بات نہین ہے بلکہ وہ اون
مسلمان علما سے جو دربار مین آتے جاتے تھے ناراض ہوگیا تھا - جن کے مزاج مین تعصب

اور باطل خیالات اور توہمات کی آگ نے شعلہ بھڑکا رکھے تھے اور جس مذہب کی اونھون نے تعلیم پائی تھی اوسکے عقاید کے ضد و نفسانیت سے پیروی کرتے تھے - درحقیقت وہ علما کو نہین بلکہ اونکے یا وہ گوئی اور ناقابلیت کو ناپسند کرتا تہا - اور جب یہ حد سے تجاوز کر گئے تو اوسنے اونکا دربار مین آنا بند کر دیا - اسکے سوا اوسکے دوسرے خواص و رمزاج کا حال جو کچھہ تہا وہ ناظرین ہماری اس کتاب کے آخری باب مین خود ملاحظہ کر لین گے - یہان اونکے بیان کی ضرورت نہین ہے اس قدر جو مین نے بیان کیا میرے نزدیک اوس نوجوان بادشاہ کے مزاج کے کسی قدر محض حالت کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس نے چودہ برس کی عمر مین اور بیرام خان کی اتالیقی مین پانی پت کی لڑائی کو فتح کیا تھا - اور بے توقف میدان جنگ سے سیدہا دہلی پر چلدیا تہا - جو لوگ کہ اوسکے ساتھ رہتے تھے اون مین سے بہت ہی تھوڑے ایسے تھے جو اوسکے مزاج کے استقلال اور ذہن کی رسائی سے واقف تھے - واقع مین بیرام خان تک بھی اوسکے مزاج کو نہین جانتا تہا اگر وہ جانتا ہوتا تو تاردی بیگ کو سرہند کے مقام پر اپنے خیمہ مین بولا کر کبھی قتل نہ کرتا اور ہیمو قیدی کی گردن مارنے اور اوسکے خون سے اپنی تلوار رنگین کرنے کے لئے اکبر سے کبھی التجا نہ کرتا - لیکن بیرام خان اور سرداران دربار پر اور نیز فوج کے آدمیون پر بہت جلد روشن ہو گیا - کہ ہمایون کا بیٹا ایسا لڑکا نہین ہے کہ جسے وہ اپنے قابو مین کرین بلکہ وہ ایسا آقا ہے کہ جس کی اطاعت اونھین کرنا چاہیئے -

اکبر دہلی مین ایک مہینہ تک رہا - وہان سے اوسنے میوات کو فوج بھیجی - کہ ہیمو

کی پراگندہ فوج کا تعاقب کرے اور جو بڑا خزانہ وہ لئے جاتی ہے اوسے چھین لے پیر محمد خان شیروانی اس چھوٹی سی فوج کا سپہ سالار تھا جو پہلے بیرام خان کا ملازم تھا۔ مگر پھر اوس سے کچھ مخالفت ہوگئی تھی۔ اور بیرام خان نے اوسے بڑا ستایا تھا۔ اس حملہ مین وہ بخوبی کامیاب ہوا۔ اسکے بعد اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور اوسے لے لیا۔

مگر اوسکے مفتوحہ ممالک ستلج کے جنوب مین اوس وقت تک محفوظ نہین رہ سکتے تھے جب تک کہ پنجاب کی حفاظت کما حقہ نہ ہو جاتی یہہ تو اوپر معلوم ہوگیا ہے کہ سکندر کو جو اوسکی خاندان کا پکا دشمن تھا مانکوٹ کے مقام پر نکال کر مجبوراً چھوڑ آیا تھا۔ اور وہ ابھی تک مغلوب نہین ہوا تھا۔ مارچ ۱۵۵۷ء مین اوسے خبر ملی کہ اوسکے ہراول کو جسے وہ پنجاب مین چھوڑ آیا تھا۔ سکندر سوری نے لاہور کے قریب کوئی چالیس میل پر آکر شکست دی ہے وہ امیر جو پنجاب سے آئے تھے اونھون نے بیان کیا کہ معاملات کی حالت بہت خراب ہے کیونکہ یقیناً سکندر نے مانکوٹ کو خوب مضبوط مقام بنا لیا ہے۔ اور گو اوسے میدان مین شکست ہوچکی ہے مگر وہان سے وہ نکلکر ایذا پہونچا سکتا ہے۔ اور اوسکے طرفدارون کے حال کی فتح سے دل بڑھ گئے ہین۔ اکبر نے اس معاملہ کے تمام فراز و نشیب کو سمجھ لیا۔ اور اوس ضابطہ کی پابندی کا اوسنے ارادہ کیا جسکے سبب سے اوس کی سلطنت کو استحکام ہوا تھا۔ یعنی جس کام کا کرنا ضروری ہے اوسکو اچھی طور پر انجام دیا جاے اور اوسکو لیت و لعل مین اور سرسری توجہ پر نہ چھوڑ دیا جاے۔ وہ اسلئے سیدھا لاہور کو گیا۔ اور جب لاہور کو اوسنے

محفوظ پایا تو وہان سے جالندہر کو روانہ ہوا - جہانکہ دشمن اپنے مورچہ لگائے پڑا ہوا تھا - جب اکبر وہان پہونچا سکندر کوہستان شوالک کی طرف لوٹ گیا - اور مانکوٹ مین جاکر پناہ گیر ہوا - اسلئے اکبر نے اوس کا محاصرہ کیا -

چھہ مہینے تک محاصرہ رہا - جب رسد کم ہوگئی اور کچھہ سکندر کے رفیق بھی اوسے چھوڑ بہاگے تو اوسنے اپنے بعض امراکو اکبر کے پاس صلح کے واسطے پیغام دیکر بہیجا - اکبر اس طرح راضی ہوگیا کہ سکندر بنگالہ کو چلا جاوے - اور اول مین اس شرط پر اپنے بیٹے کو دیجاوے کہ بادشاہ کے مقابلہ مین وہ پھر لڑائی نہ کرے گا - پھر قلعہ پر قبضہ کرکے اکبر لاہور کو لوٹ آیا اور چار مہینے چار روز وہان رہکر اور صوبہ کا انتظام کرکے دہلی چلا آیا -

جب وہ جالندہر مین تہا تو ایک ہمایون کی چچازاد بھن سے بیرام خان کی شادی ہوئی تھی - یہ نسبت ہمایون نے اپنی زندگی ہی مین تجویز کی تھی اور اکبر کو اپنے باپ کی تجویز ایسے معاملات مین بمنزلہ قانون اور شرع کے تھی - اسلئے اکبر نے اس وقت یہہ شادی کرادی تھی - اکبر دہلی مین اسوقت ۱۵ مارچ ۱۵۵۸ء مین داخل ہوا - بیرام خان ابھی تک تمام معاملات کا مختار کار اتالیق اور بادشاہ کا اوستاد تھا اور اسی طرح وہ آیندہ دو سال تک ۱۵۵۸ء اور ۱۵۵۹ء مین بھی رہا - ایک ننھے لڑکے کے لئے یہ آسان کام نہین تھا کہ ایک بڑے سپہ سالار کے اختیار سے جس کا اپنے کاروبار سیکھنے کیلئے وہ شاگرد بنایا گیا ہو یکایک نکل جائے - اور اگرچہ اکبر اون بہت سے کامون کو پسند بھی نہ کرتا تہا جنہین اوسکا اتالیق اوسکے نام سے انجام دیتا تہا تاہم اوسکو اپنے بیچ مین یہ طاقت اور

قوت نہ معلوم ہوتی تہی - کہ وہ اوسکے اختیار کے جوئے کو اپنے گردن سے اوتار کر پہینکدے لیکن ادہر تو اکبر کے رفیقون کو بیرام سے نے تشدد کر کے نکالدیا اودہر بیرام کے کچھ دشمن بلا وجہ پیدا ہو گئے اوٹھون نے بتدریج اپنے بادشاہ کا دل اوسکے وزیر سے پہیر دیا - جو حد سے زیادہ خود مختار ہو گیا تہا جب اکبر کے دل مین رنج کا بیج بو گیا تو اوسکو ہر روز ترقی ہونے لگی بیرام خان نے اسباب کی حقیقت کی طرف غور نہین کیا کہ اوسکے آقا کا مزاج ہر سال مضبوط اور چست ہوتا جاتا ہے اور فطرتی بڑی بڑی قابلیتون کے ساتہہ جو مشیت ایزدی نے اوس کی خلقت مین ودیعت کی ہین دنیاوی معاملات کا تجربہ اور علم بڑہتا جاتا ہے وہ ابھی اوسے وہ ہی لڑکا سمجہتا تہا کہ جسکی تعلیم کے واسطے وہ مقرر ہوا تہا - اور اوس کی فوجون کو لڑاکر فتح حاصل کی تھی - اور اوسکے ملکون کا انتظام کرتا رہا تہا - جب اوس کو اپنے اختیار کے کام مین لانے کے لئے کوئی مزاحمت پیش نہین آئی تو اوسے اپنے ایسے اختیار کو کام مین لانا ضروری ہو گیا تھا - اور اوسسے وہ بڑے زور شور اور بے انتہا تشدد کے ساتہہ خود غرضانہ برابر کام مین لائے چلا گیا -

یہہ تو قاعدہ کی بات ہے کہ ہر ایک نوجوان بادشاہ کے پاس ایسے آدمی ضرور ہوا کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اوسکے اقتدارات شاہی کو عمل مین لاتا ہو تو اوسکے بادشاہ سے چغلیان کھایا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان فلان کام بادشاہ کے خود ہاتہہ سے یا ہمارے ذریعہ سے ہونا چاہئے تھے اور وہ اسطرح نہ ہوئے - ایسے چغلخورون کی چغلیون کے اسباب سے یہان بحث کرنیکی تو ضرورت نہین ہے - کسی نہ کسی وجہ سے جو اکثر

خود غرضی پر مبنی ہوتی ہے اور بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ بے غرضانہ اور محض خیر خواہی کی نیت سے ہو یہ لوگ نوجوان بادشاہ اور سلطنت کے اصلی مالک کو سکھایا کرتے ہین کہ وہ خود اپنے اختیار سے کام کرے اور اپنی سرپرستی مین مخلوق کو لیلے۔ اکبر کے چار دنطرف بھی ایسے لوگون کا مجمع تہا اور بہت سی لوگ ایسے اکٹھے ہو گئے تھے جو بیرام سے ناراض تھی اور اوس سے نقصان اوٹھا چکے تھے اور بادشاہ سے طرح طرح کی مہربانی کے امیدوار تھے۔ مگر بیرام سے اونہین اپنی امیدون مین کامیابی نظر نہ آتی تھی۔ عورتون کی طرف سے بھی بادشاہ کو اسباب مین کچھ تحریک ہو رہی تھی۔ اوس کی دایہ جس نے اوسے مہد سے الی ہذا العہد خدمت کی تھی اور جو آخر کو اوس کے حرم سرا مین بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی بادشاہ کو سکھا رہی تھی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اکبر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیلے۔ اکبر بھی اسکے خلاف نہ تھا اب اوس کی عمر کا اٹھارہوان سال تھا۔ پانی پت کی لڑائی کے وقت سے جس سے کہ اوسے باپ کی وراثت کا ایک حصّہ ہاتھ لگ گیا تھا اب تک چار سال گذر چکے تھے ان چار سال مین اوس کی فطرتی اوصاف نمایان اور مکمل ہو چلے تھے۔ اگرچہ اکبر اپنے وزیر اعظم کی طبیعت کے ظالمانہ میلان اور اوسکے جابرانہ چال چلن کو ناپسند کرتا تھا مگر پھر بھی بیرام کی طرف سے اوسکے دل مین ایسی جگہ تھی کہ جیسے خود بخود ایک نیک مزاج شخص کو اپنے ایسے اوستاد کیطرف ہونا چاہیئے جو لڑکپن سے اسکو تعلیم دیتا رہا ہو۔ تجربہ نے اکبر پر بیرام کی اصلی دلی حالت کو خوب ظاہر کردیا وہ اوسکے چال چلن سے جان گیا تھا کہ اگر بیرام سے مخالفت کیجاے تو پوری پوری

مخالفت کیجائے۔ اور اگر اپنے آپ کو اوس کے قابو سے نکالا جائے تو اسطرح نکالا جائے کہ بیرام کو اپنی کسی طرحکی طاقت آزمائی کا موقع ملنا ہی غیر ممکن ہو جائے۔ وہ جانتا تھا کہ بیرام کے ہاتھہ مین یا تو ہر طرحکا اختیار رہے یا بالکل ہی اوس سے اختیار لیلیا جائے اگر پھر اوسکے ہاتھ مین کچھ اختیار رہا تو ضرر کا ہمیشہ اندیشہ رہیگا۔

سنہ ۱۵۶۰ع کے شروع مین چند واقعات پے در پے ایسے واقع ہوئے کہ جس سے اکبر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ وہ آگرہ سے دھلی کو اس ارادہ سے چلا گیا کہ وہان سے اپنے وزیر کو اس ارادہ سے مطلع کردے۔ بیرام نے بارہا اوس طریق کی نظیر دکھادی تھی کہ جس طریق سے وہ اپنے مخالف یا کسی دشمن امیر سے اپنا پیچھا چھوڑایا کرتا تھا۔ اوسکے پاس اوس کا علاج خنجر تھا یا تلوار۔ مگر چھٹکارے کا یہ علاج تو اس نوجوان بادشاہ کی نیک مزاجی کے بالکل برخلاف تھا۔ بلکہ جہان تک کہ ہم اوس زمانہ کی تحریرات سے اندازہ کرسکتے ہین کسی کی مجال نہ تھی کہ اس قسم کی تجویز کا اشارہ بھی اوسکے سامنے کرسکے۔ جو تدبیر کہ اوس کی مان اور دایہ نے اوسکو بتائی تھی۔ وہ یہ تھی کہ وہ اپنے وزیر سے بعزت و حرمت مکہ معظمہ کی ہجرت کے واسطے اسطرح کھے کہ جس سے اوسے اس کہنے کے شاہی حکم کیطرح تعمیل کرنا پڑے۔

بیرام خان نے علانیہ بارہا یہہ بات کہی تھی کہ مجکو اپنے خاتمہ بخیر ہونے کیلئے ہمیشہ حج کے جانے کی تمنا رہتی ہے جسوقت مجھے اس ملکی معاملات سے سبکدوش ہونے کا موقع ملا تو مین اوسے بطیب خاطر دوسرون کے ہاتھون مین دیکر حج کو چلا

جاؤنگا۔ اسلیئے اکبر نے دہلی مین آتے ہی اس اندیشہ سے کہ کہین کچھ سرکشی اور بغاوت پیدا نہ ہوجائے ایک فرمان جاری کردیا اور اوس مین اشتہار دیدیا کہ مین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیلی ہے میرے احکام کے سوا کوئی شخص دوسرے کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔ اور اسی مضمون کا ایک حکم اپنے وزیر کو بھی بھیجدیا اور اوسی کے ساتھ اوسے مکہ معظمہ کو چلے جانے کے لیئے بھی کہا۔ بیرام اس حکم کے آنے سے پیشتر ہی اکبر کے ارادہ پر مطلع ہوگیا تہا اور آگرہ سے ہندوستان کے مغربی ساحل کی طرف چلدیا تھا۔ اور بظاہر سخت ناراضی اور آمادہ فساد معلوم ہوتا تہا۔ کیونکہ جب وہ بیانہ مین پہونچا تو وہان جو باغی اور سرکش سردار اور امیر قید تھے اونھین چھوڑدیا۔ اسی جگہہ اوسے اکبر کا پیام بھی پہونچا تہا۔ اور یھین سے شہر ناگور واقع راجپوتانہ کو اپنے صرف اون امرا کو ساتھ لیئے ہوئے جو اوسکے رشتہ دار تھے اونکی ہمراہی فوجون سمیت چلدیا تھا۔ جب ناگور مین پھونچ گیا تو اوسنے انھین امیرون مین سے ایک کے ہاتہہ بادشاہ کے اظہار اطاعت کے لیئے تمام علامات امارت نقارہ نشان وغیرہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا۔ اکبر کو اس بات کا کامل اندیشہ تہا کہ بیرام خان پنجاب والون کو اوس کے برخلاف بغاوت پر کھڑا کردیگا اسلیئے وہ فوج لیکر اوسطرف چلدیا تہا جسوقت کہ یہ اسباب امارت بیرام خان کے پاس سے آیا ہے تو اوسوقت اکبر جھجیر کے مقام پر تھا جو روہتک کے ضلع مین اب ایک قصبہ ہے۔ یہ اسباب امارت اوس نے بیرام خان کے ایک پورانے اور رفیق ملازم کو دیدیا جس سے اس زمانہ مین بیرام خان سے

عداوت ہوگئی تھی۔ اور اوسے حکم دیا کہ وہ اپنے قدیمی آقا کے پیچھے پیچھے جائے اور دیکھتا رہے کہ وہ حج کے لئے جہاز مین سوار ہوتا ہے یا نہین بیرام خان کو اکبر کی اس کارروائی پر بڑا غصہ آیا۔ اور بیکانیر کے قریب جاکر اپنے اہل وعیال کو ایک اپنے متبنے کی نگرانی مین سپرد کیا اور علانیہ باغی ہوگیا۔ مگر بادشاہ مغل کے معتبر وزیر کا درجہ اور پایہ کچھہ اور ہی تھا اور اب ایک باغی کی حالت مین وہ بات کہان آ سکتی تھی اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ اوس کی حالت مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا ہے جب دیبالپور مین پہونچا تو اوسے خبر ملی کہ اوسکے متبنے بیٹے نے اوس سے دغا کی اور اوسکے برخلاف اوٹھہ کھڑا ہوا ہے۔ مگر اس ارادہ سے کہ دوآبہ جالندہر مین بغاوت برپا کرے وہ اوس مشہور ومعروف خطہ کی طرف کو راہی ہوا اور صرف یہ ارادہ کیا کہ پنجاب کے صوبہ دار اتکہ خان کی فوج سے اوسکے حدود پر مقابلہ کرے۔ جب لڑائی ہوئی تو بیرام خان کو شکست ہوئی اور تلوارہ کو جو ستلج کے کنارہ لودہیانہ سے تیس میل مغرب کو ہے بھاگنا پڑا۔ اکبر جو اوسکے سراغ مین ہی جارہا تھا۔ جب کہ اوسکے سردار نے بیرام سے مقابلہ کرکے اوسے شکست دی تو اکبر اپنے اتالیق کے تعاقب مین چلا۔ اور ایسا تنگ پکڑا کہ بیرام خان کو بجز اکبر کی اطاعت اور مہربانی کی درخواست کرنے کے کوئی چارہ نہ رہا۔ اسپر اکبر نے اوس کی پچھلی خدمات شایستہ کو یاد کرکے اوسکے قصورون کو معاف کیا۔ اور اوسے بہت سا روپیہ دیکر مکہ معظمہ کی طرف جانے کی اجازت دیدی۔ بیرام گجرات تک تو بسلامت پہونچ گیا۔ اور وہان کے صوبہ دار نے اوس کی بڑی خاطر وتواضع

کی - اور بیرام ہندوستان سے رخصت ہونیکی تیاریان کرنے لگا۔ کہ اوسکو یکایک ایک سوہانی افغان نے مارڈالا۔ جس کا باپ پچھے واڑہ کی لڑائی مین بیرام کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ اس اثنا رمین اکبر پنجاب سے ۹ نومبر ۱۵۶۰ء کو دہلی لوٹ آیا تھا۔ یہان وہ کچھ روز رہا پھر آگرہ کو اون تجاویز کے عملدرآمد کے لئے روانہ ہوا جو اوس نے کشورکشائی اور اتحاد و اتفاق اور متفرق صوبون کو متحد المقصد بناکر ایک بڑی شاہنشاہی قایم کرنے کے لئے سوچی تھین فی الواقع اوس کی سلطنت جس سے ہمارا مقصد وزیر کے بلا شرکت حکومت کرنے سے ہے اسی وقت سے شروع ہوئی۔ کیونکہ اب تک اوس کا وزیر خودمختارانہ حکومت کرتا تھا۔ مگر آئندہ اوس کا اتالیق جو سلطنت کا مالک سا ہو رہا تھا چلا گیا۔ اور ملک کا نفع نقصان اب بالکل اکبر کی دانائی اور ہوشیاری پر منحصر ہو گیا۔



باب یازدہم

اکبر کی سلطنت کے حالات

اس وقت جب کہ اکبر کی ذاتی حکومت شروع ہوئی اور جب کہ اوسکے جلوس کا چھٹا سال تہا جسکی ابتدا پانی پت کی لڑائی سے شمار کیجاتی ہے تو ہندوستان کی یہ حالت ہورہی تھی کہ پنجاب اور اوس خطہ پر جسے ہم ممالک مغربی شمالی کہتے ہین اکبر کی حکومت تھی۔ اور مغرب مین گوالیار اور اجمیر تک اور مشرق مین لکھنؤ اور اودہ کا باقی حصہ الہ آباد اور جونپور تک سب اوسی کے قبضہ مین تہا۔ بنارس چنار اور صوبجات بنگال و بہار ابھی تک خاندان سور کے سردارون یا دوسرے افغان رئیسونکے ہاتھ مین تھے۔ تمام جنوبی ہندوستان اور مغربی ہند کا بڑا حصہ اون ممالک سے باہر تہا جہان اوس کی حکومت مانی جاتی تھی۔

اس مین شک نہین کہ بیرام خان کی پانچ برس کی اتالیقی کے زمانہ مین اکبر نے اس بحث پر دل مین نہایت غور کر لیا تہا۔ کہ ممالک ہندوستان مین کس طرح اور کس انداز کی حکمرانی کیجائے جس سے یہان کی رعایا اور سردارون کے دل ایک بادشاہ کے ہتیارون کی حمایت مین ملکر ایک ہوجائین۔ اور اپنی یکدلی کے باعث بادشاہ کو اپنا قومی بادشاہ تصور کرنے لگین۔ اس سوال کے حل کرنے مین بڑی بڑی مشکلات کا سامنا تہا۔ مسلمان بادشاہون نے جو یہان چارسو برس حکومت کی تھی۔ اور اونہون نے کبھی

اس بات کی کوشش نہ کی تھی۔ کہ اس جزیرہ نما کے باشندون کو جو مختلف اقوام سے آباد ہے
باہمی اتحاد مقاصد کے بندہن سے باندہ دین اور ہر ایک ایسے اصول پر حکومت کرتا تھا
کہ جس سے چند روزہ برتری حاصل ہو جاتی ہے اور ہر ایک اوس وقت گرجاتا تھا کہ جب کوئی
زبردست سامنے سے آجاتا تھا تو اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوگیا تہا کہ متواتر خاندان
شاہی جو یکے بعد دیگرے ہوتے رہے ہین اور جو خاندان شاہی اسوقت موجود ہے
وہ سب چند روز کے واسطے ہوتے ہین۔ بلکہ اس سے یہ بھی ہوا تہا کہ تمام ملک مین بنگالہ
سے گجرات تک کتنے ہی دعویداران سلطنت اور اون خاندان ہائے شاہی کی نسل
والے جابجا پھیل گئے تھے کہ جنھون نے ہندوستان مین کبھی بادشاہی کی تھی اور
اون مین سے ہر ایک یہ ہی خیال کرتا تہا کہ یہ مغلون نے جو بڑی حکومت حاصل کر لی
ہے صرف چند روزہ ہے جب کبھی اقبال نے پلٹا کھایا تو کوئی یا تو ہم مین سے یا باہر سے
آکر اسے چھین لیگا۔ اور اون کی اس چند روزہ حکمرانی کے خیال کو اس سے اور بھی تقویت
ہوتی تہی کہ ہمایون کو بآسانی اونکے بعد مین ہی شکست ہو چکی تھی اور اوس کی حکومت
برباد ہو گئی تھی۔ جب اوسے قنوج مین شکست ہوئی تھی تو اوسنے ہندوستان کو ایسے
چھوڑا تہا کہ تیرہ برس کی مغلیہ حکومت کے یہان کوئی آثار باقی نہین رہے تھے۔ اور ایک
تنکا بھی اوس کی جڑ کا کسی زمین مین لگا نہین رہا تہا۔

یہ سچی سچی باتین تھین جنھین اکبر نے دل مین جما لیا تہا۔ اب اوسکے ذہن مین یہہ
مسئلہ باقی تھا کہ وہ کونسے کام کرے جس سے یہان کی رعایا اور سرداروں کے

دلون سے یہ باتین محو ہو جائین۔ اور کس طرح پر کشور کشائی کرے کہ متفرق ملکون کو باہم ملا جلا دے۔ اور ممالک مفتوحہ مین کونسے اصول جاری کرے کہ جو ہر قسم کے درجہ والے سردار ان ملک سے لیکر ایک دیہاتی گنوار تک کے دلکو مرغوب ہون اور جس سے وہ سب یکدل ہو کر اپنے باپ کی طرح اوسے اپنا حامی و مربی سمجھین۔ جو مضرات اور مصائب سے اون کی حفاظت کرنے کے لئے نہایت ضروری چیز تھی اور جو قدیمی حقوق اور استحقاق اونکے چلے آتے تھے اونکے جاری رکھنے کا اوس سے اونھین یقین ہوتا تھا۔ اور گو کسی قوم و ملت اور کسی مذہب کا آدمی ہو ہر ایک لیاقت کی قدر دانی کی اوس سے اُمید ہو سکتی تھی۔ اور یہہ بھی اوس کے دل مین تھا کہ کیسے سب کو اپنے قابو اور اختیار مین رکھے جس سے ایک ہی سے قوانین ایک ہی سے عدالتی حقوق سائر کافۃ الناس کے لئے قایم کر سکے یہ سب باتین اکبر کے دل مین آئین اور یہی اوسکے اصول ہو گئے متعصب مسلمان مورخ اوس پر یہ الزام لگاتے ہین اور اوس کی زندگی مین بھی اوس پر یہ تہمت لگائی تھی کہ اوس نے الوہیت کی صفات اپنے سے منسوب کی تھین۔ بیشک یہ ٹھیک ہے۔ مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایسے زمانہ مین اور ایسے ملک مین کہ جس مین جس کی لاٹھی اوسکی بھینس ہو رہی تھی بعینہ اوسی طرح جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اوترے اور قدرت و عظمت کے لحاظ سے خلیفۃ اللہ فی الارض کا مصداق بن سکے وہ دنیا مین آیا اور اپنی طرز و انداز کو ایسا بنایا کہ جس سے ہندوستان کے باشندون مین اتفاق و اتحاد کا بیج بوئے اور تمام مذہبون کو آزادی بخشنے۔ اور انصاف اور ترحم کے قوانین جاری کرے اور سب کو

ایک ہی سے حقوق عطا فرمائے -

اوس کا سب سے پہلا مقصد تو یہ تہا کہ ہندوستان کو ایک ہی عصاے شاہی کے نیچے لے آئے اور اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اون قومونکو جسکو وہ اپنے احاطہ اقتدار کے اندر لانا چاہتا تھا اپنے احسانات کی رسی مین باندہ لے - مین اوسکے نظام کو کامل تشریح کے ساتھ بیان کرنے کے لئے مناسب سمجھتا ہون کہ اس مضمون کی دو صورتین کردیجائین - واقعاتی و اخلاقی - اس واقعاتی باب مین مین اوسکے اون متواتر کوششون کا بیان کرونگا کہ جن سے وہ اُن چند ریاستون کو جن پر ہندوستان اوس وقت منقسم ہو رہا تہا اپنی حکومت مین لے آیا اور اون مین ایک ہی قانون جاری کردیا - اور دوسرے باب مین جو اوس سے بیان کیا جائیگا خاصکر یہ دکھاؤن گا کہ اخلاقی نتایج اوس سے کیا کیا پیدا ہوئے -

ایسی کتاب مین جیسے کہ ہم لکھ رہے ہین یہ تو بہت ہی مشکل ہے کہ اکبر کے تمام فتوحات ہند کو بالتفصیل بیان کردیا جائے - اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ اپنی ذاتی حکومت کے اوّل سال مین جو اوس کی تخت نشینی کا چھٹا سال تہا اوسنے مالوہ کو پھر ممالک محروسہ مین شامل کرلیا - اسکے کچھ عرصہ بعد اسی سال ایک افغان سردار نے جو چنار اور اوس ملک کا حاکم تہا جو دریائے کرم ناسا کے مشرق مین ہے جونپور پر حملہ کرنیکی کوشش کی - مگر اکبر کے سردارون نے اوسے پیچھے ہٹا دیا - اور اکبر خود بھی براہ کالپی جمنا کو اوترا اور کرہ تک چلا گیا جو الہ آباد سے قریب ہے گنگا کے دہنے کنارہ پر ہے یہان پر

اوسکے وہ سرداراوس کی خدمت مین آکر حاضر ہو گئے جو جونپور کی حفاظت پر مقرر تھے۔

بعدازان وہ آگرہ کو چلا آیا۔ اس سال کے اخیر پر میرتہ کا جو جودہپور کی ریاست مین ایک شہر ہے محاصرہ کیا گیا۔ یہ شہر اوسوقت بڑا عمدہ مقام سمجھا جاتا تھا۔ اور اجمیر سے اُگے ۷۶ میل شہر جودہپور سے شمال مشرق کو بستا تھا۔ یہ حملہ اکبر نے اجمیر سے جہان وہ ان دنون مین رہتا تھا خود کیا تھا۔ مگر حملہ کا تمام کام اپنے سردارون کو سپرد کردیا تھا۔ راجپوت قلعہ والون نے اس مقام پر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن دوسرے سال کے موسم بہار مین اس شرط پر قلعہ دیدیا کہ قلعہ والے گھوڑے اور ہتیار لیکر نکل جائین۔ لیکن اپنا تمام مال واسباب وہین چھوڑ جائین۔

اسی سال (۱۵۶۲ء) مین جب کہ میرتہ ہاتہ آیا ہے اکبر کے سردار کچھ مغرب کو بڑہے اور شہر بیجاگرہ اور برہانپور کو جو دریائے تاپتی کے کنارہ ہے لے لیا۔ مگر اس فائدہ کے بعد ایک بڑی مصیبت نازل ہوئی کیونکہ ان شہرونکے حاکم اور والی سابق مالوہ سب مل گئے اور اس ملک کے زمیندار بھی جو مدت سے اونکی حکومت کے عادی ہو گئے تھے انکے ساتھ شریک ہو گئے اور بڑے جوش کے ساتھ لشکر شاہی پر حملہ کیا جس سے ان لوگون کو جو برہانپور کی لوٹ سے لدے ہوئے تھے کامل شکست ہوگئی اسوقت تو مالوہ جاتا رہا۔ مگر ایک سال بھی پورا نہ گذرا تھا کہ مغلیہ سردارون نے جنھین خوب امداد پہنچ گئی تھی پھر اوسے لے لیا۔ یہ افغان سردار جو پہلے مالوہ کا حاکم تھا کچھ دنون تو ادہر اودہر پھرتا رہا۔ مگر قسمت کی گردشون سے مجبور ہوکر اکبر کے قدمون پر آپڑا۔ اکبر نے اوسے اس وقت تو ایک

ہزاری کر دیا۔ مگر کچھ دنون بعد اوسے دوہزاری کا منصب عنایت فرمادیا۔ اور آخر کو وہ اپنے نئے بادشاہ کی ملازمت مین ہی مرگیا۔ ناظرین اس بات کو ضرور خیال کرلین گے کہ اکبر کا اپنے دشمنون کو اپنا بندۂ احسان بنانے کا قاعدہ کیسا عمدہ تہا۔ وہ اون کو مراتب اور درجہ عنایت کرتا۔ اور اون کی تکالیف اور ضروریات پر بڑی توجہ کرتا۔ اور مایوس کرکے اونہین کہین اودہر اودہر بے سروپا پھرنے نہ دیتا۔ اور اس قاعدہ پر ہمیشہ عمل کرتا تہا۔ اوس کا منشا یہ تہا کہ سب کو ملا جلا کر ایک کردے۔ اس لئے وہ اپنے مغلوبون کے ساتہہ ہمیشہ کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش آتا تہا۔ وہ اون کی قوت کو اپنی قوت بنا لیتا۔ یہ نکرتا کہ وہ اوسکے احاطہ اقتدار سے باہر نکل جائین۔ جو لوگ کہ اوس کی مخالفت پر آمادہ ہوتے اونھین پہلے تو یہ ثابت کر دیتا کہ اگر اکبر کو فتح حاصل ہوئے یا کسی نے اوس کی اطاعت کرلی تو کسی طرح پر اوس مطیع ومنقاد شخص کی عزت وحرمت مین فرق نہ آئیگا۔ بلکہ آخر کو اوس کا مرتبہ زیادہ ہو جائیگا۔ اوس کے اس اصول کا بیان بہ تشریح تمام ہم اوسوقت لکھین گے جب کہ راجپوتانہ کے راجاؤن کے ساتھ اوس کے سلوک کا تذکرہ کرینگے۔

(اس کے بعد ایک ایسا واقعہ ہوا کہ جس سے اکبر کے ۸ شہ جلوسی کے موسم بھار پر غم کا ابر چھا گیا۔ مین اس بات کا اوپر کچھ اشارہ کر آیا ہون کہ اکبر ایک عورت کا جو اسکے بچپن مین دایہ رہی تھی اور ایام طفولیت مین اوس نے اوس کی خدمت کی تھی کیسا پاس ولحاظ کرتا اور اوس سے محبت رکھتا تھا جو سلوک کہ اکبر نے بیرام خان کیساتھ کیا تھا اس کا بہت بڑا حصہ اسی بی بی کی صلاح ومشورہ کا نتیجہ تہا۔ شاہی محلات مین اوسکی

بہت بڑی تنخواہ تھی - اور اکبر نے اوس کی بیٹون کے لئے اچھی معاش مقرر کر رکھی تھی - مگر اسکے بڑے بیٹے نے بعض ایسے لوگون کی ترقی کے رشک وحسد سے مشتعل ہو کر جن کو وہ اپنے برابر یا اپنے سے کمتر سمجہتا تہا اور نیز بعض اپنے ہم خصلت لوگون نکے بھکانے اور اوبھارنے سے وزیر اعظم کو جب کہ وہ اپنے سرکاری دفتر مین بیٹھا ہوا تہا قتل کر ڈالا - اور اکبر کے اون عنایتون کے خیال سے جو اوس کے خاندان کے اور نیز خاص اوسکے ساتھ ہمیشہ کیا کرتا تہا حرم شاہی کے دروازہ پر آکر کھڑا ہو گیا - لیکن ایسی آدمی کے ساتھ اور ایسے جرم کے مقابلہ مین اکبر کو کبھی رحم نہین آتا تہا قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے اور اوسکی نعش فصیل سے نیچے خندق مین پھینک دی گئی جب یہ حال اون لوگون نے سُنا جنھون نے اسکو قتل کے لئے بھڑکایا تہا تو وہ جمنا پار بھاگ گئے - لیکن وہ پکڑے گئے اور آگرہ کو لائے گئے اور آخر کو اونھین اکبر نے معاف کر دیا - مگر اس بڑے مجرم کی مان اپنے بیٹے کے غم مین چالیس روز کے بعد مر گئی -

کچھ عرصہ ہوا تہا کہ پنجاب کے ایک حصہ سے اکبر کو بڑا اندیشہ ہو رہا تہا گکھرون نے جو ہمیشہ ایک سرکش قوم مشہور چلی آتی ہے اور جس کے سردارون نے مغلیہ بادشاہون کی حکومت کو کبھی خوش دلی سے تسلیم نہین کیا تہا اکبر کے اون احکام سے سرتابی کی تھی جو اوس نے اونکے علاقہ کی نسبت جاری کئے تھے - اور اونھون نے اوس حاکم کی اطاعت سے انکار کیا تہا جسے اکبر نے وہان حاکم کرکے بہیجا تہا - یہ گکھر قوم اوسی جگہ رہتی تھی جہان اون کی اولاد اب تک بستی ہے اور پنجاب مین اون کی سکونت کا مقام دہ تہا جو حال

کے زمانہ مین ضلع راولپنڈی کا شمالی اور مشرقی حصہ ہے۔ اکبر نے اپنے حکم کی تعمیل کرانے کے لئے کچھ فوج بہیجی اس فوج نے جاکر ایک سخت لڑائی کے بعد وہان کا انتظام کردیا۔ گکھرون کا سردار گرفتار ہوگیا اور قید مین ہی مرگیا۔

اکبر نے اسی طرح وہ ہنگامہ اور فساد فرو کردئے جو کابل مین برپا ہوگئے تھے اور نیز بڑی مستعدی سے اوس سازش کو بھی رفع کیا جو ہمایون کے بڑے پیارے ابوالمعالی نے کی تھی۔ اسنے پہلے بھی کئی مرتبہ جھگڑے اوٹہائے تھے۔ مگر اکبر نے اونہین فرو کرکر دیا تہا۔ لیکن اب وہ مکہ معظمہ کے حج سے شیخی مین بھرا اور پھولا ہوا آیا تہا۔ ایک اور سردار اوسے ملگیا جو اکبر سے کچھ ناراض تہا ان دونون نے ملکر نارنول کے قریب شاہی فوج پر حملہ کیا اور اوسے برباد کردیا۔ اکبر نے ابوالمعالی کے تعاقب مین فوج بہیجی۔ وہ ڈرکر کابل کو بہاگ گیا۔ اور وہان سے اکبر کو معافی قصور کی عرضیان بہیجین آخر کار دوسرے سال کے شروع مین ابوالمعالی بدخشان مین پکڑا گیا۔ اور گلا گھونٹ کر قتل کردیا گیا۔

سنہ ۱۵۶۴ع کے موسم بہار تک اکبر اپنی اون تجویزون کو قوۃ سے فعل مین نہین لایا تہا جو اوسنے الہ آباد کے مشرق مین مغلیہ حکومت کی توسیع کے لیے سوچی تھین چنار اوسوقت ان ممالک کے فتوحات کے لئے بمنزلہ کلید کے سمجھا جاتا تہا۔ اور خاندان عدلی کے ایک غلام کے قبضہ مین تہا۔ اکبر کے ایک سپہ سالار نے اسکو ایک دہمکی دی جس سے اوسنے مخوف ہوکر بادشاہ کو قلعہ حوالہ کرنے کے لئے عرضی بہیجی۔ اکبر نے

اپنے دو سردار اوس قلعہ پر قبضہ کے واسطے روانہ کئے۔ اور اونھون نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔
چنار کے قبضہ سے نرسنگ پور کو بھی راستہ کھل گیا۔ جو ایک رانی کی حکومت مین تہا اور جس نے
اپنا صدر چوراگرہ کے قلعہ کو بنا رکہا تہا۔ اس رانی پر بھی مغلون کے سردار جا پہونچے اور اوسے
میدان کی لڑائی مین شکست دی۔ اور نرسنگھ پور اور ملک کا وہ حصہ جسے اب ضلع ہوشنگ آباد
کھتے ہین ممالک محروسہ مین داخل کرلیا۔ اسی سال کے موسم گرما مین اکبر شکار کے بہانہ سے
اضلاع ممالک وسطی کی طرف روانہ ہوا۔ یہان اوسے برسات کا موسم آگیا اور بڑی دقتون
سے نہایت بھرے ہوئے ندی نالون سے گذر کر نرور مین پہونچا۔ جو اس زمانہ مین بڑا
آباد مقام تہا اور بیس میل کے محیط مین بستا تہا۔ کچھ روز تک تو وہ اس شہر کے گرد و نواح
مین شکار کہیلتا رہا۔ پھر اوس نے مالوہ کو کوچ کردیا۔ اور راوا اور سارنگ پور مین ہوکر مانڈو کے
مشہور و معروف مقام کو گیا جو مئو سے ۲۶ میل جنوب مغرب کو ہے۔ مانڈو کا صوبہ دار ہم
اذبک قوم کا امیر تہا اور جسے اکبر نے وہان مقرر کیا تہا اس اندیشہ سے کہ اوس نے
بادشاہ سے ناراضی کے کچھ کام کئے تھے اور گو کہ اکبر نے اوسے اطمینان دلانے کے
لئے آدمی بہیجدیئے تھے مگر اون کا اوسے یقین نہ آیا اکبر کے قریب آنے پر اس شہر سے
بہاگ گیا اور اوسکی فوج سے میدان مین مقابلہ کو موجود ہوا۔ اکبر نے اوس کی تنبیہہ کو فوج
بہیجی۔ جس نے اوس کا تعاقب کرکے حدود گجرات تک بہگا دیا۔ اوسکے گھوڑے
ہاتی اور اہل و عیال کو چہین لیا

مانڈو مین اکبر کی جو آؤ بہگت ہوئی وہ قابل اطمینان تہی۔ قرب و جوار کے زمیندار

اپنے اظہار اطاعت کے لئے اوس کی خدمت مین حاضر ہوئے اور خاندیس کے بادشاہ نے بھی اس قدر دور سے اپنا ایلچی بہیجکر اوسے سلام کہلا بہیجا۔ اکبر نے اس ایلچی کی بڑی عزت اور خاطر داری کی۔ اوس زمانہ کی ایک خاص رسم ورواج کے اظہار کر دینے کے لئے یہ بیان کرنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب اکبر نے ایلچی کو بغرض وداع اپنے دربار مین بولایا تو اوسنے ایک فرمان بادشاہ خاندیس کے نام اوسکے حوالہ کیا جس مین لکھا تھا کہ وہ اپنے دخترون مین سے کسی ایسی لڑکی کو اکبر کے پاس بہیجے جو اوس کی خدمت کے لایق ہو۔ ہندوستانی مورخ لکھتے ہین کہ جب مبارک شاہ والی خاندیس نے اس عنایت آمیز پیغام کو سُنا تو وہ نہایت خوش ہوا۔ اور اوسنے اپنا مایہ افتخار سمجھکر اپنی بیٹی کو مناسب سازوسامان اور جہیز کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کردیا۔ پھر تھوڑے روز اکبر ماندو مین رہکر براہ اجین۔ سارنگ پور سیپری و نرور گوالیار آگرہ لوٹ گیا۔ اسکے بعد موسم سرما کا اکثر حصہ اکبر نے اضلاع گوالیار کے سیر و شکار مین گذارا۔

(مغرب کے بہت ہی کم ایسے سیاح ہندوستان کو آئے جو اوس سنگ سرخ سے بنے ہوئے قلعہ کو دیکھکر متعجب نہ ہوئے ہون جو آگرہ مین ایک نہایت قابل دید عمارت ہے۔ اکبر کی تخت نشینی کے وقت آگرہ مین صرف ایک خشتی گڈہے بدنما سے بنے ہوئے تھے اور وہ بھی کھنگی کے باعث ویرانی وتباہی کے کنارہ آ لگے تھے۔ اکبر نے کچھ عرصہ سے یہ ارادہ کیا تھا کہ اوس مقام

پر ایک ایسا قلعہ بنائے جو شاہنشاہ ہند کی شان کے لایق ہو۔ اب وہ ۱۵۶۵ء کے موسم بہار مین اس کی طرف متوجہ ہوا اور اوس کا نقشہ تجویز کرکے تعمیر کے لئے ضروری احکام جاری کردے۔ اور ایک شخص قاسم خان کو اوس کا مہتمم مقرر کیا جسے اکبر نے سہ ہزاری کا منصب عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کی تعمیر متواتر آٹھ برس تک جاری رہی۔ اور پنتیس ۳۵ لاکھ روپیہ اوس کی لاگت مین خرچ ہوئے حسب مذکورۂ بالا وہ سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اور اوس کے پتھرون کی جوڑ بڑی خوبی سے ملائے گئے ہین اور آہنی حلقون سے جو اون پتھرون کے اندر ہوکر گذرتے ہین اونھین مضبوط کرکے ایک دوسرے سے جکڑ دیا گیا ہے اور اس کی بنیاد ہر مقام پر اس قدر گہری ہے کہ پانی نکلنے کی حد تک پہونچی ہے۔

اس سال کے اخیر پر بھی ایک واقعہ ایسا واقع ہوا کہ جس سے ناگہانی ضرورتون کے وقت اکبر کو اپنی ہمت و استقلال اور مستعدی کے دکھانے کا موقع ہاتھ آیا۔ مین اوپر لکھ آیا ہون کہ اکبر کے مانڈو جانے کے وقت وہان کا صوبہ دار جو ازبک قوم کے امیرون مین سے تھا کیسے بھاگ گیا تھا اور بغاوت پر آمادہ ہوگیا تھا۔ اور اکبر نے اوسکے تعاقب مین فوج بھیجی تھی اور اوسے سزا دی تھی۔ اکبر نے جو اس باغی سی سختی کی تھی اگرچہ وہ بلاوجہ نہ تھی مگر دربار اکبری اور فوج کے امرائے ازبکیہ مین یہ خیال پھیل گیا کہ بادشاہ اس قوم کے لوگون سے ناراض ہے۔ اس لئے تین چار امیر متفق ہوگئے کہ اکبر کو اوس کی بدگمانی کا سبق پڑھا دین۔ موسم خزان مین یہ بغاوت جونپور

کے مقام پر پیدا ہوئی - کیونکہ یہان کے صوبہ دار کو ازبکون نے اپنے ساتھ ملالیا تہا اکبر اس وقت نرور کے پاس ہاتہیون کی لڑائی مین مصروف تہا کہ اوسے یکایک خبر پہونچی -

اکبر نے اوسی وقت اپنے لایق لایق امیرون کو جو فوج اوسوقت میسر آئی اونھین دیکر اون عہدہ دارون کی تائید کے لئے بہیجا جو بغاوت کے مقام پر اوس کی وفاداری مین ثابت قدم رہے تھے - اور خود بھی وہان جانے کے لئے فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا - پہر دس روز بعد اوسنے خود بھی کوچ کر دیا - جب قنوج مین پہونچا تو ان باغی سردارون مین سے ایک شخص اوس کا مطیع ہو گیا چونکہ بارش کی کثرت سے دریا نہایت بھرا ہوا تہا اس لئے یہان دس روز قیام کیا کہ پانی کم ہوجاوے تو آگے بڑہے - یہان اوسے معلوم ہوا کہ ان باغیون کا سرغنہ لکھنؤ کی طرف چلا ہے تو اوس نے نہایت پھرتی سے چند چیدہ چیدہ آدمیون کے ساتہہ اوس کا تعاقب کیا اور چوبیس گھنٹے کے متواتر سفر کے بعد دوسرے روز صبح کو اوس شہر کے سامنے نمودار ہوا - جب باغیون نے دیکھا کہ بادشاہ قریب آگیا تو وہ اس تیزی سے بہاگے کہ بادشاہی گھوڑے اور ہمراہی اس لمبے سفر سے بالکل درماندہ ہو گئے اور تعاقب نہ کرسکے - جس سے یہ باغی سردار بڑی تیزی سے جونپور پر جا پہیلا - اور اپنے رفیقون سے ملکر اور اونہین ساتہہ لیکر اوس مقام سے چلدیا - اور گھاگرا سے نرہن کے پاس عبور کرکے قیام کیا جو چھپرا سے ۱۴ میل شمال مغرب کو ہے اور وہان سے اپنے وکیل بادشاہ بنگالہ کے پاس بہیجے اور اوسے

بمنت وسماجت تمام مدد مانگی۔

اسی عرصہ مین کچھ بادشاہی فوج وہان پہونچ گئی۔ جس کا سردار یہ چاہتا تھا کہ بلا کشت وخون یہہ قضیہ فیصل ہوجائے اودہر ایک اور شاہی فوج راجپوتانہ سے روانہ ہوئی جس کا سردار نہایت آتشی مزاج اور جنگجو تہا۔ اس صلح جو سردار نے پیغام سلام شروع کئے اور قریب قریب ختم ہی ہو چکے تھے کہ دوسرا جنگ جو سردار آپہونچا۔ اور اوسنے ان پیغامات کو فریب آمیز کھکر لڑائی پر اصرار کیا۔ جب لڑائی ہوئی تو بادشاہی فوج کو شکست ہوئی اور بہاگ کر شیر گڈہ مین دوسرے روز قیام کیا کہ منتشر آدمیون کو اکٹھا کرے۔

قبل اس سے یہ لڑائی ہو اکبر صلح کو منظور کر چکا تھا اور جب اوس نے باغیون کے اپنی لشکر پر فتح کا ماجرا سنا تب بھی وہ اس اپنے ارادہ سے نہ پھرا اور کہا کہ مین نے اون کے قصورون کو معاف کیا اور اپنے امیرون کو ہدایت کی کہ وہ دربار کو لوٹ آئین اور خود چنار کو گیا۔ اس غرض سے کہ وہان کے قلعہ کی مضبوطی کی تجویز کرے اور مرزا پور کے جنگل مین ہاتھیون کا شکار کھیلے اور اس بات کا منتظر رہے کہ باغی جن کا قصور معاف کرکے اوس نے اونکے ہتیار اونہین کے پاس چھوڑ دئے تھے آیندہ کیا کارروائی کرتے ہین یہ بات ایسی ہے کہ جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ باغی اپنے فتح کے جوش مین پھولے ہوئے تھے۔ وہ لوگ پھر از سر نو بغاوت پر آمادہ ہوگئے مگر اکبر نے اپنی فوج سے اس دانائی اور ہوشیاری سے کام لیا کہ باغیون کو مطیع ہونا پڑا اور اون پر پھر اوسنے عنایت کرکے اپنا کر لیا اسی سال مین بادشاہی سردارون نے

رہتاس کا قلعہ لے لیا جو بہار مین ہے اور بادشاہ نے والی اوڑیسہ کے پاس جو ایلچی بہیجے تھے وہ بھی وہان سے بڑا بہاری پیش کش لیکر آئے۔

۹۶۶ھ کے موسم بہار مین پھر اکبر آگرہ کو لوٹ آیا۔ ہندوستانی مورخ لکھتے ہین کہ ان امن چین کے ایام مین بادشاہ کو شام کے وقت چوگان بازی کا بڑا شوق تھا۔ چوگان بازی وہی کھیل ہے جسے حال کے زمانہ مین پولو کہتے ہین اور جس کا رواج یورپ مین ہندوستان سے ہی جا کر پہیلا ہے مگر اکبر نے اوسی طرح پر جیسے کہ یہہ کھیل آجکل تمام روے زمین پر دن مین کہیلا جاتا ہے اون اندہیری راتون مین بھی کھیلنے کا طریق ایجاد کیا تہا جس کا اندہیرا ہندوستان مین دن کی روشنی پر یکایک آپڑا کرتا ہے۔ اس مطلب کے لئے اوسنے پلاس کی لکڑی کے گیندین بنوائی تہین اور اونھین روشن کرا دیا کرتا تہا۔ یہ لکڑی بہت ہلکی ہوتی ہے اور بہت دیر تک جلتی رہا کرتی ہے۔ اوسے یقین تہا کہ اپنے زمانہ مین وہ چوگان بازی کا بڑا شوقین اور اچھا کہیلنے والا ہے۔

اکبر اسی کہیل تماشے مین مصروف تہا کہ اوسے کابل اور لاہور سے بغاوت کی خبر آئی۔ اس وقت یہ سال قریب الختم تہا کہ سنتے ہی اکبر نے نہایت تیزی سے ستلج کیطرف کو کوچ کر دیا۔ اور دہلی کو دس روز مین پہونچ گیا۔ اور پھر وہان سے سرہند کو روانہ ہوا۔ اور وہان سے خوشی خوشی لاہور جا داخل ہوا۔ یہان سے اوسنے اپنے سالاران سپاہ کو بہیجا۔ کہ باغیون کو اٹک پار بہگا دین۔ چنانچہ وہ گئے اور اپنے مقصد مین کامیاب ہو کر آگئے۔ اور اسی عرصہ مین کابل کے فسادات بھی مٹ گئے مگر جب بادشاہ شمال مغرب

مین اس قدر دور چلا گیا تو اوسکے شرقی حکومت کا پلہ ہلکا ہوگیا اور جونپور مین بغاوت اوٹھہ کھڑی ہوئی - یہہ ظاہر ہے کہ اسوقت تک یعنی ۱۵۶۶ء کے اخر تک اکبر نے کامیابی کے ساتھ اس اہم مسئلہ کے حل کو نہین ٹٹول پایا تہا کہ ہندوستان مین بالاستقلال پائدار حکومت کیسی قایم کرے - اب اگر پانی پت کی لڑائی سے شمار کرین تو اوس کی حکومت کا گیارہوان سال تمام ہونے کو تہا - اوس پر بھی اس ملک کی سرزمین مین اوس کی حکومت کی جڑ نے بہت ہی کم ریشے نکالے تھے - اور یہہ یقینی امر تہا کہ اگر ناگہانی اوسے کسی طرح موت آجاتی تو اوسکے بعد تخت نشینی کا فیصلہ تلوار سے ہی ہوتا - ۱۵۶۷ء کے شروع مین وہ شکار اور اسی قسم کے کھیل تماشون کی خوشیون مین لاہور مین مصروف تہا - کہ اوسے خبر پہونچی ازبک امیرون نے جن کے اوس نے قصور معاف کر دیئے تھے بادشاہ کی عدم موجودگی کے باعث بغاوت برپا کی ہے اسلیئے اوسنے لاہور سے ۲۲ مارچ کو کوچ کر دیا اور آگرہ کو روانہ ہوگیا - جب وہ تہانیسر علاقہ سرہند مین پہونچا تو یہان اوس نے بڑا عجیب وغریب تماشا دیکھا - ہندو پوجاریون کے دو گروہ جوگی اور سنیاسے اوس چڑہاوے کے لینے کے واسطے لڑ رہے تھے جو کچھ پرہیزگار جاتری مندر مین اسباب طلائی وجواہرات وغیرہ سامان چڑہانے کو لائے تھے - اوس کی حکومت کے عدم استقلال کی ایک اور علامت دہلی مین ظاہر ہوئی ایک شاہی قیدی وہانکے صوبہ دار کو دہوکا دیکر اوس کی نگرانی مین سے بہاگ گیا - تہا - اور جب صوبہ دار نے دیکھا کہ بادشاہ مجھپر خفا ہوگا تو شہر چھوڑ کر چلدیا اور بغاوت

پر آمادہ ہوگیا۔

پھر وہ جب آگرہ مین بھی پہونچا تو بھی کوئی اچھی خبرین اوسے نہ ملین۔ قنوج کے گرد و نواح مین تمام ملک بغاوت پر آمادہ تہا اور یہ بھی صریحاً معلوم ہوتا تہا کہ اوس کی اکثر امیر قابل اعتبار نہین ہین۔ اس آفت کے دفع کے واسطے وہ بہوجپور کو چلا۔ جو راے بریلی کی ضلع مین ہے پھر وہان سے وہ راے بریلی کو گیا۔ وہان اوسے معلوم ہوا کہ باغی لوگ کالپی کی طرف جانے کے لئے گنگا سے پار اوتر گئے۔ اسوقت ابھی بارش ہوئی تھی اور ملک ندی نالون سے بھرا ہوا تہا۔ مگر اکبر نے لڑائی کے واسطے اپنی بڑی فوج کڑہ کو بہیجدی۔ اور اپنے چیدہ چیدہ آدمیون کو لیکر خود مانک پور کو کوچ کیا۔ جو پرتاب گڈہ اور الہ آباد کے راستہ کی وسط مین واقع ہے یہان وہ دریا سے ہاتی پر سوار ہوکر گذرا اور نہایت تیزی سے چلکر باغیون کو موضع مانک پور مین جا پکڑا اور کامل شکست دی اس لڑائی مین باغیونکے بڑے بڑے افسر مارے گئے اور رہے سہے بعد مین فنا ہوگئے۔ پھر اکبر میدان جنگ سے سیدہا الہ آباد کو گیا جو ابھی اپنے قدیمی نام پر آگ سے پکارا جاتا تہا۔ پھر بنارس اور جونپور ہوکر اور ملک کا انتظام کرکے آگرہ کو لوٹ آیا۔

جب اوسنے دیکھا کہ اب مشرق کی طرف ملک مین بخوبی امن چین ہے تو اوسنے راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ مغربی ہند کے اس بڑے حصّہ مین اسوقت ایک نہایت پورانے خاندان کا راجہ اودے سنگھ رانا اودیپور حکومت کر رہا تہا۔ جس کے مزاج مین نامردی اور جہلت مین بڑی ہٹ اور ضد مخمور تھی۔ اوس کا بڑا مضبوط مقام

چتوڑ کا وہ مشہور و معروف قلعہ تھا کہ جسے اگرچہ علاء الدین خلجی نے ۱۳۰۳ء مین فتح کر لیا تھا مگر اب اسکے نسبت بھی مشہور تھا کہ کوئی اوسے فتح نہین کر سکتا۔ وہ ایک بلند مستطیل پہاڑی پر دریائے تباس کے اوپر بنا ہوا ہے اور اوسکے قلعہ کی بیرونی دیوار کی شکل ایک پہاڑی کی سی نظر آتی ہے۔ اس وقت اوس کی حفاظت پر سات ہزار راجپوت اچھے بہادر سپاہی ایک سچے وفادار سردار کی ماتحتی مین مقرر تھے اور اوسمین رسد اور پانی بکثرت موجود تھا۔ اور ہر طرح پر اوس کی حالت ایسی تھی کہ مدت تک اوس کا محاصرہ کرنا پڑیگا۔

اکبر خود اس قلعہ کے سامنے آ جا۔ اور اپنی کچھ فوج کو گرد و نواح کے علاقہ پر قبضہ کے لئے بھیجدیا۔ کیونکہ رانا مایوسی کی وجہ سے جنگل کی طرف بھاگ گیا تھا۔ لیکن جب اکبر نے محاصرہ مین تشدد کیا تو راجپوت سپاہیون نے اوسکے بچانے کے لئے اسی طرح دلاوری اور اصرار کا اظہار کیا اکبر کو ایسی سخت جنگ آورون سے ابتک کبھی سامنا نہین ہوا تھا جسقدر اونکا اصرار زیادہ ہوا۔ اوسی قدر اوسنے بھی اپنی شان و شوکت دکھائی۔ اور اوسکے فتح کا عزم بالجزم کیا۔ آخر کار یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ کی دیوار ٹوٹ سکتی ہے اسلئے اکبر نے مارچ کے مہینے مین ایک رات کو حملہ کا حکم دیا اوس نے ایک پشتہ اپنے واسطے بنوا لیا تھا جہان سے کہ وہ لڑائی کے مقام کو دیکھے اور ہدایت کرتا رہے۔ جب وہ وہان پر بیٹھا تو بندوق اپنے ہاتھ مین لیلی۔ اوس نے دیکھا کہ شگاف کے مقام پر راجپوت جمع ہو رہے ہین۔ اور اون کا سردار بھی وہان موجود ہے

تاکہ اکبر کی فوج سے خوب مقابلہ کرے - اکبر کے پشتہ سے شگاف کے مقام تک ایک گولی کے پرواز کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ تہا فقط دریا بیچ مین حائل تہا مشعل کی روشنی مین اکبر نے راجپوتون کے سردار کو پہچان لیا - اور گولی کے زد کے اندر جب جان لیا تو ایک ایسا نشانہ تاک کر مارا کہ وہ وہین گر کر مر گیا - یہہ نشانہ عین اوس وقت لگا تہا کہ جسوقت طرفین کے فوجین ایک دوسرے سے آکر لڑی تہین -

راجپوتون کے حواس باختہ ہوگئے اور اونھون نے اوس نازک وقت پر کچہہ اچھی طرح سے اپنا بچاو نہ کیا - بیشک اونھون نے اسکے بعد دہاوا کیا مگر وقت نکل چکا تہا اگرچہ اونھون نے اپنے چلتے نہایت کوشش کی مگر جسے کھو چکے تھے وہ فائدہ اونھین نصیب نہ ہوا - جب صبح کا تڑکا ہوا تو چتور اکبر کے قبضہ مین تہا - اکبر نے اس محاصرہ کے شروع مین ایک منت مانی تہی - جب یہ فتح ہوگئی تو اوس کی شکرگذاری مین اکبر نے شیخ المشایخ شیخ معین الدین چشتی کے پا پیادہ چلکر زیارت کی جنکا مزار اجمیر کی پہاڑی پر بنا ہوا ہے اور ہندوستان کے مسلمان اولیاء اللہ مین اونکا اوّل درجہ سمجہا جاتا ہے اسوقت تک اکبر اپنی پہلی مذہبی تعلیم سے آزاد نہین ہوا تہا - وہ اجمیر مین دسہرہ تک رہا اور پھر میوات ہوتا ہوا آگرہ چلا آیا -

اسکے بعد اکبر موسم بہار اور برسات مین آگرہ مین رہا - اور بعد ازان رنتہنبور کے مضبوط قلعہ واقع جے پور کی فتح کی تدبیرین کی - لیکن جب اوسکے فوجین جو اوسنے اس غرض کے لئے روانہ کی تہین راستہ مین جا رہی تہین تو گجرات کے ہنگامون کی

خبر آئی۔ اور اسکے بعد اوس ملک سے وسط ہند پر حملہ ہوا جس سے اکبر نے اپنی فوج کو اوس فساد کے رفع کرنیکا حکم بہیجدیا اور پھر خود اور فوج لیکر رنتنبہور پر جانے کی تجویز کی۔ چنانچہ وہ ۱۵۶۹ء کے شروع مین وہان گیا۔ اور جب اوسنے اس قلعہ کو فتح کرلیا تو آگرہ کو واپس چلا آیا۔ صرف اجمیر مین ایک ہفتہ خواجہ صاحب کی زیارت کے واسطے ٹھہرا۔

(اسی سال اوسنے فتحپور سیکری کو آباد کیا۔ جس کی عالیشان کھنڈرون کو آجکل بھی سیاح دیکھکر دنگ رہجاتے ہین۔ طبقات ناصری مین یہ کہانی اس طرح لکھی ہوئی ہے کہ اکبر کے دومرتبہ دو دو بچے توام پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی اون مین زندہ نہ رہا تھا۔ حضرت شیخ سلیم چشتی نے جو سیکرے کے مقام پر آگرہ سے جنوب مغرب کو بائیس میل کے فاصلہ پر رہا کرتے تھے اکبر سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکے ایک بیٹا ہوگا اور زندہ رہیگا۔ چونکہ اکبر کو اس وعدہ کے پورا ہونیکا پورا یقین تھا اسلیے جب وہ رنتنبہور سے واپس آیا تو کئی مرتبہ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ایک مرتبہ دس روز اور دوسرے مرتبہ بیس روز تک وہان قیام کیا۔ اسی مین اوسنے وہان بلند زمین کے ایک ٹیلہ پر اپنا ایک محل بنوایا۔ اور شیخ صاحب نے بھی شاہی محلات کے قریب اپنی ایک نئی خانقاہ اور مسجد بنوانا شروع کی۔ جب دربار کے امیرون نے دیکھا تو اونھین بھی شوق پیدا ہوا۔ اور اپنے اپنے رہنے کے لئے وہان مکانات بنوانے لگے۔

جس زمانہ مین یہ اکبر کے مکانات بن رہے تھے کہ اوسکے ایک بیگم حاملہ ہوگئی۔ اکبر نے اوسے حضرت شیخ صاحب کے مکان مین رہنے کیلیے بہیجدیا۔ اسی مین کچھ عرصہ بعد اوس نے

گجرات کا ملک فتح کیا۔ اس لئے اپنے شوق ذوق کے بسائے ہوئے مقام کا نام فتحپور سیکری کردیا اوس زمانہ سے اس مقام کا نام بھی مرکب نام فتحپور سیکری لکھا جاتا ہے اسی سال کے اخیر مین اوسی بیگم کے پیٹ سے جو سیکری مین حضرت ممدوح الصدر کے مکان مین رہتی تھی ایک بچا پیدا ہوا۔ اگرچہ اوس لڑکے کا نام تاریخ مین جہانگیر بادشاہ مشہور ہے مگر اوسکا نام شیخ سلیم کے نام پر سلیم رکھا گیا تہا اور اس کی مان ایک راجپوت راجا والی جودہپور کی بیٹی تھی۔ اس اپنے فرزند دلبند کے تولد کی یادگار مین اکبر نے اس مقام کو اپنا قدیمی مسکن مقرر کرلیا۔ اور اوسکے گرد سنگین فصیل بنوائی اور بڑے بڑے عالیشان مکانات وہان تعمیر کرائے۔ اوسکے بعد پھر ایک مرتبہ اور وہ اجمیر کی پہاڑی پر شیخ معین الدین چشتی کی زیارت کے واسطے پاپیادہ گیا۔ اور وہان نذر و نیاز کرکے پھر دہلی کو چلا گیا۔

دوسرے سال کے شروع مین اکبر راجپوتانہ کو گیا۔ اور ناگور واقع علاقہ جودہپور مین قیام پذیر ہوا۔ یہان پر اوس مقام کے راجہ کا بیٹا جو اسوقت تمام راجپوتانہ مین زبردست راجا تہا اور نیز بیکانیر کا راجہ اور اوس کا بیٹا آکر حاضر خدمت ہوئے اکبر نے بیکانیر کے راجہ کی وفاداری اور خیرخواہی کی قدردانی کا اس طرح اظہار کیا کہ اوسکی بیٹی سے اپنی شادی کرلی پھر کچہہ دنون تک ناگور کے جنگل مین جنگلی گدھون کا شکار کھیلتا رہا جو اوس زمانہ مین وہان بکثرت تھے۔ پھر دیپالپور کو پنجاب کی طرف چلا گیا۔ وہان پر اوسنے ایک بڑا عظیم الشان دربار کیا۔ اور نئے سال کے شروع ہی مین

جودہپور

لاہور روانہ ہوا۔ جب پنجاب کے معاملات سے فرصت ہوگئی تو فتحپور سیکری کو اس ارادہ سے لوٹ آیا کہ اس سال مین گجرات کے فتح کے تدابیر عمل مین لائے۔

اضلاع مفصلہ ذیل اکبر کے زمانہ مین ہندوستان کے مغرب مملکت گجرات مین داخل سمجھے جاتے تھے۔

سورت۔ بھروچ۔ کھیرا۔ احمدآباد۔ اوس ملک کا بڑا حصّہ جواب بڑودہ مین داخل ہے وہ علاقہ جواب مھی کانتھا اور ریوہ کانتھا مین شامل ہے پنچ مھاس۔ پالن پور۔ رادھن پور بلسنا۔ کھمبایت۔ کھنڈیہ اور کاٹھیاوار کے جزیرہ نما کا بڑا حصّہ۔ مدت سے ان ملکون کے مجموعہ کا کوئی جائز وارث اور مالک نہ تھا۔ اوس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ ہر ایک ٹکڑے پر باقی تمام ملک سے علیحدہ ایک ایک مسلمان امیر حاکم بنا بیٹھا تھا۔ سالہا سال سے ملک مین خانہ جنگیون سے فساد پھیل رہے تھے۔ سردار دیہاتیون کو اس غرض سے پیسے ڈالتے تھے کہ وہ کسی طرح ساری بادشاہت کے مالک ہو جائین اگر اونھین خبر ملتی کہ کھین پاس پڑوس مین کچھ بے احتیاطی ہو رہی ہے اور وہان کا حاکم کمزور ہے تو وہ سردار تاخت و تاراج کرنے کے واسطے چند روز کو متفق ہو جاتے تھے جس کا نتیجہ یہہ تھا کہ گجرات ہنگامون اور فسادون کا مرکز ہو رہا تھا۔ مخلوق پر ظلم و ستم کی انتہا نہ تھی۔ چھوٹے چھوٹے بے درد حاکم جو اون پر حکمرانی کرتے تھے اونکی صرف لوٹ مار پر گذر تھی۔ اکبر اس بدعملی کے نتایج کو مدت سے دیکھ رہا تھا۔ اب اوس نے چاہا کہ ان فسادون کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر ڈالے۔

اکبر کا گجرات پر حملہ اوسکے عہد کی تمام فوجی کارروائیون سے زیادہ تر مشہور ہے۔ اوسنے پختہ ارادہ کرلیا تہا کہ اس حملہ کی تدبیر اور اوس کی تعمیل مین کسی طرح کوئی غلطی نہ ہونے پاوے۔ جب سے کہ وہ ہندوستان کے ایک بڑے حصتہ کا مالک ہوا تہا اوسنے صحیح صحیح اسی وقت پہلے پہل اپنے آپ کو مطمئین پایا تہا اور جانتا تہا کہ جوقت تک اس حملہ کا تصفیہ کامل نہ ہوگا اوسوقت تک اوسکے امیر اور اوس کے باجگذارون مین سے کوئی فساد نہ اوٹھائیگا۔ اس لئے وہ فتحپور سیکری سے اپنی فوج لیکر ستمبر ۱۵۷۲ء مین روانہ ہوا۔ اور سانگانیر مین ہوکر جو جےپور سے ۱۸ میل ہے۔ وسط اکتوبر مین اجمیر پہونچا خواجہ صاحب کی زیارت کے واسطے دو روز قیام کیا۔ اور راستہ کی تحقیقات کے واسطے دس ہزار آدمیون کا ایک ہراول آگے بہیجدیا۔ اور پہر فوج لیکر آپ بہی پیچہے سے چلا اور ناگور مین جو جودہپور سے ۷۵ میل شمال مشرق کو ہے جا داخل ہوا۔ ناگور کے مقام پر بادشاہ کے پاس ایک قاصد آیا اور بیٹے کی خوشخبری آکر سنائی جس کا نام دانیال رکہا گیا۔ پہر وہ یہان پر چودہ روز تک اپنی فوج کے واسطے سامان رسد جمع کرتا رہا۔ پہر آگے بڑہکر نومبر کے مہینے مین دریاے سارستی کے کنارہ پٹن مین پہونچا۔ اور دوسرے مہینے کے شروع مین احمدآباد مین جا داخل ہوا۔ جوقت اکبر ان دونو مقامات کے درمیان مین تہا تو اوسوقت گجرات کا دعویدار بادشاہ جسکی حکومت وہان براے نام تہی اکبر کا آکر مطیع ہوگیا تہا۔ احمدآباد مین جو اکبر کے واسطے گجرات کا پہلا ہی شہر تہا اکبر نے مغربی ہند کی حکومت کے مالک ہونیکا اشتہار دیدیا۔ مگر ابہی اوسے اون سردارونکا

انتظام کرنا باقی رہا کہ جو اپنے مقبوصنات کو چھوڑنا نہین چاہتے تھے۔ انھین مین سے بھروچ۔ بڑودہ اور سورت کے حاکم تھے۔ جب اوسنے احمد آباد مین رہکر اس ملک کا انتظام درست کرلیا تو فوراً وہ کھمبات کو روانہ ہوگیا اور پانچ روز مین وہان جا پھونچا۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ یہان اکبر نے سب سے پہلے مرتبہ سمندر کو دیکھا تہا۔ پھر یہان قریب ایک ہفتہ کے قیام کرکے دو روز چلکر بڑودہ پھونچا۔ یہان اوسنے تمام اس ملک کے انتظام کی تکمیل کردی۔ اور احمد آباد کو دار الحکومت قرار دیکر اپنے امیرون مین سے جو اوس کے ساتھ آگرہ سے گئے تھے ایک کو وہان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ پھر وہان سے اوسنے بھروچ اور سورت کے قبضہ کے واسطے فوج بہیجی۔ جب اوسے یہ خبر ملی کہ اکبر کے طرفدار جو سورت مین تھے اونکے افسر کو بھروچ کے سردار نے قتل کردیا ہے اور وہان سے اندرونی حصّہ مین اس ملک کے چلا گیا ہے جو بڑودہ سے پندرہ میل سے بھی کم دور ہے تو اکبر اپنے موجودہ سپاہیون کو لیکر اوسپر تیزی سے جھپٹ پڑا۔ اور دوسرے شب کو اوسکی لشکرگاہ کے سامنے جو سارسہ مین ایک چھوٹے سے دریا کے پار تہا جا اوترا۔

اسوقت اکبر کے ساتھ صرف چالیس سوار تھے اور دریا پایاب تہا۔ اکبر کمک کے انتظار مین دہان کچھ دیر تک چھپا رہا۔ کمک کے ساٹھہ آدمی اوسی شب مین اوس کے پاس آگئے جس سے اوسکے پاس کل ایک سو آدمی ہوگئے۔ اکبر دریا سے اوس فوج کے مقابلہ کے لئے اوترا جو تعداد مین اوسکے آدمیون سے دس گنے تھے۔ باغیون نکے سردار نے اس خیال سے کہ اپنی فوج کی کثیر تعداد سے فائدہ حاصل کرے بجائے

اسکے کہ حملہ کا شہر مین رہکر انتظار کرتا خود شہر چھوڑ دیا - اور میدان مین آگیا - اکبر نے پہلے تو دہاوا کرکے شہر لے لیا - اور پھر دشمن کے تعاقب مین دوڑا - مگر اس علاقہ مین راستونکے دونو کنارون پر تھور کی جھاڑیان لگی ہوئی تھین - اکبر کے سوار ایک ایسے موقع پر پہنچ گئے جہان صرف تین تین سوار ایک ساتھ چل سکتے اور لڑائی کر سکتے تھے اور دشمن دونو طرف تہور کی جہاڑیونکے باہر تھے - بادشاہ فوج کے آگے آگے تہا اور اوسکے ساتھ ساتھ بڑا بہادر راجپوت راجہ بھگوانداس والی جے پور تہا جس کی بہن سے اکبر نے شادی کی تھی - اور اس راجہ کا بھتیجا مان سنگھہ بھی ہمراہ تہا جو بعد کو اوسکی جگھہ راجہ ہوا - اور جو اپنے زمانہ کا نہایت عمدہ بہادر جنگ آور سپاہی گنا جاتا تھا یہ تینون نہایت خطرہ کی حالت مین تھے - کیونکہ دشمن ان پر ٹوٹ پڑنے کی سخت فکرین کر رہے تھے - مگر تھور کے درخت جو بیچ مین حائل ہو رہے تھے اون کے حفاظت کا بڑا باعث ہوئے دشمن اوسکے پار گذر کر اندر نہ آسکے اسی بین بھگوانداس نے اپنے ایک بڑے معزز مقابل کو برچھے سے مار ڈالا - اور اکبر اور راجہ کے بھتیجے نے بھی اپنے دو مقابلون کا خاتمہ کر دیا جس سے دشمنون مین ایک تزلزل پڑ گیا - اور ان تینون نے دشمن کی اوس وقت کی ذرہ سی گڑبڑی سے فائدہ اوٹہایا اور آگے کو حملہ کیا جب اکبر کے آدمیون نے دیکھا کہ اون کا بادشاہ خود خطرہ کیحالت مین ہے تو اونھون نے بے تحاشا حیرت انگیز جانبازی اور دلاوری کے ساتھ اوس کی امداد کی اور دشمن کو بہگا دیا - باغی سردار کی فوج نے یہ سمجھکر کہ ضرور شکست

ہوگی اکبری سپاہیون کی طرح سے استقلال اور دلاوری کے ساتھہ کام نہ کیا۔ اور جب اونکو موقع ملا تو اودہر اودہر سرک گئے۔ اور باغی سردار نے جب دیکھا کہ لوگ اوسے چھوڑ گئے تو جدہر اوسنے مناسب سمجھا اودہر راستہ لیا۔ اور احمد آباد اور دیسا کے مقامات پر ہوتا ہوا سروہے کیطرف راجپوتانہ مین چلا گیا۔

بھروچ بھی اس عرصہ مین ہاتھہ آگیا تھا۔ اب صرف سورت باقی تہا جب اکبر اُس حملہ سے لوٹا تو سورت پر جہان انگریزی تجار اوسکے بیٹے اور پوتے کے وقت مین خوب آتے جاتے تھے بذات خود چڑہائی کی اوس زمانہ مین جن آلات اور سامانون سے قلعہ توڑ دیے جاتے تھے اونکے مقابلہ مین سورت کا قلعہ نہایت مضبوط تھا مگر بادشاہ نے اوس کے محاصرہ مین نہایت سختی کی اور ایک مہینے سترہ روز کے محاصرہ کے بعد جب اہل قلعہ انتہا درجہ کو تنگ ہوگئے تو اطاعت قبول کرلی اوسکے بعد بادشاہ بہت روز تک وہان رہا۔ اور جب صوبہ گجرات کے معاملات کا کافی انتظام ہوگیا تو اوسنے آگرہ کو کوچ کردیا۔ اور نو مہینے کے بعد ۳ جون ۱۵۷۳ء کو وہان لوٹ کر آگیا۔

جب اکبر سورت کے محاصرہ مین مصروف تہا تو وہ باغی سردار جسے اکبر نے سارسہ کے مقام پر شکست دی تہی اور جو سروہے کو بہاگ آیا تہا بڑے جوش خروش سے فساد اوٹہانے مین مشغول تہا۔ ایک اور بڑا زبردست باغی اوس سے ملگیا تہا۔ اور یہ دونو پٹن پر آگے بڑہ گئے تھے۔ اور اوس مقام کے نزدیک اکبری فوج سے مقابل ہوئے تھے اور اونھین میدان مین قریب قریب شکست دیدی تھی۔ لیکن اوس

باغی کی فوج لوٹ پر پھیل پڑی۔ مغلیہ فوج نے یہ حال دیکھکر اون پر حملہ کیا اور ادکے قلب تک پہنچکر شکست کو فتح سے بدلدیا۔ اس کی خبر اکبر کو اوسی وقت پہونچ گئی تھی جبکہ وہ سورت کے ہی پاس پڑا تہا۔ پھر بھی اس باغی نے نہ مانا اور حتی الامکان فساد برپا کرنے مین کوتاہی نہ کی۔ اور راجپوتانہ مین ہوتا ہوا پنجاب کو چلا۔ گو اوسے دو تین مقام پر شکست بھی ہوئی۔ مگر ہمیشہ جان کو بچا لے گیا۔ اور لوٹتا کھسوٹتا پانی پت سون پت اور کرنال کو چلا گیا۔ پنجاب مین اوس کا بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا۔ مگر شکست کھائی۔ اور پھر کچھ بڑے بڑے مصائب کے بعد ملتان کے قریب کچھ ماہی گیرون کے ہاتھ سے زخمی ہو کر قید ہو گیا۔ اور اس زخم سے ہی مر گیا۔ یہہ شخص چونکہ بڑا زبردست آدمی تہا اسلئے اسے بھاگ کر بچ جانے کی بڑی لیاقت تھی۔ یہ بھی یہان کہدینا مناسب ہے کہ اگرچہ اس سال مغلیہ فوج نے بہت کوشش کی۔ مگر کانگری کے مستحکم قلعہ کو جو دوآبہ جالندھر مین ہے نہ لے سکے۔ محاصرین نے اہل قلعہ کو نہایت تنگ کر دیا۔ مگر اس بہادر جانباز کے حملہ سے جسکے مرنے کا ذکر ملتان کے پاس مین نے ابھی اوپر بیان کیا ہے اوسطرف کو روانہ کیگئی تھی اس سے یہ فتح میسر نہ آئی۔ اور کانگرا اکبر کے بعد اوس کے بیٹے نے فتح کیا۔ کانگڑا

اکبر گجرات سے اس خیال سے چلا آیا تہا کہ وہان کی فتح کامل ہو گئی ہے اور اوسنے سمجھ لیا تہا کہ میرے انتظام سے وہان کی باشندے راضی اور میرے ہوا خواہ ہو گئے ہین۔ مگر اوسنے کافی طور پر اس بات کو نہین خیال کیا تہا کہ جنہون نے

پہلے حکومت کی ہے اون کی حکمرانی سے لوگون کے دلون مین محبت پیدا ہو گئی ہے
اوسے آگرہ آئے ہوئے کچھ بہت عرصہ نہین ہوا تھا کہ اوس ملک کے پہلے آوارہ سردارون
نے فوجین جمع کین اور ملک مین فساد برپا کیا۔ اکبر نے اس خیال سے کہ ؎
سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل ٭ مغربی ہند پر ایک اور حملہ کی تیاری شروع کی اور اپنی فوج
آگے روانہ کر کے بروز یکشنبہ صبح کے وقت ستمبر کے مہینے مین نہایت تیز رفتار
سانڈنی پر سوار ہوا اور لشکر مین شامل ہونے کے ارادہ سے چلدیا۔ اور ستر میل
بغیر لگام کھینچے علی الاتصال تو وہ تک چلا گیا جو اجمیر اور جے پور کے راستے کے قریب
قریب وسط مین ہے۔ پھر تیسرے روز صبح کو اجمیر پہونچا۔ اور اپنے معمول کے موافق
خواجہ صاحب کی زیارت کی۔ پھر وہان سے شام کو گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور متواتر چلتے
چلتے اپنے لشکر سے پالی مین جا ملا جو دیسا کی سڑک پر واقع ہے۔ پٹن مین اوسے
کچھ فوج ملگئی جو اوسکے سردارون نے فراہم کر لی تھی۔ اور اپنے بادشاہ کے انتظار
مین وہان ٹھہرے ہوئے تھے۔

اوس کی فوج کی تعداد اوس فوج سے بہت کم تھی جو باغی سردارون نے فراہم کر لی
تھی۔ مگر اکبر کی فوج کے جو آدمی موجود تھے وہ تمام منتخب اور اوس کی فوج کا عطر تھے
اور اوسے اپنی تیز روی سے بھی بڑا فائدہ ہوا تھا باغیون کو ابھی یہ بھی نہ معلوم تھا
کہ وہ آگرہ سے چلا بھی ہے یا نہین۔ حالانکہ وہ اونکے درمیان آموجود ہوا تھا جسوقت
اکبر نو روز مین آگرہ سے وہان پہونچا ہے تو درحقیقت یہ لوگ احمد آباد کے پاس اپنے

خیمون مین بآرام تمام سورہے تھے۔

ہندوستانی مورخون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین ایسے معاملات کے تصفیہ بہادرانہ ہوا کرتے تھے۔ طبقات اکبری کا مصنف لکھتا ہے کہ جب اکبر وہان پہونچا تو اوسکے لشکر مین یہ چرچا پھیلا کہ دشمن پر بے خبری کی حالت مین جا پڑنا مردکی بات نہین۔ اوسوقت تک حملہ نہ کرنا چاہیئے کہ اوسے پہلے سے خبردار نہ کردیا جائے اسلیئے نقارہ نوازون کو حکم دیا کہ وہ اپنے نقارے بجائین۔ باغیونکا سردار اسوقت تک یہی کہتا تہا کہ ہاتہیون کے نہ ہونیکے باعث یہ سوار جو سامنے موجود ہین - شاہی لشکر کے نہین ہین۔ کیونکہ اوسکے جاسوسون نے چودہ روز پہلے اوسے یہ خبر دی تھی کہ بادشاہ آگرہ مین ہے مگر وہ لڑائی کے لئے تیار رہوا۔ بادشاہ بھی دلیرانہ اس انتظار مین ٹھیرا رہا کہ وہ لڑائی کے لئے تیار ہوجاوے پھر آگے جھپٹا اور دریا کو پار ہوکر دوسرے کنارہ جا پھونچا اور ایک خونخوار شیر کی طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اور اوسی کے ساتھ مغلون کے اور ایک فوج نے بازو سے گھیرا۔ کہ جس سے حملہ کا ہٹانا دشمن کو دشوار ہوگیا باغیون کو کامل شکست ہوگئی۔ اون کا سردار زخمی ہوکر گرفتار ہوگیا۔

ایک گھنٹہ ہی گذرا تہا کہ ایک اور دشمن کا گروہ جس کی تعداد پانچ ہزار سپاہیون کی تھی سامنے سے نمودار ہوا۔ ان کا بھی اکبر نے فیصلہ کردیا۔ اور اونکے سردار کو مارڈالا لڑائی کے مقام پر اور تعاقب مین باغیون کے دو ہزار آدمی مارے گئے۔ پھر اکبر احمدآباد کو گیا۔ اور وہان پانچ روز آرام کرکے مستحقین کو انعام واکرام تقسیم کیئے اور آیندہ

کے واسطے ملک کے امن چین کا بندوبست کیا۔ پھر محمود آباد کو گیا جو ضلع کہیرا مین ایک
شہر ہے پھر وہان سے سروہے کو اور سروہے سے سیدہا اجمیر کو چلا آیا اور وہان
مشہور و معروف مزار کی زیارت کی پھر وہان سے شب و روز سفر کرکے چودہ میل کے
قریب سجے پور سے ایک گانون مین آکر اس غرض سے ٹھیرا کہ راجہ ٹوڈرمل سے جو
اوسکے بڑے لایق افسرون مین سے تہا اور بعد مین سلطنت کی دیوانی کا رتبہ اوسے
مل گیا تہا گجرات کی مالگزاری کے وصول کرنے کی طرز کی نسبت بندوبست کرے
یہان سے بادشاہ سیدہا فتحپور سیکری کو چلدیا۔ اور ۴۳ دن کے بعد بفتح وظفر
وہان آداخل ہوا۔ سا

اکبر نے جو تمام ہندوستان کے فتح کا ارادہ کیا تہا وہ اس قدر تو پورا ہو گیا تہا کہ
اب اوسکے جلوس کے اٹھاروین سال مین ممالک مغربی شمالی وسط ہند اور مغربی ہند
پنجاب اور کابل سمیت اوس کے قبضہ مین تہا مشرق کو اوس کی حکومت دریائے
کرمناسا تک چلی گئی تہی۔ اسکے آگے بہار اور بنگالہ کے خودمختار حکومت تہی۔ اور بعض
صورتون مین اوس سے اندیشہ رہا کرتا تہا۔ اس لئے اب اوسنے پورا ارادہ کرلیا۔
کہ قبل اس سے کہ کوئی ناگہانی حادثہ پیدا ہو اس سال جو اوسکے جلوس کا اونیسوان
سال تہا بنگالہ اور اوس کے توابعات کو فتح کیا جاوے۔ مگر اس سے پہلے کہ بادشاہ
اس حملہ پر روانہ ہو اوسنے ایک مرتبہ اور اجمیر کی پہاڑی پر جاکر خواجہ صاحب کی مزار
کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔

(مین نے ابھی اوپر کے صفحات مین اکبر کے سفرون اور اوس کی فوج کے کوچون کی نسبت بہت کچھہ ذکر کیا ہے مگر اس وقت تک یہ نہین بتایا ہے کہ اوسکے ان سفرون کے کرنے کے کیا کیا قواعد وضوابط تھے اسی زمانہ کے قریب جن کی ابھی تک مخلوق کے دلون سے یاد فراموش بھی نہ ہوئی تھی ایسے لوگ گذرے تھے کہ جو لڑائی سے لڑائی کا خرچ پیدا کیا کرتے تھے۔ خراسانی اور افغانی وحشیون نے جب مغلیہ سلطنت کے زوال کے زمانہ مین ہندوستان پر حملہ کیئے اون کا یہی اصول تہا مگر اکبر کا اصول ایسا نہ تہا۔ وہ اوّل تو لڑائی سے ہی نفرت کرتا رہا۔ اور اگر لڑائی کرتا بھی تہا تو محض اسی خیال سے کہ جس عمارت کو وہ بنا رہا ہے وہ پوری ہو جائے اور جسکے پورا کیئے بغیر وہ جانتا تہا کہ یہ عمارت ناپائدار رہیگی اور آندھی کا جھونکا چلتے ہی اوّل ہی وہلہ مین گر پڑیگی۔ اس لئے جب وہ لڑائی کو جاتا تو اوسنے یہ قاعدہ مقرر کر لیا تہا کہ نہ تو مالکان اراضی اور نہ کاشتکاران کو اوسکے آنے جانے سے اور لشکر کے چلنے پھرنے سے کوئی کسی طرحکا نقصان پھوپنچے۔ اور اس قاعدہ کی تعمیل کیلئے اوسنے حکم دے رکھا تہا کہ جب کسی موقع پر لشکر کے ڈیرہ خیمے لاکر ڈالی جاتی اور اوسے لشکرگاہ بنایا جاتا تو اردلی کے لوگ پھرہ کے لئے مقرر کر دئے جاتے جو اوسکے گرد نواح کی مزروعہ زمین کی حفاظت کرتے رہین اور اس کے سوا کنکوتی مقرر تھے کہ لشکر کی روانگی کے بعد وہ لشکرگاہ کی زمین کے طول وعرض کا اندازہ کرتے اور جو نقصان مشخص ہوتا اوسے مالگذاری سرکاری سے منہا کرنے کے لئے تجویز کرتے تھے۔ طبقات اکبری کا مصنف

کہتا ہے کہ اکبر کی تمام لشکرکشیون مین یہی عمل برابر جاری رہا۔ اور کبھی کبھی ان جمع کے مشخص کرنے والون کو نقد روپیہ کی تھیلی دیدی جاتی تھی جو اوسی وقت رعیت کے ہرجہ کا تخمینہ کرکے رعایا اور کاشتکارون کو ہرجانہ دیدیتے تھے جس سے تحصیلداران مالگذاری کو اس معاملہ مین دست اندازی کا موقع ہی نہ ملتا تہا۔ اس قاعدہ سے جو درحقیقت اون مغربی ممالک کے باشندون کا قاعدہ ہے کہ جو مغلون کے بعد یہان کے مالک ہوئے ہین اون لوگون کو لڑائی کے مصائب سے امن ملجاتے تھے کہ جنکے ملکون مین ہوکر لشکرون کا گذر ہوتا تہا۔)

جبکہ اکبر اسوقت اجمیر کے مقام پر بارہ روز تک زیارت مین مصروف ہے تو ہمین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اون معاملات کا بیان کردین۔ جو اسوقت بنگال و بہار مین ہورہے تھے۔

بنگالہ اور بہار کا افغان بادشاہ جو اس وقت جب کہ مغلون نے ممالک مغربی شمالی کو ملکر فتح کیا ہے ان دونو ممالک کی مشترکہ حکومت کا مالک تہا کچھہ دنون کے بعد اکبر کو اطاعت کا ایک عہد نامہ لکھدیا تہا مگر وہ صرف کاغذی ہی عہد تہا اور ابھی تک کاغذ پر ہی اوس کا اعتبار چلا آتا تہا۔ اوسنے نہ تو کبھی خراج دیا تہا اور نہ کسیطرح کوئی اطاعت کی تھی۔ جب اکبر نے گجرات پر دوسرا حملہ کیا تھا اوس زمانہ مین یہ بادشاہ مرگیا تھا۔ اور اسکے بیٹے کو جو ملک کی وراثت کا مستحق تہا بڑی مستعدی سے امرا نے قتل کردیا تہا۔ اور یہ قاتل امیر اوسکے دربار کے فریقون مین سے ایک فریق والے

تھے۔ مگران کا پلہ بڑا زبردست تہا۔ اونھون نے بادشاہ کے چھوٹے بہائی داؤدخان کو تخت پر بٹہایا۔ مگر داؤدخان عیش وعشرت مین مصروف رہتاتہا۔ اوس کی تخت نشینی پر ایک زبردست امیر لودی خاندان کا باغی ہو گیا۔ اور قلعہ روہتاس گڈہ ضلع شاہ آباد واقع ملک بہار مین اپنا جھنڈا کھڑا کر کے خودمختار بن بیٹھا۔ مگر فریقین مین صلح ہو گئی۔ اور اس لودی سردار نے داؤد پر بہروسہ کر کے دہوکا کھایا۔ داؤد نے اوسے کچھ دنون بعد پکڑ کر قتل کر دیا۔ جبھی کہ یہ خبر جونپور کے صوبہ دار کو پہونچی جسے اکبر نے معاملات بہار پر بغور تمام خیال رکھنے کو کہدیا تہا اور حکم دیدیا تہا کہ جیسا موقع دیکھے اوس کے مطابق عمل کرے۔ فوراً پٹنہ کے حصاؤ دار شہر پر کرمناسا کو پار ہو کر چڑہ گیا۔ جہان کہ داؤد مغلون سے میدان کی لڑائی مین اپنے کو ہم پلہ نہ دیکھکر جا چھپا تھا۔ یہ سب حالات اوس وقت کے قریب تک کے ہین کہ اکبر گجرات سے لوٹ کر آیا تہا۔ اکبر نے اب اس ارادہ سے کہ خود بذات خاص حملہ کرے اپنے سردار کو حکم بہیجدیا کہ جب تک ہم نہ آئین کوئی کام مت کرو۔ بعد ازان اوسنے جلدی سے اجمیر مین ہو کر جس کا مین ابھی ذکر کر چکا ہون اور فوج لیکر براہ دریا الہ آباد کو کوچ کر دیا پھر وہان سے بلا توقف پانی ہی پانی بنارس کو چلا گیا۔ اور وہان تین روز قیام کر کے پھر کشتی مین سوار ہوا اور اوس مقام تک چلا گیا جہان گومتی جا کر گنگا مین گرتی ہے۔ وہان پر اوسنے اپنے سپہ سالار کے پاس سے خبر کے آنے کا انتظار کیا اور ارادہ کیا کہ گومتی مین جونپور کیطرف کو چڑہ جائے۔

مگر وہ جب روانہ ہوگیا تو اوسکے سپہ سالار کے پاس سے ایک عرضی آئی کہ نہایت تیزی سے وہان آنا چاہیئے۔ اسلیئے اوسنے ملاحون کو حکم دیا کہ وہ شاہزادون اور بیگمات کو جونپور کی طرف لیجائین۔ اور خود فوراً پلٹ پڑا۔ اور وہان آیا جہان اوس نے اپنی فوج کو چھوڑ دیا تھا اور اون سے کہا کہ کشتیون کے ساتھہ ساتھہ کنارہ کنارہ چلین اس طرح پر چوسا تک نیچے کو اوتر آیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ یہہ وہ ہی مقام ہے جہان اوس کے باپ کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تھی یہان ایک عرضی اکبر کے پاس اس مضمون کی پھونچی کہ دشمن نے پٹنہ سے نکلکر حملہ کیا جس سے محاصرین کو بڑا نقصان پھونچا ہے اس لئے اکبر نے براہ پانی اور بھی جلدی کی اور ساتوین دن اپنی محاصر فوج کے پاس پہونچ گیا۔

دوسرے روز اوس نے لڑائی کی تدابیر کے واسطے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اس مجلس مین اوسنے اپنی رائے ظاہر کی کہ قلعہ پر حملہ کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ محاصر فوج حاجی پور کو لیلے جو گنڈک اور گنگا کے ملاپ پر پٹنہ کے مقابل ایک قصبہ ہے۔ چنانچہ اسی رائے پر عمل ہوا۔ اور دوسرے روز حاجی پور ہاتھ آگیا جس سے داؤد کو ایسا خوف غالب ہوا کہ محاصرین کی قوت اور کثرت کو دیکھکر وہ اوسی رات پٹنہ کو خالی کر کے دریائے پُوپُن کے پار بھاگ گیا۔ جہان پر کہ وہ گنگا سے فتوی کے قریب ملتی ہے دوسری صبح کو اکبر بفتح و فیروزی شہر مین داخل ہوا۔ مگر داؤد کی گرفتاری کی فکر کے باعث وہان صرف چار ہی گھنٹہ

قیام کیا۔ پھر وہان فوج اپنی سپہ سالار کی ماتحتی مین چھوڑ نہایت عمدہ گھوڑون کے سوارون کو لیکر دشمن کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ اور دریائے پونپن کو گھوڑا تیرا کر پار ہوا۔ اور داؤد کے آدمیون پر جاپڑا اور ہاتی پر ہاتی دریاپور تک اون کے پکڑتا چلا گیا۔ جب شمار کیا تو وہان پر اوس کے پاس دوسو پچاس ہاتی گرفتار ہو گئے تھے۔ پھر خود دریاپور مین ٹھیر گیا اور اپنے دو معتبر افسرون کو دشمن کے پیچھے بڑہے چلے جانے کے لئے حکم دیا۔ یہ لوگ اوسی روز چودہ میل تک دبائے چلے گئے وہان اونھین معلوم ہوا کہ داؤد دھو کا دیکر کدھر ہی کو نکل گیا بعدازان وہ لوٹ آے۔

اس پٹنہ کی فتح سے بہار کا ملک اکبر کے ہاتہ آگیا اس لئے وہ دریاپور مین چھ روز ٹھہرا کہ اوس صوبہ کی حکومت کا انتظام کرے اوس نے اپنے اوس سپہ سالار کو وہان کا صوبہ دار مقرر کردیا جس نے لڑائی کا ڈھنگ تجویز کیا تھا۔ اور اوسے فتح کی تکمیل کے واسطے وہان چھوڑکر خود جونپور کو لوٹ آیا۔ اس مقام پر وہ ۳۴ روز مقیم رہا۔ اور اوس کی خوش انتظامی کا کامل بندوبست کردیا اور اس غرض کیواسطے جونپور بنارس چنار وغیرہ قرب وجوار کے محالات کو براہ راست دیوانی مین شامل کرلیا۔ اور جو نیا ملک جنوب مین کرم ناسا کے ہاتہ آیا تھا وہان ایک نیا صوبہ دار مقرر کردیا۔

جب اس انتظام سے فارغ ہوگیا۔ تو آگرہ کے ارادہ سے کانپور کو آیا۔ اور کانپور مین چار روز ٹھیرا۔ وہان اوسے خبر ملی کہ اوس کے بنگالہ کے سپہ سالار

نے منگیر - بہاگلپور - گڑہی ٹانڈہ اور گنگا کے دوسرے کنارہ گور تک ملک جو
ہندؤن کے عہد مین مشہور ومعروف بنگالہ کا قدیمی دار السلطنت تہا لے لیا ہے
اور آگے بڑہنے کی تیاری کر رہا ہے - یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ اوسنے اس ارادہ
مین نہایت جانبازی اور جانفشانی کی تھی - اور داؤد کے پیچھے نہایت بے دردی
سے پڑ گیا تھا - اور اوسے باجھورے کے مقام پر شکست دیکر آخر کو ایسا مجبور
کر دیا تہا کہ کٹک مین اوسنے اطاعت اختیار کر لی جب یہ بادشاہ مطیع ہوگیا
تو بنگالہ کی فتح کامل ہوگئی -

کانپور مین اس خوشخبری کے پھونچنے سے اکبر نہایت خوش ہوا اور بنگالہ
کی لشکرکشی کا درحقیقت خاتمہ سمجھکر وہ دہلی کو چلدیا - اور کچھ دنون وہان سیر وشکار
مین مشغول رہکر اجمیر کا ایک اور سفر کیا - اور راستہ مین شکار کھیلتا چلا گیا
نارنول مین صوبہ داران پنجاب اور گجرات آکر خدمت مین حاضر ہوئے اونکے
بیان سے اوسے معلوم ہوا کہ ہر جگہہ اوس کی حکومت مخلوق کے دلون مین گھر
کرتی جاتی ہے - جب ان امراسے بات چیت کرچکا تو اجمیر کو آگے روانہ ہوا - اور
خواجہ صاحب کی زیارت سے شرف حاصل کیا - جودھپور کے جنگلون مین ایک
چھوٹے سے سردار نے سرکشی کی تھی اوسے فرو کرایا - اور پھر اپنے مرغوب خاطر
مسکن فتحپور سیکری کو لوٹ آیا -

اوسنے اپنے سفرون مین اس بات کو خیال کیا تھا کہ جس ملک مین اوس کا

گذر ہوتا وہان زمین کا ایک بہت بڑا حصّہ غیر مزروعہ نظر آتا تہا۔ اس کی وجہ نہ تو
یہہ تھی کہ زمین خراب اور قابل زراعت نہ تھی۔ اور نہ یہ تھی کہ مزارعین کاشتکاری
نہ کرنا چاہتے تھے۔ جب اس معاملہ کی خوب چھان بین کی گئی تو اکبر کو اس امر کا
یقین ہوگیا کہ یہ سب انتظام کی خرابی ہے۔ کیونکہ زمین کا محصول اس قدر زیادہ
تہا کہ جس سے غریب آدمی کو کاشتکاری کرنا گویا ممنوع ہوگیا تہا۔ اوسنے خیال
کیا کہ اگر اس کا کچھ علاج کیا جائے تو یہ خرابی رفع ہوسکتی ہے اور یہ سوچا کہ پہلے
سال کا محاصل سرکار اور مزارع کے درمیان علی التساوی تقسیم کردینا چاہیئے
پھر اس مسئلہ کی خوب جانچ پرتال کی گئی۔ اور کتنے ہی پرگنات کا جو ضلعون کے
حصّہ ہوا کرتے تھے اوس نے امتحان کرایا۔ اور ان پرگنات کو جن مین سے
ہر ایک مین اس قدر زمین ہوتی تھی کہ جس سے زراعت کرنے پر ایک کرور تنگہ
وصول ہوتی تھی الگ الگ کردیا۔ اور ایک ایماندار اور ہوشیار عہدہ دار کو جسے
کروری کہتے تھے اون مین سے ہر ایک پر مقرر کیا۔ دیوانی منصدیون اور محاسبون
کو حکم تہا کہ وہ اون عہدہ دارون کا بندوبست کرین اور اونھین اپنے اپنے
اضلاع پر بہیجین۔ اور وہ اپنے اپنے مقام پر جاکر ہوشیاری اور توجہ کے ساتھ غیر
مزروعہ زمین تین سال کے اندر پیداواری کے قابل بنادین۔ اور سرکاری محاصل
کو وصول کرتے رہین اس تجویز کی تعمیل کی گئی۔ اور جس مقصد کے لئے یہ تجویز
کی گئی تھی وہ اوس سے پورا پورا حاصل ہوگیا۔

اس طرح پر اکبر کے جلوس کا اکیسوان سال اس روزافزون سلطنت کیواسطے نہایت جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ گذرا۔ بنگال اور بہار کے دونو صوبہ ممالک مغربی وشمالی وسط ہند اور مغربی ہند کے ساتھ ملگئے تھے۔ اور عملاً بندھیاچل پہاڑ کے شمال مین تمام ہندوستان ہمایون کے بیٹے کی حکومت مین داخل ہوگیا تھا۔ اس زمانہ مین تمام ملک سرسبز اور خوشحال ہورہا تھا۔ صرف مغربی ہند مین وبا اور ایک خوفناک قحط پڑ گیا تھا۔ جس سے مخلوق پر بڑی مصیبت آپڑی تھی غلہ کی قیمت اسقدر گران ہوگئی تھی کہ جسے سنکر قصۂ کہانی کا سا خیال ہوتا ہے۔ گھوڑے اور گائے بیل درختون کے چھال کھا کھا کر جیتے تھے۔ اس قحط اور وبا کی مصیبت برابر چھ مہینے تک قایم رہی۔ پھر مخلوق کو اس سے امن ملگیا۔

۱۵۷۵ء کے شروع مین داؤد کا تعاقب کیا گیا اور اوڑیسہ کا ملک فتح ہوا۔ مین نے اوپر بیان کردیا ہے کہ کیسے اس افغان بادشاہ کو باجھور کے مقام پر جو گھمل ماری اور جالیسر کے راستہ کے وسط مین ہے شکست ہوئی تھی اور پھر کیسے اوس کا تعاقب کیا گیا اور کٹک مین محصور ہونے پر اوسنے اطاعت کرلی تھی۔ اسوقت جو اوس سے عہدنامہ ہوا تھا اوس مین یہ قرار پایا تھا کہ داؤد اوڑیسہ پر اکبر کے نام سے اور اوسکے صوبہ دار کے طور پر حکومت کرے۔ مگر داؤد نے اس اقرار کو پورا نہین کیا جو اوسنے اس وقت کیا تھا۔ اوس نے موقع ملتے ہی بغاوت اختیار کرلی۔ اور دوسال بعد ایک بڑی لڑائی مین مغلونکے سردار کے ہاتھ سے اوسے شکست

ہوئی۔ اور وہ قید ہوگیا۔ اور عین لڑائی کے میدان مین اس عہد شکنی کی وجہ سے
اوس کا سر بدن سے کاٹ ڈالا گیا۔ پھر بھی کچھ عرصہ بعد تک بنگالہ اور اوڑلیسہ مین
مغلیہ حکومت کے منتظمون کو بہت ہوشیاری اور نہایت مستعدی سے کام کرنا پڑا۔
اسی سال مین بادشاہ نے ایک اور بڑا کام کیا۔ فتحپور سیکری مین اوسنے
علما اور دانشمند اور اور بڑے بڑے لیاقت والون کی نشست کے واسطے
ایک عبادت خانہ یا دیوانخانہ تعمیر کرایا۔ اس عمارت مین چار بڑے بڑے دالان تھے۔
مغربی دالان سیدون کی نشست کے واسطے جنوبی علما کے لئے تھا جنہون نے
تحصیل علوم وفنون مین کمال حاصل کرلیا تھا۔ شمالی مین وہ لوگ آکر بیٹھتے تھے جو
اپنی دانائی اور مقبولیت ربانی کے لحاظ سے بزرگ مانے جاتے تھے۔ اور شرقی دالان
اون امیرون اور عہدہ داران سلطنت کے لئے تھا جو ان طبقات ثلثہ مین سے
کسی قسم کا مذاق رکھتے تھے۔ جب یہ عمارت بنکر مکمل ہوگئی تو بادشاہ نے اپنی عادت
یہ ڈال لی۔ کہ ہر جمعہ کی رات کو اور نیز اون راتون مین جو متبرک سمجھی جاتی ہین۔ ان
دالانون کے بیٹھنے والون کے ساتھہ آکر بیٹھتا۔ اور اون سے باتین کرکے ادہر ادہر
کمرون مین پھرتا۔ یہ کچھہ قاعدہ سا ہوگیا تھا کہ ہر ایک دالان کے لوگ اپنے بیچ مین سے
کسیکو جسے وہ بادشاہ کی توجہ اور انعام واکرام کے لایق سمجھتے تھے بادشاہ کے
روبرو پیش کیا کرتے تھے۔ اسوقت مخلوق کو بادشاہ سے انعام واکرام کے ملنے کا
ہمیشہ موقع ملجاتا تھا اور کبھی ہی شاید ایسا ہوتا تھا کہ ان مہمانون مین سے کوئی بلا انعام

داکرام خالی جاتا ہو۔ آیندہ سال مین کوئی بڑی بات واقع نہین ہوئی مگر ۱۵۷۶ء مین داؤد نے جس کا مین اوپر ذکر کرچکا ہون اوڑیسہ مین بغاوت برپا کی۔ اور برابر اخیر تک لشکر کشی خوب جوش و خروش سے جاری رہی مگر داؤد اور اوس کے چچا کے مرجانے سے اوس کا خاتمہ ہو گیا۔

اسی سال اسی طرح راجپوتانہ مین بھی فساد رہا۔ اس راجپوتانہ کے ملک مین جس قدر راجہ تھے اون مین سے صرف ایک رانائے میواڑ نے اکبر کو بیٹی دیکر رشتہ کرنے سے انکار کیا تہا۔ اوسکو یقین تہا کہ مین دیوتاؤن کی اولاد مین ہون اور اس سبب سے اس رشتہ مندی سے میری بڑی ذلت ہے اور باوجود اسکے کہ اوسکو اپنی جان کی لینے کے دینے پڑ گئے۔ مگر پھر بھی اوسنے اس سے انکار ہی کیا۔ اور اگرچہ اوس نے دیکھا کہ راجپوت راجہ والی جودھپور جسے وہ نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا تہا اس رشتہ کے کرنے سے بڑا دولتمند ہو گیا تہا۔ اور اوسے چار ضلع جس سے بڑی یافت ہوتی تھی مل گئے تھے۔ مگر پھر بھی اوسنے نہ مانا۔ اور اپنے انکار پر اصرار کئے گیا اور اکبر کا مقابلہ کرتا رہا۔ رانا اودے سنگھ سے ۱۵۶۸ء مین اوسکی دارالسلطنت چھن گئی تھی۔ اور اوسے راج پیپلی کے جنگل مین بھاگنا پڑا تہا اور پھر وہ ۱۵۷۲ء مین مرگیا تہا۔

اوسکے بیٹے پرتاب سنگھ مین بھی وہ ہی باپ کی سی ڈھٹائی اور ضد مزاج مین موجود تھی۔ اور اپنے دادا مشہور و معروف راناسانگا کے اچھے اچھے اوصاف

بہی اوس مین تہے باوجود اس کے کہ نہ تو اوسکا دار السلطنت پر قبضہ تہا اور
نہ اوس کی کوئی معقول آمدنی تہی اور نہ اوسکے رشتہ دارون اور ہم قومون مین اوس کے
خاندان کی تباہی کے باعث ہمت ہی باقی رہی تہی تاہم مسلمان بادشاہ سے رشتہ داری
کرنے کے انکار مین وہ اوسکا ساتھ دئے جاتے تھے۔ اسلئے پرتاب سنگھ نے
کمبلمیر مین اردلی پہاڑ کے اوپر اپنے ڈیرے جمائے اور ملک کو ایک نئے ہنگامہ آرائی
کے لئے مستعد کیا معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی اس تجویز کی خبر اکبر کے کانون تک بھی
اوسوقت پہونچ گئی تھی جب کہ وہ اپنے سالانہ زیارت کے واسطے ۱۵۷۶ء ۷۷ء مین
اجمیر کو جا رہا تہا۔ اسلئے اوسنے اپنے نہایت معتبر سپہ سالار مان سنگھ جے پور
والی کو جو راجپوتون مین سے ہی تہا اور جیسے آپ جانتے ہین کہ اکبر کے ساتھ ساتھ
گجرات مین لڑا تہا پانچ ہزار آدمیون سے اوسکے دفعیہ کو بہیجا یہ دونو فریق ہلدی گھاٹ
کے مقام پر جسے گوگنڈہ بھی کہتے ہین دسمبر ۱۵۷۶ء مین ایک دوسرے کے مقابل
ہوئے اور لڑائی مین رانا کو کامل شکست ہوگئی۔ اور شکست کے بعد وہ بہاگ کر اردلی
کے پہاڑون مین چلا گیا۔ اکبر نے یہ سوچکر کہ اوسے تمام وسائل بغاوت سے محروم کردیا
جائے پہاڑون مین بھی اوسکے پیچھے فوج بہیجی۔ اور اوسے ہدایت کی کہ جہان تک
وہ جا ہین ملک کو بیچراغ کر دین۔ اور اکبر خود بھی میواڑ مین گیا اور وہان کے طرز انتظام
کا بندوبست کردیا۔ پھر وہان سے مالوہ مین آگے گیا۔ اور اپنی مغربی سرحد پر قیام
کرکے اون ملکون کا انتظام کیا جو شہر برہانپور کے متعلق تھی۔ اور گجرات کے انتظام

مین بھی اصلاحین کین۔ ان امورات مین اوسے دو سال ۱۵۷۷ء و ۱۵۷۸ء لگے
اسکے بعد وہ پنجاب کو چلا گیا۔

جب وہ پنجاب کو جارہا تہا تو ایک واقعہ ایسا پیش آیا جو اون لوگون کے لیے بڑا دلچسپ ہے جنکے ہاتھہ مین آجکل ہندوستان کی حکمرانی ہے۔ جب وہ دہلی پہونچا اور اوس سے بھی کچھہ آگے نکل گیا۔ تو اوسکے پاس ایک حاجی آیا جو یورپ کو بھیجا ہوا آیا تہا۔ اور بادشاہ کے ملاحظہ کے واسطے اوسنے بڑی نفیس نفیس اور اچھی ساخت کی چیزین پیش کین۔ اس قدر بیان جو مین نے لکھا ہے مورخ اس سے زیادہ کچھہ اس باب مین اور نہین لکھتا اب ہم کو یہ اپنے ذہن سے تجویز کر لینا چاہیئے کہ یورپ کا وہ ملک کونسا تہا جہان سے یہ چیزین آئی تھین اور اون سے یہانکے لوگون کے دل مین کیا خیال پیدا ہوا ہوگا۔ اکبر کچھہ تھوڑے ہی دن پنجاب مین ٹھیرا۔ اور پھر دہلی کو لوٹ آیا۔ بعد ازان معمولی سالانہ زیارت کے لئے اجمیر کو گیا۔ اور وہان صرف ایک شب ٹھیر کر صرف نو آدمیو نکے ساتھ سو میل روزانہ چلکر فتحپور سیکری مین تیسرے روز شام کو داخل ہو گیا۔

اس سے دوسرا سال اسواسطے قابل یاد ہے کہ اوس سال مین سلطنت اپنے کمال عروج کو پہونچ گئی تہی صرف بنگال مین امن چین ہی نہ تہا بلکہ بادشاہی خزانہ مین وہان سے بہت کچھہ روپیہ پیسا بھی آتا تہا والی میوار کا ابھی تک بادشاہی فوج تعاقب کر رہی تھی اسکے سوا سے ہندوستان کے کسی حصّہ مین ہتیارون کی آواز بھی کان تک نہ آتی تھی۔

ان سفرون مین اکبر نے اس بات پر بھی توجہ کی - کہ راہداری کا محصول اوسوقت تک لینے کے قابل تہا جب تک کہ ہندوستان کی اپنے خطون مین جدا جدا ایک دوسرے کے مخالف حکام حکومت کرتے تھے - اب جب کہ کتنے ہی صوبے ایک ہی بادشاہ کے قلمرو مین شامل ہو گئے ہین تو بجز اسکے کہ اون مین فرق اور بیگانگی کو بڑہاوے اوس سے اور کوئی فائدہ نظر نہین آتا - اس لئے شروع ۱۵۸۱ء مین اوسی تمغا یعنی محصول راہداری کو اپنی تمام قلمرو سے موقوف کر دیا - اور اسی فرمان کی روسے جزیہ بھی موقوف کر دیا گیا - جسے ہندوستان مین افغان بادشاہون نے اوس رعایا پر فی کس لگایا تہا - جس کا مسلمانون کے سوا اور کوئی مذہب تہا - یہ اکبر کا خیال نہایت ہی عمدہ تہا کہ ہر شخص کے خیالات بالکل آزاد ہونا چاہیین اور ہر ایک شخص اپنے دستور کے موافق جسطرح اوس کا دل چاہے پرستش اور عبادت کرے یہ اوس کا اصول اوسکے مرتے دم تک اسی طرح قایم و دایم رہا - بلکہ اسوجہ سے کہ اکبر کی ملکی آمدنی کا انتظام دوسرے طرز کا تہا جس سے جزیہ کی ضرورت نہ رہی تہی - ملکی معاملات مین اس سال جو سب سے بڑا واقعہ ہوا وہ بنگالہ کے چند ناراض امیرونکی بغاوت تہی مگر چونکہ اونہون نے بہت کچہ اتفاق کے ساتھہ کارروائی نہ کی اس لیئے اون کو شکست ہوگئی اور منتشر کر دیے گئے -

دوسرے سال ۱۵۸۲ء مین اکبر خود فوج لیکر پنجاب کو چلا کہ محمد حکیم مرزا خود اوسکی بہائی نے جو کابل سے حملہ کیا ہے اوسے جا کر روکے جسوقت اکبر پانی پت مین پہونچا ہے تو اوس سے بیشتر ہی اوس کا باغی بہائی لاہور کے قریب پہونچ گیا تہا - مگر اکبر

کے کوچ سے اوسے یقین ہوگیا تہا کہ اوسکے حملہ مین کامیابی نہ ہوگی۔ اسلیئے وہ لاہور سے واپس ہوگیا اور کابل پر اولٹا جا پڑا۔ اکبر بھی اوسکے پیچھے ہی پیچھے براہ سرہند کلانور و رہتاس روانہ ہوا۔ پھر اوس جگہہ سے دریاے اٹک کے پار اوترا جہان اب شہر اٹک ہے، اور دریا پار ہوتے وقت حکم کرگیا کہ وہان ایک قلعہ تعمیر کیا جاے۔ پھر وہ پیشاور کو گیا۔ اور کابل کے لینے کے واسطے کچھ فوج اپنے بیٹے شاہزادہ مراد کی ماتحتی مین آگے روانہ کی۔ مراد ایک نوجوان آدمی تہا اور اوسکا قد لمبا مگر پتلا دبلا اور رنگ سانولا تہا۔ لیکن شراب بہت پیتا تہا جسکے اثر سے وہ اور اوس کا بہائی شاہزادہ وانیال دونو جلد مر گئے۔

یہہ شاہزادہ نہایت تیزی سے گیا اور اپنے چچا کی فوج سے خرد کابل مین مقابل ہوکر اوسے کامل شکست دیدی۔ اکبر بھی کمک کے ساتھ اوسکے پیچھے ہی پیچھے چلا گیا۔ اور تین دن بعد اوس سے کابل مین جا داخل ہوا اور وہان تین ہفتہ ٹھہر کر اپنے چچا کا قصور معاف کردیا۔ اور اوسے کابل کی حکومت پھر عنایت کرکے براہ خیبر لاہور کو لوٹ آیا۔ اور پنجاب کی حکومت کا بندوبست کرکے دہلی ہوتا ہوا فتحپور سیکری کو چلا آیا۔ مورخ لکھتا ہے کہ کچھ عرصہ تک اسکے بعد اکبر فتحپور مین رہا۔ اور مخلوق کا عدل وانصاف کرتا اور انھین انعام واکرام دیتا رہا۔ اور ملک کے نظم ونسق کا کام کرتا رہا۔

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اکبر دوسرے برس برابر تمام سال فتحپور مین ہی رہا۔ بغاوت کی آگ بنگالہ مین اسوقت بھی سلگتی تہی۔ مگر اکبر کے وہان بڑے لایق لایق افسر موجود

تھے جو اوسی علی التواتر خبرین پہونچاتے رہتے تھے۔ اور وہ اونہین پے در پے ہدایتین اور احکام بہیجا رہتا تہا۔ ناراضی کچھہ بڑی بھاری نہ تھی تاہم اوس سے پریشانی رہتی تھی۔ اور محاصل مالگذاری کے وصول کرنے مین اوس سے بڑی دقت پڑتی تھی۔

۱۵۸۴ء کے آغاز مین بھی اکبر فتحپور سیکری مین تہا۔ اس سال کا بڑا واقعہ یہ ہی کہ بنگالہ کی بغاوت فرو ہوگئی۔ اور گجرات مین بغاوت برپا ہوئی اور فرو کی گئی۔ اسیر گڈہ اور برہانپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی۔ دکن مین ہنگامہ اور فساد ہوئے۔ اور اکبر کا بہائی مرگیا جو کابل مین حاکم تہا۔ برہانپور کی سرکشی کو رفع کیا گیا اور کابل مین ایک حاکم جدید مقرر کیا گیا۔ جب سال ختم ہوا ہے تو ملک مین ہر طرف امن چین نظر آتا تہا۔

اکبر کے جتنے باجگزار سردار دوست تھے اون مین راجہ بھگوانداس جے پور کا راجہ اوس کا بڑا پکا دوست تہا جسنے صرف اپنی آپ فوج مین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تھے۔ بلکہ اوس کا بہیتجا مان سنگھ شاہی فوج کا ایک بڑا افسر تہا۔ اس زمانہ مین جسوقت کا اب ہم بیان کرینگے۔ یہ راجپوت راجا پنجاب کا صوبہ دار تہا اکبر نے اوسکے خاندان کی ایک لڑکی اپنے بیٹے شاہزادہ سلیم کی شادی کے لئے تجویز کی تھی جو بعد کو جہانگیر کے لقب سے بادشاہ ہوا تہا۔ یہ شادی فتحپور سیکری مین بڑی دہوم دہام اور نہایت خوشی کے ساتھ ہوئی تھی اس عہد تک راجپوت سردار مسلمان سرداروںکے ساتھ ازدواجی کے رشتہ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے

دیکھتے تھے۔ مگر اکبر کی یہ تمنا تھی کہ وہ سب کو ملا وے۔ وہ اس بڑے اصول پر عمل کرنا چاہتا تہا کہ قوم اور مذہب کے فرق سے انسان مین کوئی فرق پیدا نہین ہوتا اس پر عمل کرنے کے لیئے اوسے بڑی بڑی مزاحمتون پر غلبہ حاصل کرنا ضرور تہا خاصکر راجپوت راجاؤن کے انکار کا توڑنا بڑا ہی مشکل تہا یہان تک کہ وہ اخیر دم تک رانا سے میواڑ کی ضد پر کسیطرح غالب نہ آسکا۔)

دوسرے راجا تو بہت کچھ چپلے اور نرم تھے اونھون نے جان لیا تہا کہ اکبر ایسے نئے نئے قواعد جاری کرتا ہے جنھین ہندوستان مین پہلے کسی نے سنا ہی نہ تھا اوسکے نگاہون مین لیاقت لیاقت ہی ہے گو وہ کسی ہندو راجا مین ہو یا کسی ازبک مسلمان مین ہو۔ قوم اور ملت کسی ذی لیاقت کے لیئے نہ بڑے درجہ کی ملازمت کے ملنے سے اوسے روکتی تھی اور نہ اوس کی عزت وابرو کے مانع ہوتی تہی (اس لیئے بہگوانداس مان سنگھ۔ ٹوڈرمل وغیرہ مزاج کے لوگون نے جان لیا تہا کہ اس مسلمان بادشاہ کی ماتحتی مین اونھین اوس سے زیادہ اور کثرت سے فوائد حاصل ہین جو اونہین اپنے بزرگون کی ریاستون پر خود مختارانہ حکومت کرنے سے حاصل ہوتے۔ وہ بادشاہی صوبون پر حکمرانی کرتے اور شاہی فوجون پر اون کی حکومت چلتی تھی۔ وہ بادشاہ کے نہایت مخفی سے مخفی اون مشورون مین شریک ہوتے تھے کہ جن سے بڑا مقصود یہ تہا کہ تمام پچھلے بیگانگی اور تعصبون کو نسیاً منسیاً کر دیا جاے اور اون ریاستون اور ملکون کے سردارون کی اصلی طاقت کو کمزور نہ کیا جائے اور نہ کسی کے درجہ اور عزت مین کوئی

خلل آنے پائے جو اوس کی ایسی تجویزون مین شرکت اور پیروی کرتے تھے کہ جن سے وہ صوبے جو اب تک بیگانہ اور ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے ملکر ایک بڑے بادشاہ کے قلمرو مین شامل ہو جائین۔

اکبر نے اس مقصد کے حصول کے واسطے جو تجویزین سوچی تھین اون مین سے ایک یہ تجویز بہی تہی کہ وہ ہندو راجاؤن کی بیٹیون سے اپنے اور اپنے خاندان کے لڑکون کی شادی کیا کرتا تہا۔ وہ جانتا تہا کہ ازدواج سے بڑہ کر کوئی چیز مساوات پیدا کرنے کے لئے کافی نہین ہے۔ اور راجپوت راجہ بہی اس بات کو جان گئے تھے کہ وارثان تخت اور نیز مالکان سلطنت سے اون کا رشتہ ہونا اکثر اس بات کے لئے کامل اطمینان کا باعث ہوتا ہے کہ اون کی عزت اور شان و شوکت مین فرق نہ آئیگا۔ جب وہ ہندوستان کی اوس حالت کو خیال کرتے جو اوس کی حکومت سے پہلے تھی اور سوچتے کہ مسلمانون کے پچھلے پانچسو برس کے فتوحات کے باعث اتحاد و اتفاق کے بجائے ملک مین کیسے لڑائی جھگڑے پہیل گئے ہین اور یہ شخص جو لڑکپن اور ناتجربہ کاری اور امورات سلطنت کے ناواقفی کے زمانہ مین ہمارے یہان آیا ہے اور ملک مین امن اور انتظام اور اچھی حکومت قایم کردی ہے اور جس ملک کو فتح کیا وہان مذہبی آزادی اور عدل و انصاف پہیلاتا ہے اور اوسی ملک کو فتح کرتا ہے جہان یہہ اصول وہ جاری کرتا ہے اوسکے نزدیک قوم اور مذہب کے فرق سے انسانون مین کوئی امتیاز نہین ہے تو چونکہ وہ لوگ خدا کے اوتارون کا اعتقاد رکھا کرتے تھے

اونھون نے اکبر کے چال چلن کو دیکھکر اوسے سمجھا ہوگا کہ وہ معمولی انسانون سے ضرور کچھ بڑھ کر ہے اور اوس مین الوہیت اور کریمی کی ایک شان پائی جاتی ہے۔

اوسنے مذہبی آزادی ایسی دے رکھی تھی اور اعتبار اپنا ایسا قابل اطمینان پیدا کرلیا تہا اور اپنے اصول ایسے وسیع اور فیاضانہ ترحم آمیز مقرر کئے تھے کہ باوجود تخالف نسل و تعصبات مذہبی و تنفر معاملات باہمی کے یہان کے باشندے اوسکے گرویدہ ہوگئے۔ اور جب اس گرویدگی کے عوض مین اکبر نے اون سے اوس قدیمی تعصب کے ترک کرنے کو کہا جو اوس اصول عظیم کا برہمزن اور مخالف تہا جسے اونھون نے نظام جدیدہ کا بنیادی پتھر تسلیم کرلیا تہا اور سمجھایا کہ اوس ضد اور خودنمائی کو چھوڑدو جسکے باعث سے وہ تمام مخلوق کو ہندو نہ ہونے کے باعث ناپاک اور نجس سمجھتے تھے تو صرف ایک مشہور آدمی کے سوا سب نے اوسکے کہنے کو مان لیا۔ اونھون نے اسبات کو تسلیم کرلیا کہ اس قسم کے اصول کا اجرا رکہنے کے لایق نہین ہے۔ اور اس کا بھی یقین کرلیا کہ وہ اپنے عقاید مین سے اوس متعصبانہ خیال کو عملی طور پر اگر چھوڑدین کہ جس سے غیر قوم والونکے ساتھ ازدواج کی ممانعت ہو رہی ہے تو اوس سے اوس نظام کو بڑی تقویت ہوگی جس سے اونکے ملک مین سرسبزی اور امن چین پھیل رہا ہے اور اونکی عزت و حرمت مین ترقی ہو رہی ہے۔

اکبر کے جلوس کے اکتیسوین ۳۱ سال اوس کے پاس خبر آئی کہ اوس کا بہائی کابل مین مرگیا۔ اور بدخشان کے سرحدی صوبہ مین ازبکون نے تاخت و تاراج کی ہے اور کابل

پر بھی اون کا حملہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ چونکہ یہ معاملہ بڑا بھاری تھا اور ایسی حالت ہو رہی تھی کہ وہان اوسنے اپنا خود جانا نہایت ضروری سمجھا۔ اسلیئے فوج لیکر وسط ماہ نومبر مین پنجاب کو روانہ ہوا۔ اور ستلج کے پاس دوسرے مہینے کے اخیر مین پھونچ گیا۔ اور وہان سے سیدھا راولپنڈی کو کوچ کر دیا۔ جب وہان یہ معلوم ہوا کہ کابل کے معاملات کی صورت حسب دلخواہ ہوتی نظر آتی ہے تو وہ اپنے جدید قلعہ اٹک کو چلا گیا اور وہان سے ایک فوج راجہ بھگوانداس کی ماتحتی مین کشمیر کو بھیجی۔ اور ایک بلوچیون کے تعاقب مین روانہ کی۔ اور تیسری سوات والون کی تنبیہہ پر معین کی۔ ان تینون فوجون مین سے سوات کی فوج کو بڑی مصیبت پیش آئی۔ یوسف زیئون نے نہ مغلون کے اس اوّل حملہ والون کو ہی فقط بھگا دیا بلکہ جب اکبر نے اپنے بڑے پیارے رفیق راجہ بیربل کی ماتحتی مین اپنی فوج کو مدد بھی بھیجی تب بھی دشمنون نے مغلون کو ہزیمت دی اور اونکے آٹھ ہزار آدمی مار ڈالے اور راجہ بیربل کو بھی عدم کو رخصت کیا۔ مغلون کو عمر بھر ایسی کبھی شکست نہین ہوئی تھی۔ اسکے تدارک کے واسطے اکبر نے اپنے سب سے نامی گرامی سپہ سالار راجہ ٹوڈر مل کو بھیجا۔ اور راجہ مان سنگھ جے پور والے کو بھی اوس کی تائید کے لئے ساتھ کیا۔ ان سپہ سالارون نے بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے کارروائی کی اور باڑے بنا بنا کر آگے کو بڑھے اور آخر کو وادی خیبر مین ان قومون کو کامل شکست دیدی۔

جو فوج کشمیر کو بھیجی گئی تھی اوسے اسی زمانہ مین یہان کے بہ نسبت کسی قدر زیادہ

کامیابی ہوئی تھی۔ اوسکے افسر وادی شُلیاس تک پہونچ گئے تھے۔ مگر وہان اونھون دیکھا تھا کہ اوس وادی کو وہان کے مسلمان بادشاہ نے بند کر رکھا ہے۔ کچھ روز تو وہ وہان رسد کے انتظار مین ٹہیرے رہے۔ مگر بارش اور برف نے اونھین آ لیا۔ اور قبل اس سے کہ وہ کسی جانب کو حرکت کر سکین۔ یہ خبر آئی کہ بادشاہی فوج کو یوسف زیئون نے شکست دی ہے۔ اس سے ان مین جو کچھ ہمت باقی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اور اونھون نے کشمیر کے حاکم سے برائے نام خراجگذاری کے وعدہ پر صلح کر لی۔ اور اکبر کے پاس کو لوٹ آئے۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اونھون نے دل جما کر کام نہین کیا تو اون سے بڑا ناراض ہوا اور اونھین دربار مین آنے سے منع کر دیا۔ مگر اکبر کے دل مین رنج کچھ بہت دنون نہین رہا کرتا تھا۔ اوسنے اونہین جلد معاف کر دیا۔

تیسری فوج جو بلوچیون پر گئی تھی اوسے پہلے ہی مرتبہ کامیابی ہو گئی۔ اس بہادر سپاہی قوم نے مغلون کے بادشاہ کی اطاعت بغیر مقابلہ کے قبول کر لی۔ جب بھی تو ڈرمل اور مان سنگھ کی کوششون سے خیبر کی گھاٹی کا راستہ کھل گیا تو اکبر نے مان سنگھ کو جو جے پور کے راجہ کا بھتیجا اور وہان کے راج کا وارث تھا کابل کا صوبہ دار کر دیا۔ اور اوسے کافی فوج دیکر وہان کو روانہ کیا اور یوسف زیئو کے ملک مین اسکے بجائے اور فوج بھیجدی اور پیشاور پر مضبوطی سے قبضہ کر لیا۔ بعد ازان اکبر خود لاہور کو لوٹ آیا۔ وہان سے پھر اوسنے اور فوج کشمیر پر روانہ کی۔ جب یہ فوج گھاٹیون کے قریب پہونچی تو اسی زمانہ مین یعنی ایام گرما ۱۵۸۶ء مین کچھ

لوگون نے وہانکے خاص بادشاہ کے برخلاف سری نگر مین بغاوت کی اس سبب سے شاہی فوج کو اوس ملک مین داخل ہونے اور فتح کرنے مین کوئی بڑی دقت پیش نہین آئی۔ اور اس طرح پر یہ ملک بھی مغلیہ حکومت مین داخل ہوگیا۔ اور اکبر کے بیٹے کے عہد مین ہندوستان کے مغلیہ بادشاہون کا بھی مقام ایام گرما مین مسکن قرار پایا۔ یہہ بھی ذکر کرنا یہان مناسب ہے کہ جمرود تک پھوپخنے کے لئے جو خیبر کی گھاٹی کے دہانہ پر واقع ہے مان سنگھ کو ان پہاڑی قومون سے ایک اور لڑائی لڑکر فتح حاصل کرنا پڑی تھی۔ اس کے بعد وہ کابل پھونچا اور وہان بڑے استحکام کے ساتھ ملک کا انتظام کیا۔ مگر کابل والون اور نیز بیرونی اقوام کے سردارون نے اکبر سے اس امر کی شکایت کی کہ راجپوت راجہ کی حکومت ادنھین گوارا نہین معلوم ہوتی جس سے اکبر نے مان سنگھ کو بنگالہ کی صوبہ داری پر بھیجدیا۔ اور کابل مین مسلمان صوبہ دار مقرر کردیا۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ بنگالہ مین بھی ایک زبردست حاکم کی ضرورت ہو رہی تھی۔ بعد ازان اسی وقت اوسنے کابل کے جانے کا ارادہ ترک کردیا۔

۱۵۸۸ء مین سب سے پہلے اوسنے سندہ پر قبضہ کیا۔ پھر دوسرے سال کے موسم بہار مین کشمیر کو گیا۔ جب بھمبر پھونچا تو اوسنے بیگمات حرم کو شاہزادہ مراد کے ساتھ وہان چھوڑدیا۔ اور خود سیدھا سری نگر کو سوار ہوگیا۔ اور موسم برسات کے شروع ہونے تک گردنواح کی سیر مین مصروف رہا۔ پھر مستورات کو رہتاس کو روانہ کردیا۔ جب وہ کابل کو روانہ ہوا تو بیگمات اوسے اسکے بعد اٹک کے مقام پر ملین۔ کابل کے راستہ کی گھاٹیان

سب صاف تھین جو کوہستانی قومون کی مزاحمت تھی وہ سب رفع ہوگئی تھی۔ اسلیئے اکبر دریائے سندہ سے اٹک کے پاس سے گذرا اور وہان سے بآسانی تمام کابل کو چلا گیا۔ اور وہان دو مہینے رہکر باغات اور قابل دید مقامات کی سیر کرتا رہا۔ تمام امیر و غریب اوس کے پاس آتے اور فائدہ اوٹھاتے تھے۔ وہ ابھی کابل مین ہی تہا۔ کہ ۱۰ نومبر ۱۵۸۹ء کو راجہ تو ڈرمل کے مرنے کی اوسے خبر پہونچی اور اوسی روز ایک اور معتبر ہندو دوست راجہ بھگوانداس والی جے پور بھی مرگیا اس سبب سے اکبر نے کابل گجرات اور جونپور کے صوبہ دارون کے نئے بندوبست کیئے اور ہندوستان کو لوٹ آیا۔

مین نے اوپر ذکر کر دیا ہے کہ اوسنے بنگالہ کی صوبہ داری کا پہلے ہی بندوبست کر دیا تہا۔ وہ اپنے وطن کو لوٹتے وقت شروع ۱۵۹۰ء مین لاہور مین پہونچا۔ اسی مقام پر وہ ٹہیرا ہی ہوا تہا کہ اوسے خبر ملی کہ اوسکے پیاری دایہ کے بیٹے اور اوس کے نیئے مقرر کیئے ہوئے گجرات کے صوبہ دار نے کاٹہیا وار اور کچھ کی ریاستون سے لڑائی قایم کر دی ہے۔ ان لڑائیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونون صوبہ بھی بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوگئے اور جس افغان نسل کے بادشاہ نے مغربی ہند مین ان تمام ہنگامون کو برپا کیا تہا وہ خودکشی کر کے مرگیا۔ بادشاہ نے لاہور کے قیام سے یہ فائدہ اوٹھایا کہ سندہ کے معاملات کی صورت جو اس وقت کچھ خراب سے نظر آتی تھی اوسکے نسبت احکامات جاری کر دے کہ کامل انتظام وہان کا کر دیا جائے۔ اس ملک کی نسبت جو پہلے سے خیال تہا اوسکے برخلاف یہان کی کامل فتح مین بہت زیادہ مشکلات کا

سامنا پڑا اور وہان بڑی بھاری کمک روانہ کرنے کی ضرورت عاید ہوئی اور حسب دلخواہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے بڑے استقلال اور احتیاط سے کام لینا پڑا۔ اور اس جگہ کی لشکرکشی مین پورے دو سال صرف ہوئے اسی زمانہ مین کشمیر مین بغاوت پیدا ہوگئی تھی۔

بادشاہ ان دونو سالون مین لاہور مین ہی رہا۔ اور جب ہی کہ اوسنے سنا کہ سندہ کا انتظام حسب دلخواہ ہوگیا تو اکبر خود بھی دریائے چناب کے کنارہ سے جہان وہ شکار کھیلنے کے لئے رہگیا تھا اور اپنی بڑی فوج کو بھمبر کی طرف پہلے ہی بھیج چکا تھا اور موقع کا انتظار کر رہا تھا اپنی فوج سے ملجانے کے واسطے روانہ ہوا راستہ مین اوسے خبر ملی کہ باوصف سخت مزاحمت کے اوسکے ہراول نے ایک گھاٹ کے راستہ کو کھول لیا ہے۔ اس واقعہ سے لڑائی کا فیصلہ ہوگیا کیونکہ باغی سردار کے سپاہی اوسکے کامون سے ناراض ہوکر رات کے وقت اوسی پر پھپل پڑے اور اوسے مار ڈالا اور سر کاٹکر اکبر کے پاس بھیجدیا۔ اس شخص کے مرنے سے مزاحمت بالفعل موقوف ہوگئی۔ اور اکبر سری نگر مین جاکر وہان آٹھ روز تک مقیم رہا اور وہان کا انتظام کرکے بارہ ملا کی گھاٹی سے روہتاس کو اور وہان سے لاہور کو چلا آیا یہان اوسے خبر ملی کہ راجہ مان سنگھ صوبہ دار بنگالہ نے صوبہ اوڑیسہ کو کامل طور پر ممالک محروسہ مین شامل کرلیا ہے۔ اس راجہ نے نذرانہ کے طور پر بنگالہ سے لاہور کو ۱۲۰ ہاتھی بادشاہ کو بھیجے تھے جنھین اوسنے اوس صوبہ مین پکڑا تھا۔

بند ہیاچل پہاڑ کے جنوبی ملکون کو شاہی قلمرو مین شامل کرنے کے لئے دوسرے سال کوشش کی گئی اور برابر آٹھ سال تک اوس کا سلسلہ جاری رہا اور بحیثیت مجموعی اوس مین کامیابی بھی ہوئی بڑے بڑے محاصرون کے بعد شاہی فوج نے دولت آباد کھروا۔ ناسک۔ اسیر گڈھ۔ اور احمد نگر کے مضبوط مقامات کو لے لیا۔ اور اگرچہ وہ ملک جو احمد نگر کے متعلق تھے سنہ ۱۶۳۷ء تک کامل طور پر قبضہ مین نہین آئے مگر جو موقع اکبر کو حاصل ہوگیا اوس سے مغلون کو وہان ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کم از کم ایک سو برس تک قایم رہا۔

یہ دکن کی لشکر کشی تین باتون کے سبب سے بڑی مشہور ہے۔ اوّل تو سردارون کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے جو کشور کشائی کے لئے ہندوستان کے مختلف حصّون سے خود مختارانہ طور پر ملکر کام کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے جس سے یہ ضرورت پیش آئی کہ اوّل تو آگرہ سے اکبر نے اپنے پیارے معتمد ابو الفضل کو وہان بھیجا۔ اور پھر خود اکبر نے اوس مقام کا سفر کیا۔ دوسرے کثرت شراب خواری کے باعث اکبر کے بیٹے شاہزادہ مراد کی موت سے جو جالنہ کے مقام پر مر گیا تھا۔ تیسرے شاہزادہ سلیم کی تحریک سے جو اکبر کے باقی اولاد مین سب سے بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا آگرہ کو لوٹتے وقت ابو الفضل کا قتل ہوا۔

اکبر نے چودہ برس سے اپنا صدر لاہور مین مقرر کر رکھا تھا۔ مگر جب سنہ ۱۵۹۸ء مین جنوبی ہند کی حالت نے اوسے مجبور کیا تو وہ دکن کو روانہ ہوا۔ اور احمد نگر اور اسیر گڈھ

کو اوسنے بہ جبر و قہر لے لیا۔ بعد ازان شاہزادہ دانیال کو خاندیس اور برار کا صوبہ دار کیا اور ابو الفضل کو احمد نگر کے علاقہ کی فتح کی تکمیل کے لئے مقرر کر کے خود موسم بہار سنہ ۱۶۰۱ع مین آگرہ کو روانہ ہوگیا۔

جس سبب سے کہ اکبر کو آگرہ مین آنا ضرور ہوا تھا وہ ایک بڑا دردانگیز معاملہ ہے شاہزادہ سلیم نے اوسے ابتدائی لڑکپن سے ہی بڑا پریشان کر رکھا تھا پھر جب یہ لڑکا جوان بھی ہوگیا تب بھی اس کا چال چلن ایسا ہی رہا کہ جس سے اکبر کا تفکر کچھ کم نہ ہوا۔ سلیم جو آجکل جہانگیر بادشاہ کے نام سے مشہور ہے مزاج کا سخت اور ظالم تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ذرا بھی نہ روک سکتا تھا۔ اوسے ابو الفضل سے درحقیقت اس رشک و حسد کی وجہ سے نفرت تھی کہ اوسکے باپ کے نزدیک اوسکی بڑی عزت و حرمت تھی۔ مگر ظاہر مین وہ کہتا تھا کہ مجھے ابو الفضل اسوجہ سے برا معلوم ہوتا تھا کہ اوسنے میرے باپ کو متعصب (پختہ) مسلمانونکے متعصبانہ (پکے) عقیدہ سے پھیر دیا ہے۔ اکبر کچھ دنون تک تو اس امید مین رہا کہ ابو الفضل کے جنوبی ہند کے چلے جانے سے میرے بیٹے کی ناراضی رفع ہو جائیگی اور جب وہ دکن کو جانے لگا تھا تو اوسنے سلیم کو اپنا ولی عہد کر دیا تھا اور اجمیر کا صوبہ دار کر کے اوسے رانائے میواڑ کی مہم پر مامور کر گیا تھا۔ جسنے اس مرتبہ پھر بغاوت کی تھی۔ اکبر نے اوسکی میلان طبع کے جانچنے کیواسطے راجہ مان سنگھ کو بھی اوس کی امداد کے لئے بھیجا تھا جو اکبر کا مصاہرت کی وجہ سے رشتہ دار تھا۔

سلیم اور راجہ مان سنگھ دونو میواڑ کی طرف روانہ ہو گئے تھے کہ اسی مین بنگالہ سے جہان کا کہ مان سنگھہ صوبہ دار تھا بغاوت اوٹھہ کھڑی ہونے کی خبر آئی اسلئے مان سنگھہ کو بغاوت فرو کرنے کے لئے اودہر کو فوراً جانا پڑا جب سلیم کا کوئی مشیر نہ رہا اور ایک بڑی فوج کی افسری اوسکے آنکھون مین نظر آئی اور باپ کو دیکھا کہ وہ دکن مین ہے تو اوسنے بادشاہی کے تخت و تاج پر قبضہ کرنے کے لئے جرات کی۔ اور میواڑ کے جانے کا ارادہ ترک کرکے فوج لیکر آگرہ کو چلدیا۔ جب شاہی قلعہ کے قلعہ دار نے بادشاہ کی وفاداری کے بنا پر سلیم کو قلعہ کے اندر نہ گھسنے دیا تو وہ الہ آباد کو چلا گیا اور اوس پر قبضہ کرکے صوبہ جات اودھ اور بہار پر دخل کرلیا۔ اور بادشاہ کا لقب لے لیا۔ انھین واقعات کی خبر سنکر اکبر دکن سے چلا آیا تھا۔ اکبر نے سلیم کی اس حرکت کو مزاج کی خرابی سے منسوب کیا جس پر کہ سلیم کا کبھی قابو نہین چلا کرتا تھا اور اوسنے یہ ارادہ کیا کہ سلیم کو مجبور کرنے کے بجائے ہدایت کرکے سیدھا کرلے اس لئے اوس نے اوسے ایک خط لکھا اور کہا کہ اگر تم صرف پہلے کی طرح اطاعت اختیار کرلوگے تو ہماری محبت مین کسی طرح فرق نہ آئیگا۔ اور وہ نقصانات اوسے جتا دئے جو متواتر نافرمانی کے باعث اوسے جھیلنا پڑتی۔ جب یہ خط سلیم کے پاس پھونچا تو اکبر آگرہ کے قریب جا پہونچا تھا اور اوسکے ساتھ جو سپاہیون کی فوج تھی اگرچہ وہ بتعداد مین تھوڑی تھی مگر اوس کی تمام سلطنت کی فوج مین سے منتخب کی ہوئی تھی۔ سلیم نے تب یہ سمجھہ لیا کہ اب اوس کا دبدبہ کسی طرح قایم نہین رہ سکتا اور اگر اپنے

بات پر اصرار کیا تو ولی عہدی ہاتھ سے جاتی رہیگی - اسلیئے اوسنے نہایت ادب اور انکسار کے ساتھہ جواب باپ کی خدمت مین بہیجدیا - مگر جو مضمون اوس نے اپنی عرضی مین تحریر کیا اوس کا چال چلن اوس کے مطابق پھر بھی نہ ہوا - اور جب کچھہ بعد مین اوسے یہ خبر ملی کہ بادشاہی فوج کا بڑا حصّہ ابھی تک دکن مین ہی ہے تو وہ اٹاوہ کو چلا اور راستہ مین چلتے چلتے فوج جمع کرتا - ہا - اوس کا مقصد یہ تہا - کہ باپ کے پاس ایسی فوج لیکر حاضر ہوئے جس کا اوس پر دباؤ پڑے - مگر اکبر اس دہوکے مین نہ آیا - اوسنے اپنے بیٹے کو دو باتین لکھہ بہیجین کہ چاہو تو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ آگرہ کو چلے آؤ - ورنہ الہ آباد کو لوٹ جاؤ -

شاہزادہ سلیم نے دوسری شق کو پسند کیا - غالبًا اوس سے یہ اقرار کیا گیا تہا کہ بنگالہ اور اوڑیسہ کے دونو صوبہ اوسے دیدئے جائینگے - بہرحال اقرار کیا گیا تہا یا نہین - یہ دونو صوبہ اوسے دیدے گئے - اسوقت ہم اس امر کا فیصلہ تو نہین کر سکتے کہ اکبر نے جو طرز اسوقت اختیار کیا - آیا وہ اس وجہ سے تہا کہ اوسنے اپنی حالت کو بیٹے سے کمزور پایا تہا یا وہ اپنے بیٹے سے لڑنا ہی نہ چاہتا تہا یا بیٹے کی محبت اوس پر غالب تھی - غالبًا ان تینون خیالات نے ملکر اوس پر اس طرز کے اختیار کرنے کے لیئے اثر کیا ہوگا کہ جس سے ایک گونہ اوس کی کمزوری کی جہلک دکھائی دیتی ہے - بہرحال اس کی کوئی وجہ کیون نہ ہو - اکبر کو جلد معلوم ہوگیا کہ اوس کے سرکش بیٹے پر اوس کی مہربانی سے کوئی اچھا اثر مترتب نہ ہوا - کیونکہ سلیم نے جس کا حافظہ بہت ہی اچھا

تہا اور جس کے دل سے عداوت کبھی رفع نہین ہوئی تہی جب دیکھا کہ ابوالفضل دکن سے واپس آرہا ہے اور اوسکے ساتھ آدمی تہوڑے ہین تو اوسنے اورچھے کے راجہ کو بھڑکایا کہ راستہ مین اوسے قتل کردے۔

اکبر کو اس اپنے دوست کے مرجانے سے سخت صدمہ پہونچا۔مگر یہ بڑی خوشی کی بات ہے اوسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اوس کا بیٹا بہی اس جوروستم مین شریک ہے۔اکبر نے یہی سمجھا کہ اورچھے کا راجہ ہی فقط مجرم ہے اسلئے اوسکے غارت کرنے کیواسطے فوج روانہ کی۔مجرم راجہ جنگلون کو بہاگ گیا۔اور اپنا پورا پورا ابچاؤ کرتا رہا۔یہانتک کہ اکبر کے مرنے سے اوسے بہاگنے اور چھپنے کی ضرورت نہ رہی۔پھر اکبر اور سلیم باہم رضامند ہوگئے۔اور بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے کو میواڑ کا ہنگامہ فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا۔اس فساد کی وجہ یہ تھی کہ میواڑ کا راجہ پرتاب سنگھ مغلون کی اطاعت سے برابر انکار ہی کئے جاتا تہا۔ہلدی گھاٹ کے مقام پر ۱۵۷۶ء مین اسے شکست ہوئی۔پھر یہ راجہ جنگلون کو بہاگ گیا۔اور بادشاہی لشکر بھی اسکے تعاقب مین لگا ہی چلا گیا۔زمانہ کی گردشون نے اوس پر ایسی نحوست برسائی کہ علی التواتر اوسپر مصیبتین پڑتی رہین اور ایک مرتبہ بھی کامیابی نہین ہوئی جس سے اوسنے ارادہ کیا کہ میواڑ چھوڑدے اور اپنے خاندان اور معتبر رفیقون کو ساتھ لیکر دریاے سندہ کے کنارہ چلا جاے اور وہان ایک اور راج قایم کرے۔چنانچہ اسی خیال سے وہ چل کھڑا ہوا مگر اوسکے بےنظیر ہوا خواہ وزیر نے لڑائی جاری رکھنے کے لئے ایسے وسائل

پیدا کرلے کہ اوسنے ایک مرتبہ اور لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ اور لوٹ کر اپنے مخالفونکے
چند اوّل پر جو اپنی کامیابیون کی وجہ سے بیخبر پڑے ہوئے تھے ۱۵۸۶ء مین حملہ کیا
اور تمام میواڑ قلعہ چتور اور منڈل گڈہ کے سوا سب لے لیا۔ چونکہ چتور کا قلعہ اوس کے
قبضہ مین نہ تہا اس لئے اودے پور مین اوسنے اپنا نیا صدر قایم کیا۔ جو آخر کار اوسکا
دار السلطنت مشہور ہوگیا۔

جب وہ ۱۵۹۷ء مین مرا ہے تو اسوقت تک بھی وہ خود مختار تہا اوسکے بعد اوسکا
بیٹا امر رانا راجہ ہوا۔ جو اسوقت ۱۶۰۳ء مین جس کا کہ ہم بیان کر رہے ہین بادشاہی لشکر
کے تمام کوششون کا علاقہ میواڑ مین پورا پورا جواب دے رہا تہا۔

شاہزادہ سلیم کو بہت اچھا موقع تہا۔ جو فوج اوسکے پاس تہی وہ بخوبی کافی تہی۔ اگر
اوس سے محنت اور ہوشیاری کے ساتھ کام لیا جاتا تو میواڑ کی فتح کامل ہوجاتی۔ مگر اوس
شاہزادہ نے ایسے کم توجہی سے کام کیا کہ اکبر نے اوسے واپس بلا لیا۔ اور اوسکی
اپنی کچھ کچھ خود مختارانہ حکومت پر الہ آباد کو بہجدیا۔ جہان کہ وہ زناکاری ہی نہین بلکہ اس سے
بھی زیادہ بُرے کامون مین اپنی اوقات کو ضایع کرتا رہا۔ اور اوسنے اپنے فرایض
اور عزت کا ذرا پاس ولحاظ نہ رکھا۔ اور اپنے نہایت ہی سچے رفیق ملازمون کو قتل
کر دیا۔ جس سے آخر کار اکبر خود الہ آباد کو اس امید سے چلا کہ اوسکے جانے سے شاید
بیٹے پر کچھ اثر پڑے۔ مگر وہ دو ہی منزل چلا تہا کہ مان کی سخت بیماری کی خبر سنکر
واپس چلا آیا۔ لیکن جب یہ بات شاہزادہ سلیم کو معلوم ہوئی کہ باپ آگرہ سے اس

غرض سے روانہ ہوا تہا تو اوسکے خیالات اور اوسکے افعال بدل گئے۔ چونکہ اوس کا باپ اوسکے پاس نہین آسکا تہا اسلئے اوسنے چاہا کہ چند آدمیون کے ساتہہ باپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ چنانچہ یہان آکر اوسنے باپ کی اطاعت کی۔ مگر اپنے چال و چلن کو پھر بھی نہ بدلا۔ اور یہان پر جو اوسکے اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ خسرو سے بحثین پیش آئین اونکا دربار مین بڑا فضیحتہ مچا۔

سچ ہے کہ بادشاہ کو اپنی اولاد کی طرف سے کوئی خوشی حاصل نہین ہوئی اوس کے دونو بڑے بیٹے جو تواٴمان پیدا ہوئے تھے بچپن مین ہی مر گئے تھے تیسرا جسے غلطی سے بڑا بیٹا کہتے ہین شاہزادہ سلیم تہا۔ چوتھے بیٹے شاہزادہ مراد کا حال ہم پہلے ہی لکھہ چکے ہین۔ پانچوان بیٹا شاہزادہ دانیال تہا کہتے ہین کہ یہ شاہزادہ قامت کا بلند اور اندام کا موزون اور صورت کا اچھا تہا گھوڑون اور ہاتھیون کا نہایت شوقین اور ہندوستانی شعر و سخن مین بھی اوس کی طبیعت موزون تھی۔ مگر اپنے بہائی مراد کی طرح شراب خواری کا عادی تہا۔ اور اس زمانہ مین وہ بھی اسی مے نوشی کے سبب سے مر گیا تہا۔ اکبر کو اس کے مرنے سے بڑا صدمہ ہوا۔ اوسنے اپنے مقدور بھر ہر طرح کوشش کی تھی کہ بیٹے کی بدعادتون مین کچھہ کمی ہو جاے اور اوسنے بیٹے سے وعدہ بھی لیا تہا کہ وہ شراب خواری چھوڑ دیگا۔ مگر سب بے سود ہو گیا۔ اسوقت دربار مین بادشاہ کے کئی پوتے موجود تھے اون سب مین سب سے پیارا شاہزادہ خرم تہا جو جہانگیر کے بعد شاہجہان کے لقب سے تخت نشین ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ دانیال کی موت اور موت کے سبب کے سننے سے اکبر کے دل پر بڑا ہی صدمہ پہونچا تہا۔ اسوقت وہ بیمار تہا۔ اور اوس سے بہت جلد ظاہر ہوگیا کہ اب اوس کا نتیجہ صرف زندگی کا خاتمہ ہی ہے۔ اس سے اہل دربار کو فوراً خیال پیدا ہوگیا کہ آئندہ کون بادشاہ ہوگا۔ اکبر کے بیٹون مین اب صرف شاہزادہ سلیم ہی زندہ تہا مگر الہ آباد۔ آگرہ وغیرہ مین اوس کا چال چلن ایسا رہا تہا کہ جس سے اکثر لوگون کے دل اوس سے پہر گئے تھے مگر امرا کے نزدیک اوسکے بیٹے شاہزادہ خسرو کی عزت وحرمت مین اب تک کوئی داغ دہبہ نہ لگا تہا۔ سوائے اسکے شاہزادہ خسرو جودہپور کی رانی کے پیٹ سے تہا۔ اور راجہ مان سنگہہ اوس کا نہایت قریب کا رشتہ دار تہا۔ جو ارکین شاہی مین بڑے درجہ کا آدمی اور حامی السلطنت تہا۔ پہر اس شاہزادہ کی شادی ایک بڑے مسلمان امیر کی بیٹی سے ہوئی تھی جس کا فوج مین سب سے بڑا درجہ تہا اور جو غالباً خود بہی خاندان شاہی کے رشتہ دارون مین سے تہا کیونکہ وہ اکبر کی پیاری دایہ کا بیٹا تہا۔ غرض کہ ان دونو بڑے بڑے امیرون نے یہ تدبیرین کرنا شروع کین کہ شاہزادہ سلیم کو الگ کردین اور شاہزادہ خسرو کو تخت نشین کرین۔ اس مقصد کے سرانجام دینے کے واسطے اونھون نے آگرہ کے قلعہ کی حفاظت کے واسطے اپنے آدمی مقرر کردئے جہان اکبر بیمار پڑا ہوا تہا اگر اکبر اسوقت مرجاتا تو اوس کی موت کے بعد ضرور خانہ جنگی شروع ہو جاتی کیونکہ سلیم اپنے دعوے سے کبہی دست بردار ہونے والا نہ تہا۔ مگر جب شاہزادہ سلیم کو یہ معلوم ہوگیا کہ میرے

برخلاف لوگون نے سازش کرلی ہے تو اوسے اپنی جان کی سلامتی کا خطرہ پیدا ہوگیا اور آگرہ سے کچھہ دور رہنے کے لئے چلا گیا۔ جب اکبر نے بیٹے کو اپنے پاس نہ دیکھا اور جانا کہ اب میرا اخیر وقت آگیا ہے تو چونکہ اوسکی محبت معمول سے کہین زیادہ تھی اوسنے اپنے امیرون کو بلایا۔ اور سب سے کہدیا کہ میرے بعد سلیم بادشاہ ہو۔ اور شاہزادہ خسرو کو صوبہ بنگالہ دیا جاے۔

اکبر کی بات کی جو اوسکے امیرون پر تعظیم و عظمت تھی جیسے وہ اس نازک وقت پر ظاہر ہوئی ہے ایسی پہلے کبھی ظاہر نہین ہوئی تہی اگر اسوقت وہ اپنی ناشکری اور ناحق شناسی بیٹی کی نسبت ایک ذرا اشارہ بہی ناراضی کا ظاہر کرتا تو اوس کے اخراج کے لئے کافی تہا۔ برخلاف اُسکے جب اوسنے بیٹے کی طرفداری کا اظہار کیا تو اوس کا یہ اثر ہوا کہ بڑے بڑے اراکین دولت اوس کی وصیتون پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ اور جو لوگ کہ دودل اور متردد ہو رہے تھے وہ بھی انکے ساتھی ہوگئے۔

یہان تک کہ فوج کا سب سے بڑا سردار شاہزادہ خسرو کا خسر جو راجہ مان سنگھہ کے ساتھ شاہزادہ خسرو کی طرفداری کے لئے شریک ہوگیا تھا اسکے اثر کو نہ روک سکا۔ اور شاہزادہ سلیم سے مخفی طور پر کہلا بہیجا کہ مین بہی تائید کے لئے موجود ہون جب مان سنگھہ نے جو سب سے زبردست شخص تہا اس نازک وقت پر دیکھا کہ مین اکیلا رہگیا تو اوسنے سلیم کے پیام اور التماس کو مان لیا۔ اور اوس کی تائید کا وعدہ کیا۔ اب جب کہ سلیم کو اپنی ولیعہدی کا پورا اطمینان ہوگیا تو وہ قلعہ مین آیا اور

اکبر نے جو مرنے کے قریب تہا اوس سے بڑی پیار کی باتین کین۔ جو باتین کہ اسوقت باپ بیٹون مین ہوئین اون کی کیفیت خود اسی شاہزادہ نے لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہی کہ محبت کی باتونکے بعد میرے باپ نے فرمایا کہ میرے تمام امیر میرے سامنے آئین مین اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ کسی قسم کی ناچاقی تیری اور میری اون دولت خواہون مین ہوئے جو سالہا سال میرے محنتون اور سختیون مین شریک رہے ہین اور فخروشان کے کامون مین اونھون نے میری امداد و اعانت کی ہے چنانچہ جب سردار حاضر ہوئے اور بادشاہ کا آداب بجالائے۔ تو اوسنے سب کو مخاطب کرکے چند الفاظ کھے۔ پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک کو دیکھا اور سب سے کھا کہ اگر بھولی چوکی کوئی تقصیر آپ صاحبون کی نسبت مجھ سے ہوئی ہو تو مجھے معاف کیجئے۔ یہ دیکھکر شاہزادہ سلیم ڈھاڑین مار کر باپ کے قدمون پر گر پڑا۔ مگر اکبر نے اپنے خدام سے اشارہ کیا کہ شاہزادہ کی کمر سے اوس کی خاص تلوار اور سر پر دستار کو باندہ دین اور شاہی قبا اوسے پہناوین پھر بادشاہ نے خاتونان حرم کی خبرداری کے لئے اوس سے التجا کی۔ اور کھا کہ میرے پورانے رفیقون اور دوستون پر نوازش اور مہربانی کی نظر رکھنا۔ اور پھر سر جھکا کر دنیا سے سدہارا۔

اس طرح پر مغلیہ سلطنت کا اصلی بانی دنیا سے راضی خوشی اوٹھ گیا وہ اپنے باپ دادا سے کھین بڑہ کر اقبالمند اور زیادہ دور اندیش اور کہین بڑا موحد تھا اور اپنی لیاقتون کے اظہار کے لئے اون سے بڑہ کر اوسے موقع بھی ملے تھے۔ اور

اس قدر لمبی زندگی پائی تھی جس مین اوسنے ہندوستان کے مختلف قومون کو یہہ
بات ثابت کردی - کہ اون کی سلامتی اور اون کی علمی آزادی اور اون کا اپنے باپ
دادونکے مذہب اور رسم ورواج کو حسب دلخواہ عمل مین لانا اسی پر منحصر ہے کہ وہ سب
سے اعلیٰ اور زبردست بادشاہ کی اطاعت کرین جس سے یہ بے بہا برکتین اون کو
حاصل ہوسکتی ہین - غرض اس شخص کو کسی قوم وملت سے تعصب نہ تہا - ازبک ہون
یا افغان ہندو ہون یا پارسی یا عیسائی وہ سب کے ساتھہ یکسان پیش آتا بشرطیکہ وہ اوسکے
ساتہہ وفاداری مین چست اور ذہن ولیاقت مین درست اور سچے اور ذی اعتبار
ہونے سب قومون نے جان لیا تہا کہ اوس کی اونچاس برس کی حکومت مین ہندوستان
پر کہین باہر سے حملہ نہین ہوا - اور واقف ہو گئے تھے کہ اوسنے تمام اندرونی
مخالفون مین سے کچھہ کو تو بزور شمشیر اور کچھہ کو صلح آمیز باتون سے مغلوب کرلیا ہے
اور جہان تک ہوسکتا ہے نرمی سے ہی کام نکالتا ہے - محمد امین اوس کے مرنیکے
بعد لکھتا ہے کہ تمام ہندوستان مین مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک
بڑے استقلال اور ایمانداری اور راستبازی سے اوس نے فرمانروای کی -
تمام لوگ ہر ایک قوم ملت اور ہر ایک درجہ کے اوسکے دربار مین آتے - اوسکے
وقت مین مخلوق کے تمام طبقات مین عام امن چین پھیل رہی تھی - اور ہر ایک
مذہب کے لوگ اوس کی حمایت اور حفاظت سے امن چین سے بسر کرتے تھے - یہ
سب جو مین نے اوپر بیان کیا اکبر کا حال بادشاہ ہونے کی حیثیت سے ہے

اب مین دوسرے باب مین اوس کا بیان اس حیثیت سے کرتا ہون کہ وہ آدمی کیسا تہا۔

اکبر ۱۵ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو مرا۔ اور اوس کی کل عمر ۶۳ برس اور ایک دن کی ہوئی۔



باب دوازدہم



اکبر کے اصول اور اوس کا اندرونی انتظام

آئین اکبری کا مصنف لکھتا ہے کہ حکومت کے تینون شعبون کی کامیابی اور رعایا کے خواہشون کی بجا آوری گو وہ بڑے بڑے خواہشین ہون یا چھوٹی چھوٹی بادشاہ کی اس طرز دروش اور چال چلن پر منحصر ہے جس مین اوس کی عمر کے اوقات خرچ ہوتے ہین۔

جب اس محک کو کام مین لائین تو اکبر کی کامیابی کے اسباب کیا بحیثیت انسانی اور کیا بحیثیت ایک حاکم ہونے کے اوس سے منطقیانہ طور پر بخوبی دریافت ہو سکتے ہین۔ وہ فقط اپنے قواعد وضوابط اور وضع اندازکا ہی پابند نہ تہا بلکہ اوسکے تمام قواعد وضوابط مین یہ جوش اور تمنا پائی جاتی تہی کہ وہ معاملات کو سوچے اور ایسی باتین عمل مین لائے اور وہ کام کرے کہ جو واقع مین ٹہیک اور درست ہون اور اوس سے اوس کی زندگانی کے بڑے اوراعلی مقصد مین مدد ملتی ہو یعنی سلطنت کے اوس مکان کی تعمیر کو استحکام ہوتا ہو جس کی بنیاد مخلوق کے دلون مین قایم اور جمی ہو اور جسے کسی خاص حاکم کے افعال اور جانب داری سے غرض نہو۔ قبل اس سے کہ مین

بالتفصیل اس امر کا بیان کرون کہ وہ اس مقصد کے حصول کیواسطے کون کونسے وسائل اور ذرایع کام مین لایا چند الفاظ اوس مضمون یعنی اکبر کے ظاہر و باطن کے یکسان ہونے کے نسبت بھی جسکے ظاہری حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تہا کہ اوس کا دل بنی نوع انسان کی روحانی خواہشون اور ضرورتون کو خوب جانتا ہے کہدینا مناسب سمجھتا ہون جو اس عام بحث کا اصل اصول ہے۔ اس امر کی تفتیش اور تحقیقات کے واسطے کوئی اور بات اس سے زیادہ صریح اور صاف نظر نہین آتی کیونکہ اوس کی کامیابی بالکل اوسکے ذہن کی ساخت اور ذہن کی اوس قوت پر منحصر تھی کہ جس سے اوس کا ذہن اون باتون کو بلا تعصب قبول کرلیتا اور اون کو بے رو رعایت جانچتا اور پرکھتا تھا۔ جو اوسکے ہم مذہبون کے خیالات اور اونکی بالکل مخالف ہوتے تھین۔

مسلمان صرف فاتح ہی نہین تھے بلکہ ایسے فاتح تھے کہ جنہون نے اپنا مذہب بزور شمشیر پہیلایا تہا جس تذلیل اور تحقیر کی نگاہ سے ہندوون کو اور اون کے مذہب کو پختہ اور متعصب مسلمان دیکہا کرتے تھے وہ عبدالقادر بدایونی کی تحریرات کے ہر صفحہ سے جو اوس زمانہ کا ایک مورخ ہے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ پھر یہ تحقیر صرف ہندوون ہی کے مذہب پر منحصر نہ تھی۔ اونہین ہر ایک قسم کی ایسی عبادت سے اور ہر ایک کے ایسے مذہب و ملت سے نفرت تھی جسکو محمد صلعم کے پیرو نہین مانتے اور اوسپر ایمان نہین لائے تھے۔

اکبر بے شک اسی مذہب والون مین پیدا ہوا تہا۔ مگر خدا نے اوسکے دل مین تحقیق اور تجسس کی خواہش ودیعت کی تھی وہ کسی بات کو یون ہی بلا دلیل تسلیم نہین کرلیتا تہا۔ اوسے اپنی تعلیم وتعلم کے زمانہ مین اون ہندو راجاؤن کے جنہین اوسکی درباری گرہا اوتار کے معتقد ہونیکے باعث دل ہی دل مین ابدالآباد کا دوزخی سمجھتے تھے اچھے اوصاف وفاداری خیر خواہی اور اکثر نیک مزاجی اور شرافت ذاتی کو دیکھنے کا اتفاق پڑا تہا۔ اوسنے اس بات کو خیال کیا تہا کہ یہ لوگ اور اسی طرح کے خیال والے اور لوگ میری رعایا مین بکثرت ہین۔ اوس نے اس بات کو بہی جان لیا تہا کہ اگرچہ وہ لوگ اسلام کو قبول کر کے دنیاوی نفع اور فوائد بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے مگر اون مین سے اکثر اور خاصکر وہ لوگ جو بڑے معتبر اور نہایت ہی قابل اعتبار تھے وہ اپنے مذہب کی نہایت ہی گرویدہ تھے۔ اوسکے ذہن مین مدت سے یہ باتین جمی ہوئی تہین اور اوسے بخوبی یاد تھین اس لئے وہ ابتدا سے ہی اس خیال کو ناپسند کرتا تہا کہ چونکہ وہ بحیثیت فاتح اور بادشاہ کے مسلمانون کی قوم مین پیدا ہوا ہے۔ اسلئے اسلام کا مذہب تمام بنی نوع انسان کے لئے سچا اور ماننے کے قابل ہوجائے

پھر اوسکے یہ خیالات دل کے دل ہی مین نرہے رفتہ رفتہ اسطرح زبان پر بھی آنے لگے کہ جب تک مین خود ہی ہدایت پانے کے قابل ہون تب تک مین کسی کے ہادی بننے کا کیونکر دعویٰ کر سکتا ہون۔ اور جب اوسنے دوسرے مذہبون کی تعلیم اور اونکے عقاید کے حالات کو سنا تو اوس کے جو سچے شبہات تھے وہ اور بھی

مضبوط ہو گئے۔ اور روزمرہ کے سخت متعصبانہ جانب داریون کو دیکھکر جو اوسکے
سامنے کسی ہی مذہب وملت کے پیرو کی طرف سے پیش ہوئین اور بزور اوس کے
دل مین یہ خیال پیدا ہوا اور اوسنے اپنے اوپر یہ فرض کرلیا کہ تمام مذہبون کی آزادی
کو قایم رکھا جائے۔ اور کوئی روک ٹوک اور مزاحمت نہ کیجائے۔

اوس کے مزاج کی یہ تبدیلی یکایک نہین ہوئی تھی بدایونی مورخ جو ایک متعصب
مسلمان تھا اور اپنے خیال مین اسے اس عظیم الشان بادشاہ کی گمراہی اور ضلالت
خیال کرکے روتا اور کڑہتا تھا لکھتا ہے کہ یہ بادشاہ اپنے ابتدائی ایام طفولیت سے
جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک اقسام اقسام کے رنگ ڈھنگ بدلتا رہا ہی
اور انواع انواع کے مذہبون کے افعال برتتا اور اونکے عقاید پاتا رہا ہے اور اپنے
ایک خاص قسم کے انتخاب کرنیوالے عقل اور متجسسانہ طبیعت سے جو ہر قسم کے
اصول کے (اسلامیہ خلاف ہے) اون مین سے ایسی ایسی چیزون کو منتخب کرلیا ہے
جو لوگون کو کتابین ڈھونڈھنے اور اونکو چھاننے بیننے سے ملا کرتے ہین۔ جب اس
طرح کا اوسکا ایمان ہوگیا جس کی بنیاد چند ایسے ابتدائی اصول تھے جن کا پرتو اوسکے
آئینہ ضمیر پر پڑ گیا تھا۔ اور جو اون تمام معاملات اور واقعات کا نتیجہ تھے جو بادشاہ
کے روبرو پیش آیا کئے تھے تو رفتہ رفتہ نقش کالحجر کی طرح اوسکے دل پر یہ بات
منقش ہوگئی ہر تمام مذاہب مین دانشمند اور پرہیزگار ہوا کرتے ہین اور ہر ایک قوم
مین خدا تعالی نے صاحب کشف وکرامات پیدا کئے ہین۔ جب صداقت کچھہ نہ کچھہ

ہر ایک مذہب مین پائی جاتی ہے تو پھر ایک مذہب اور ایک عقیدہ مین اسلام کی صداقت کو منحصر کیون سمجھا جانے۔ حالانکہ اور مذاہب کے مقابلہ مین اسلام ایک محدث اور جدید مذہب ہے جسے ہزار سال کے قریب ہوئے ہین اور کیا وجہ ہے کہ جسے ایک فریق تسلیم کرے اوسے دوسرا مردود سمجھے۔ اور کیا وجہ ہے کہ ایک اون مین سے بلا مرجح اپنے کو اچھا اور اورون سے بہتر تصور کرے۔

بدایونی مورخ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اکبر برہمنون اور سمنیون(۱) سے بھی بات چیت کیا کرتا تھا اور اونھین کی صحبت کے اثر سے اوسنے تناسخ ارواح کے مسئلہ کو صحیح سمجھ لیا تھا۔ اس بیان کے صحیح ہونے مین شک نہین مگر اس کے سوا یہ بھی ہے کہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فیضی اور ابو الفضل دو بھائی تھے جو اکبر کے ہی طرح اسلام مین پیدا ہوئے اور اونھین لوگون مین اونہون نے پرورش پائی تھی۔ ان دونون کے سبب سے اکبر کے معلومات مذہبی اور خیالات ذہنی پر بڑا اثر پڑا تھا۔ چونکہ یہہ دو شخص بڑے نامی گرامی اور ذی رعب گذرے ہین اسلئے اون کا کچھ ذکر کرنا بھی بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ ایک شیخ عرب کے بیٹے تھے جس کا نام شیخ مبارک تھا اسکے آبا و اجداد ناگور۔ ملک راجپوتانہ مین رہا کرتے تھے شیخ مبارک نے اپنے آبا و اجداد کے مذہب کے علوم کو اسطرح پڑھا تھا کہ اوسکے تمام مالہ و ما علیہ سے بخوبی واقف ہوگیا تھا۔ اور خدا تعالی نے اوس کی طبیعت محققانہ

(۱) سمانی

بنائی تہی اور ذہن عالی عطا کیا تہا۔ اور اس علم کی ترقی سے اوسکے خیالات بڑے وسیع ہو گئے تہے۔ اوسنے اپنے لڑکون کو ایسی تعلیم دی تھی جس سے اونکا ذہن علوم و فنون کو حاصل کرنے اور اونہین خیالات مین قایم رکھنے کے لایق و قابل ہو گیا تہا اور وہ جس قسم کی مجلس اور صحبت مین بیٹھے وہان اونکی عزت و حرمت اور تعظیم و تواضع کیجاتی تھی بڑا بیٹا شیخ فیضی آگرہ کے قریب ۱۵۴۷ء مین پیدا ہوا تہا۔ کیونکہ شیخ مبارک اوسی طرف کہین جابسا تہا۔ اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ فیضی اکبر سے پانچ برس چہوٹا تہا جس زمانہ مین اکبر نے ممالک مغربی شمالی پر پھر قبضہ کیا ہے تو اوس سے کچھ ہی پیچھے شیخ فیضی جو اسوقت بیس سال کا تہا علم ادب اور فن طب کا سیدہا سادہا اور بغیر گھمنڈ اور نمایش کا کاروبار شروع کیا تہا۔ لیکن بہت جلد شعر و سخن مین اوس کا نام مشہور ہو گیا۔ ایک تو وہ خود نیک مزاج تہا اور اوسکی جبلت مین نیک مزاجی اور فیاضی کا خمیر رکھا گیا تہا اور پھر اسکے ساتھ طبابت کے پیشہ سے اوسکو آمدنی بہی ہوتی تہی۔ اس سبب سے وہ اکثر خیرات و مبرات کے کام

(۱) یہہ غلط ہے نہ تو شیخ مبارک شیعہ تہا اور نہ اوسکے دونو بیٹے۔ وہ حنفی مذہب صوفیانہ مشرب کا آدمی تہا اور اسی خیالات کی بنا پر اوسکے دونو بیٹون نے ترقی کرکے ایک حکیمانہ جسے فی الحقیقت متکلمانہ مذہب کہنا چاہیئے اختیار کرلیا تہا۔ اور یہ قصہ جو آیندہ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل ایسا ہے قصہ ہے جیسے آجکل ہی بعض جاہل طبیعت کے دوستی ملّا لوگ بحث و مباحثہ کے وقت ایک دوسرے کو رافضی بدعتی اور کافر تک کہدیا کرتے ہین۔

اور غریب و بیکسون کا علاج معالجہ مفت کیا کرتا تھا۔

مذہبی حیثیت سے فیضی کا اپنے باپ کیطرح شیعہ مذہب کے کچھ بگڑے بگڑائے طریقون کے برتاؤ کی طرف میلان تہا۔ کہتے ہین کہ جب ایک مرتبہ اوسنے قدرکو (جو ایک عہدہ دار عرضیون کو دیکھہ بہال کر پیش کیا کرتا تہا اور اس عہدہ پر اوس کا منصفانہ مزاج ہونے کے باعث انتخاب کیا گیا تہا) ایک قطعہ زمین کے واسطے درخواست دی تو اوس نے چونکہ سنی تہا اس عرضی کو نہ صرف نامنظور ہی نہ کیا بلکہ فقط اسوجہ سے کہ وہ شیعہ تہا بدزبانی کے ساتھہ بارادہ تحقیر و تذلیل اوسے دیوان سے نکلوادیا۔ اسی زمانہ مین فیضی کی لیاقت اور علم و فضل کا شہرہ اوڑرہا تہا۔ اکبر کے کان تک بھی اوس کی خبر پہونچ گئی۔ وہ چتور کو اسوقت محاصرہ کئے پڑا تہا۔ وہین سے فیضی کو اوسنے طلب کیا۔ فیضی کے دشمن بہت تھے۔ خاصکر پکے مسلمان سنی فریق والے اوسکے بڑے مخالف تھے اونھون نے اس بولاوے کو ایک کچہری کا طلبنامہ سمجھا اور آگرہ کے صوبہ دار سے کہلا بہیجا کہ دیکھنا کہین فیضی بہاگ نہ جائے۔ مگر فیضی کو بہاگنے کا خیال بھی نہ تہا تاہم اوسے پکڑکر اکبر کے لشکر کو قیدیون کیطرح لے گئے۔ اس بڑے بادشاہ نے اوس کی بڑی خاطر مدارات کی اور فیضی کے دانش و خرد اور اقسام اقسام کے علمی کمالات کو دیکھکر لوٹ پوٹ اور فریفتہ ہوگیا اور چند روز بعد اوسے اپنے درباریون مین شامل کرلیا اور اپنی شاہزادونکے اعلی درجہ کی تعلیم کا اوسے معلم و اتالیق مقرر کردیا۔ اور پھر کبھی کبھی اوسے سفارت کے کامون پر بہیجا۔

فیضی کو فرصت بہت رہتی تہی - اور وہ اس فرصت کو شعر وسخن مین خرچ کیا کرتا تہا اسی وجہ سے اوسے اپنی عمر کے تینتیسوین سال مین (ملک الشعراکا) وہ درجہ ملا تہا جو (ولایت مین) لاریئت شاعر کو نصیب ہوا تہا - اس سے سات برس بعد وہ مرگیا - اور جب تک زندہ رہا تب تک ہمیشہ اکبر اوس پر مہربانی کرتا رہا - اوس کی صحبت سے بادشاہ کو نہایت خوشی وخرمی حاصل ہوتی اور اوس کی باتون سے اوس کا دل باغ باغ ہوجاتا تہا کہتے ہین کہ اوسنے اپنی تصنیفات مین ایک سو ایک کتابین چھوڑی ہین - اوسکا بڑا اچھا کتب خانہ تہا جس مین چار ہزار تین سو قلمی عمدہ عمدہ کتابین موجود تہین - اوسکے بعد اوس کی کتابین شاہی کتب خانہ مین داخل کرلی گئین -

اگرچہ شیخ فیضی پر بادشاہ کی بڑی عنایت ونوازش تھی - مگر شیخ ابوالفضل اوسکے چھوٹے بہائی پر جو ائین اکبری کا مصنف ہے اس سے بھی زیادہ مہربانی کی نظر تھی - ابوالفضل بھی آگرہ کے قریب ۱۴ جنوری ۱۵۵۱ء کو پیدا ہوا تہا - اوسنے بھی اپنے باپ کے بلند خیالات اور وسیع نظر کی تعلیم سے اوسیقدر فائدہ اوٹہایا تہا جیسے اوسکے بہائی فیضی نے حاصل کیا تہا - وہ اس بات کو بھی جان گیا تہا - اور اوس سے نہایت ناخوش بہی تہا کہ اوسکے باپ کے فلسفیانہ خیالات کے باعث جو اوس کی وسیع نظر اور معلومات کثیرہ کے سبب سے اوس کے دل مین پیدا ہوگئے تھے لوگ اوسکے باپ کو بے دین اور لامذہب کہا کرتے تھے اس سبب سے اوسکے ذہن مین یہ بات بھی جم گئی تھی کہ کسی ہی قسم کا اعتقاد کیون ہو اوسکے مذہب

والون کے خیالات کو عداوت کی نظر سے نہ دیکھا جائے اور اسی کے ساتھہ ساتھہ کچھہ معاملات ایسے آکر واقع ہوئے کہ جس سے اوسے اپنے پڑہنے لکھنے مین معمولی عادت سے کہین زیادہ تر محنت و مشقت اپنے اوپر اوٹھانا پڑے۔ جب وہ پندرہ برس کا ہوا تو تمام علوم معقول اور منقول کی درسی کتابین پڑہ چکا تھا اور بیس برس کی عمر سے پہلے ہی اوسنے طلبہ کو تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

پروفیسر بلاکمین صاحب مرحوم ایک واقعہ کا حال لکھتے ہین جس سے ابوالفضل کے اوس علم کا اندازہ ہوسکتا ہے جو اسوقت اوسکو حاصل ہوگیا تھا۔ فاضل اصفہانی کی کتاب کا ایک قلمی نسخہ کہین ابوالفضل کے ہاتھہ پڑ گیا تھا مگر اوسکے ہر صفحہ کا نصف اوپر سے نیچے کی طرف کو بالکل کہین آگ سے جل کر جاتا رہا تھا اور کہین پڑہنے کے قابل نہ رہا تھا۔ ایسی نایاب کتاب کو اوسنے دیکھکر چاہا کہ کسی طرح کامل کرے۔ اسلئے جلے ہوئے حصّہ اوسکے کاٹکر پہینک دے اور اوسکے ہر صفحہ مین سادہ کاغذ جوڑ لیا۔ اور پھر جو آدہے صفحہ جاتے رہے تھے اوس کے ہر ایک سطر کو اپنی طرف سے بڑے غور و خوض سے لکھ لکھا کر تمام کتاب کو پورا کر لیا۔ اسکے چند روز بعد اس کتاب کا اتفاقاً ایک کامل نسخہ بھی مل گیا اوس سے جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ اگرچہ کتنے ہی جگھہ اصل کتاب کے الفاظ کے بجائے ابوالفضل کے مصحح نسخہ مین دوسرے الفاظ تھے۔ اور بعض فقرات ایسے بھی تھے جہان نئے مضمون بھی درج ہوگئے تھے مگر بحیثیت مجموعی اون دونو نسخون کی عبارت

مین ایسا حیرت انگیز تطابق و توافق آکر پڑا تہا کہ اوسکے دوستون کو اوس کمال پر سخت تعجب ہوا کہ جس سے اوسنے اپنے کو مشکل کتابین سمجہنے کے لایق بنا لیا تہا۔

چونکہ ابو الفضل کی فطرت مین ہی تحصیل علم کا شوق خدا نے دیا تہا۔ جب اکبر نے اوسے اپنے دربار مین حاضر ہونے کے لئے یاد کیا تو اوسنے ایک عرصہ تک اوسکی کچھ پروا نکی۔ مگر جب اوس کے بڑے بہائی فیضی اور اکبر سے اتحاد بڑہ گیا تو بادشاہ کی خواہش کے مطابق ابو الفضل کو بہی اوس کی ملاقات کے لئے راستہ کھلگیا۔ جب وہ ۱۵۷۴ء کے شروع مین فیضی کے بہائی کے نام سے دربار شاہی مین پیش ہوا تو اکبر نے اوسکی ایسی خاطر و تواضع کی کہ ابو الفضل نے اپنی عزلت گزینی اور تارک الدنیا رہنے کا جو خیال کر رکھا تہا اوس پر اوسے غور کرنا پڑا۔ اس وقت وہ تئیس ۲۳ برس کا تہا مگر اس ملک مین جو علوم و فنون پڑہائے جاتے ہین اون کی تمام کتابین دیکھ چکا تہا۔ جو کچھ اوسنے خود اس باب مین لکھا ہے اوسکا ترجمہ بعینہ اس طرحپر ہے۔ میرے دل کو چین اور طبیعت کو قرار نہ تہا۔ میرا دل خود بخود چاہتا کہ مین منگولیا کے دانشمندون اور کوہ لبنان کے گوشہ نشینون سے جاکر ملون۔ مجھے اس کی تمنا تہی کہ تبت کے لاماون اور پرتگال کے پادریون سے ملاقات کرون اور جی چاہتا تہا کہ پارسیون کے زہاد اور ژند اوستا کے علماکی صحبت مین بیٹھکر دل خوش کرون کیونکہ مجھے اپنے ملک کے علما سے نفرت ہوگئی تہی۔ اور میرا

دل اون سے ملنے کو نہ چاہتا تھا"

اس زمانہ سے وہ درباریون مین شامل ہوگیا اور اکبر سے اور اوس سے ایسی دوستی پیدا ہوگئی جس سے انسان کو دنیا کی خوشی اور مسرت ہوا کرتی ہے - دونو اکبر اور ابوالفضل ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے لگے - ابوالفضل نے دیکھا کہ بادشاہ ساشاگرد رشید کہین ملنا ہی دشوار ہے اکبر کو اپنے معزز دوست اور مسلمان متعصب علما اور فقہا کے بحثون مین وہ لذت آتی کہ وہ سیر و شکار کی خوشیون مین اور تفکرات امور سلطنت اور لڑائیون کی ماندگیون سے تفریح حاصل کرنے کے وقت ہمیشہ اسی کے سننے مین مصروف رہتا اور اس سے بڑھ کر اوسے کسی بات مین خوشی ہی نہین ہوتی تہی - یہ بحثین بھی اوسکے عہد سلطنت کا ایک بڑا بھاری واقعہ ہین - جب تک ہم اونکو کسیقدر تفصیل سے نہ بیان کرین تب تک ہم اکبر کے چال چلن کو ٹھیک ٹھیک نہین بتا سکتے - اکبر نے آزادی مذاہب اور کافتہ الناس پر عادلانہ حکومت کرنے کو جو ہندوستان کی تاریخ مین ایک بڑا بھاری واقعہ ہے - اپنا اصول یکایک نہین بنالیا تہا - کیونکہ وہ اپنے حکومت کے اوّل بیس سال تک تو اپنی طاقت سنبھالنے اور حکومت قایم رکھنے کے لئے کشورکشائی اور ملک گیری ہی مین مصروف رہا - بنگال - بہار - اوڑیسہ مغربی ہند اور گجرات اور خاندیس مین ابھی تک پچھلے حاکمون کی پس ماندی اور ملک کے دعویدار موجود تھے اگر وہ چپ بیٹھتا تو یہ لوگ اوس پر حملہ کرتے - اِسلئے

اوسے مجبوراً پیش قدمی کرنا پڑی پہلے زمانہ مین بھی تجربہ ہو چکا تھا اور اب بھی روزمرہ ایسے واقعات اوسکو پیش آتے تھے کہ اگر کوئی ہندوستان مین امن چین کے برکات سے مستفید ہونا چاہتا تو یہان تمام ملک مین ایک بڑی ہی زبردست حکومت قایم کرنا۔ اوس کا ضروری اور لازمی کام تہا۔

ان بیس سالون مین اوسے اپنے ندما اور رفقا سے اس بحث کے بہت سے موقع ملے تھے کہ ممالک مفتوحہ مین وہان کے باشندون کی رضامندی سے حکومت قایم رکھنے کے لئے کس طرح پر ملک کا انتظام کیا جائے اور کیا اوس کی صورت قرار دیجائے۔ اوسکے ذہن مین یہ بات جم گئی تھی کہ حکومت کے قدیمی اور پچھلے طریقہ اس مقصد کے لئے ناکارہ ہین۔ اور یہ غیر ممکن ہے کہ فوج کو مختلف اقطاع ہند مین نوکر رکھکر اوسپر قبضہ رکھا جائے اور اس ملک کے باشندون کے حوایج اور قدیمی رسم ورواج کی باتون اور اونکے شوق ذوق اور تمناؤن کا خیال نہ کیا جائے اور یہہ نہ دیکھا جائے کہ یہہ قوم تمام روے زمین کے قومون سے شعر وسخن اور خیالات کیطرف زیادہ مائل ہے اور اپنے باپ دادون کی روایتون اور قصہ کہانیون سے اوس کا ایسا مضبوط رشتہ بندہا ہوا ہے کہ نبی نوع انسان مین اوس سے بڑھکر اور کہین نہین ہے۔

وہ حکمرانی کا طریق جو پہلے یہان چار سو برس سے زیادہ جاری تہا ایسا ناکارہ ہے کہ جو بانی دولت کے ہی عہد مین غارت ہو ہو گیا ہے۔ اور اگر ایسا نہین ہوا ہے تو اوسکے بعد اوسکے قریب کے ہی جانشینون کے وقت مین ضرور حکومت کو

زوال آ آگیا ہے۔ تاہم اوسکے بیٹیون مین سے کسی نے دوسری طرز حکومت کے نکالنے کی کبھی کوشش ہی نہین کی۔ اوسکے نامی گرامی دادا کو جس کی نظرون مین اس ضرورت کی جھلک کچھہ کچھہ نمایان ہوگئی تھی فرصت ہی اس قدر نصیب نہین ہوئی اوسے ابھی اپنے رہنے کے واسطے یہان ملک کا فتح کرنا ہی باقی تھا کہ دنیا سے چل بسا۔ اوس کے باپ کی سمجھہ مین یہ معا اتنا بھی نہ آیا کہ جتنا اوسکے پیشتر افغان سمجھے تھے۔ اوسے ایک سپہ سالار سے شکست ہوگئی جو اوس سے زیادہ لایق تھا اور اوسنے جو ناپایدار طرز حکومت قایم کیا تھا اوسکے حکومت کے غارت ہوتے ہی ایسا غارت ہوا کہ پھر اوس کا پتا بھی نہین رہا۔ جب اوسے یہ ضرورت معلوم ہوگئی کہ ایک طرز حکومت ایسا قایم کرنا چاہیئے جو پایدار رہے اور رفتہ رفتہ یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ایسا طرز اس کے سوا اور کچھہ نہین ہوسکتا کہ ایک دوسرے کے باہم عزت کیجائے اور قوم وملت اور پچھلے رسم ورواج کے باتون مین جو اختلاف ہین اون سے عداوت دور کردیجاوے اور سب کے مطالب ومقاصد ایک کردے جائین اور یہ خوب صاف صاف جتادیا جائے کہ اگر محراب کے بیچ کا پتھر نکال ڈالا جائیگا تو جتنے پتھر محراب مین لگے ہین وہ سب ضرور گر پڑینگے تو اوسنے حسب مذکورہ بالا اپنی حکومت کے اوّل بیس سالون مین درباریون اور علما سے اس امر کی بحثین کین اور دریافت کیا کہ کونسا طرز حکومت اختیار کیا جائے جو مفتوحہ قوم کے خیالات کے نہایت مناسب ہو اور اوسے اون کا بادشاہ پر بھروسہ اور اعتبار ہوجائے۔

ابوالفضل کے شناسائی سے پیشتر اکبر اپنے اس مہم کے انجام دہی مین قریب قریب مایوس کے ہوچکا تہا۔ کیونکہ لوگ بجائے اسکے اوسے کوئی اچھا مشورہ دیتے اوس سے صرف ایسے مسئلہ مسائل بیان کرتے تھے جن سے تعصب اور عداوت کی بو ٹپکتی تھی۔ اس لئے اوسے اپنے پہلے مشیرون سے تو اس معاملہ مین کوئی مدد ملنے کی امید ہی باقی نہین رہی تھی اور اکبر اون لوگون کے جہگڑے اور تنازع سنتے سنتے تہک گیا تہا اور مذہبی اختلافات کے باعث جو خاص مسلمانون مین بھی موجود تھی متعصبانہ حالات کو دیکھتے دیکھتے اون سے متنفر ہوگیا تہا۔ قبل اس سے کہ وہ ابوالفضل کے رفاہ عامہ کے خیالات کی تعلیم سے فائدہ اوٹھائے اوسنے ان تمام بحثون سے اپنے دل مین یہ قرار دے لیا تہا کہ کسی جدید طرز حکومت کے ایجاد سے پیشتر ان متعصب علمائے مذہبی سے لڑنا ضرور ہے جو خاص اوس کی سلطنت مین۔ ہی ایک بڑا زبردست فریق تہا۔ پروفیسر بلاکمین صاحب کہتے ہین کہ اوسنے اپنے دلمین اپنے ہندو رعایا کی قدر و قوت کا اندازہ کیا۔ اور جب یہ اچھا خیال اوس کے دل مین آگیا تو اوس زمانہ مین جب کہ وہ فتحپور سیکری کے پتھرون پر گوشہ عزلت مین شام کے اوقات مین بیٹھا کرتا تہا۔ اس بات کو اوسنے مستقل طور پر دل مین ٹھان لیا کہ اپنی سلطنت کے تمام رعایا پر ایک ہی نظر سے بلا رو رعایت حکمرانی کرونگا مگر چونکہ علما اور فقہا اوسے متواتر غیر قومون سے تعصب کرنے کی ہی ہدایتین کیا کرتے تھے۔ اور کوئی سبیل ایسی نہین بتاتے تھے کہ جس سے اس تعصب کا دفعیہ ہو جائے تو

اوسنے اس اندیشہ سے کہ کہین وہ غلطی پر ہوسے اور بادشاہ ہون کا کام ہے کہ ایسی حالتون مین مشورہ لیا کرین اور مخلوق سے ان معاملات کی تحقیق اور تفتیش کیا کرین بحث و مباحثہ کی مجلسین مقرر کین۔ یہ بحث و مباحثہ ہر پنجشنبہ کی شب کو فتح پور سیکری کے ایک مکان مین ہوا کرتا تھا جو اسی غرض سے بنایا گیا تھا اور جسکا نام عبادت خانہ رکھا گیا تھا۔

کچھ دنون تک تو ابوالفضل ان بحثون مین دبی زبان سے بولتا رہا۔ فقط ایسے ہی سوالات پیش کردیا کرتا تھا کہ فریق فریق کے مسلمان علما باہم ایک دوسرے سے مناظرہ کرین اور اپنے اپنے مخالفون کے سوال وجواب کا رد و قدح کرتے رہین۔ جب اکبر نے ان فریقون کے علما کی ضد و نفسانیت اور تعصب کو دیکھا جو سب کے سب اس بات پر متفق تھے کہ ہندوؤن کا اور نیز اور کفار کا ستانا اور اونہین ایذا دینا برحق ہے اور آپس مین ایک دوسرے کو بحث کے وقت کفر والحاد کے الزام لگاتے تھے تو اُسے اِن سے بالکل نفرت ہوگئی۔ اسلام مین اوسے اتفاق اور اتحاد کے بجائے کتنے ہی فریق نظر آئے۔ جسے دیکھا وہ اپنے ڈہائی چاول کی ہانڈی جدا ہی پکاتا تھا پھر اوسے ان فریقون کے باہمی بیہودہ گفتگوؤن سے بھی نفرت ہوگئی حالانکہ اونہین سے بعض بعض لوگ سرکار کے بڑے بڑے عہدون پر بھی ممتاز تھے اور باہم سخت زبانی سے پیش آتے تھے اس لیے مجبوراً ایک مرتبہ اوسنے سب سے کہدیا کہ آیندہ کوئی ایسی بیہودہ گفتگو نہ کیا کرے اور اگر کوئی اپنے کو نہ روک سکے تو چاہیے کہ یہان

سے اوٹھہ جایا کرے - آخرکار ایک پنجشنبہ کی شام ایسی آئی جو بڑے یاد رکہنے کے قابل ہے اس زور ابوالفضل نے اس بحث کو انتہا کو ہی پہونچا دیا - اوسنے دیکھا کہ ہر ایک معاملہ مین مزاحمت اور اعتراض ہی پیش آیا کرتے ہین اسلیئے اوس نے بحث کے لئے یہ مسئلہ پیش کردیا کہ بادشاہ اپنی رعایا کے واسطے صرف ظاہری اور دنیاوی ہی حاکم نہین ہے بلکہ روحانی ہادی اور امام وقت بھی ہوتا ہے -

یہ مسئلہ ایسا تہا کہ جس سے اسلام کے اصل اصول پر ہی صدمہ پہونچتا تہا کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک تمام بشری احکام سے قران مجید کے احکام بڑہ کر ہین اور اوسکی حکم کے سامنے کسی انسان کی کوئی بات مانی نہین جاتی -

ابوالفضل کے اس مسئلہ کے پیش کرنے کی وجہ یہہ تہی کہ مسلمانون کے عالم پچھلی بحثون مین نہ صرف آیات قرانیہ کے معانی کی نسبت ایک دوسرے سے مختلف الرائے تھے بلکہ حضرت محمد صلعم کے اقوال اور افعال کی نسبت بھی اون مین اختلاف تہا - اسلیئے جو ابوالفضل نے طوفان اوٹھایا تہا وہ بڑا خوفناک تہا اس وقت کوئی عالم اور کوئی فقیہ ایسا وہان نہ تہا جو یہ نہ جان گیا ہو کہ اس مسئلہ سے اسلام کی اصل بنیاد پر حملہ ہوتا ہے - اور جو لوگ اون مین زیادہ تر دور بین اور صاحب طبع سلیم تھے اونھون نے بخوبی جان لیا کہ پچھلے بحثون مین اونھون نے جو جو دعوے کیئے ہین وہ سب اس نہایت صاف وصریح قانون اور نہایت ہی اعلے درجہ کے ایمان واعتقاد کے مضبوط حدود سے لوٹ پھوٹ کر سب برابر ہوگئے -

مگر یہ کیونکر ہوسکتا تہا کہ وہ ایسے سوال پر اعتراض کرین جسمین اکبر کے اقتدار پر اثر پڑتا ہو۔ اس اشکال کو اونہون نے گو بظاہر ایک مصالحت نامہ اور فیصلہ بالرضا کے تمام سے طے کیا مگر درحقیقت اوس سے اس بحث کو ہی اونہون نے بالائے طاق رکھدیا اور تمام بحث و مباحثہ ہی سے دست بردار ہو گئے۔ اونہون نے ایک فتویٰ لکھا اور اوس مین بادشاہ کو ایک عادل حاکم تسلیم کیا۔ اور اسوجہ سے اونکو اوسے مجتہد یعنی ایسا شخص ماننا پڑا کہ اسلام کے معاملات مین جو کچھ وہ کہے اوس مین وہ غلطی نہین کریگا۔ اس مجتہد ماننے کے باعث ابوالفضل کا وہ مقصد حاصل ہو گیا جو اوسے مطلوب تہا۔ کیونکہ اس طرح پر بادشاہ عادل کی رائے ہی فقط وضع قوانین کا ذریعہ قرار پا گئے اور جتنے علما فقہا رہے وہ سب معاملات مذہبی مین اکبر کے اجتہادی مسئلون کے پابند ہو گئے۔ اور اوس کے حکم سے کسی شخص کو سرتابی کا مقدور نہ رہا۔

ابوالفضل اکبر نامہ مین لکھتا ہے کہ اس دستاویز سے بڑے بڑے عمدہ نتائج پیدا ہوئے (اوّل یہ کہ) تمام مذاہب کے اکابر و علما کا دربار شاہی مین ایک مجمع اور اژدحام ہو گیا۔ اور تمام مذہبون کے اچھے اچھے باتون کو لوگ اچھا سمجھنے لگے اور اونکے معائب کی وجہ سے اون کی مناقب پھر کسی نے نظر انداز نہ کیئے (دوم یہ کہ) تمام مذاہب کو کامل آزادی دیدی گئی اور کسی سے کوئی عداوت پھر نہ رہی اور (تیسرے یہ کہ) جتنے کج فہم اور حاسد تھے وہ بادشاہ کی بے غرضانہ باتون کو دیکھ کر خجل اور شرمندہ ہو گئے اور ذلت کے شکنجہ کی مصیبت اونہین جھیلنا پڑی۔ اسبات کو تو مورخون

نے تسلیم کیا ہے کہ دو مسلمان عالمون کی دستخط جو ہندؤن کے ایذادہی اور اون سے تعصب کرنیکی طرفداتہی اس نوشتہ پر زبردستی کرائی گئی تھی اور اون کی مرضی ہرگز نہین تھی۔ مگر کچھہ ہی ہو دستخط تو اونہون نے کرہی دے تہے برخلاف اسکے ابوالفضل کے باپنے جو اسلام کے عقیدون کے جھیلون سے جلا بیٹھا تھا اور اوس کے مختلف فریقون کے مسئلہ مسائل سے دق ہورہا تھا اوس پر برضا و رغبت دستخط کردے۔ اور دستخطون کے ساتھہ ساتھہ یہ الفاظ اور اضافہ کردئے کہ مین سالہا سال سے اسی فکر مین تھا کہ کوئی ترقی کرنے کی تجویز پیدا کرون اور ایسی تدبیر نکالون کہ جس سے ترقی ہوسکے

اس نوشتہ پر دستخط ہونے کے بعد اکبر کی زندگانی اور نیز اوسکی سلطنت مین ایک نیا دور شروع ہوا۔ سب سے پہلا ہی وقت تھا کہ اوسے آزادی نصیب ہوئی اب اوسے اختیار تھا کہ مذاہب کی آزادی کی نسبت اپنے خیالات کو رواج دے اور اونہین جاری کرے اور صداقت و راستبازی کی باتون کو عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور ہندو پارسی اور عیسائیون کو اپنی مجلس مشورت مین شریک کرے اور جو تجویز کہ اوسنے اپنے دل مین مدت سے سوچ رکھی تہی کہ یہان کے ہندو راجاؤن اور سردارون کے اغراض کو اپنے شاہی اغراض کے ساتھہ اگرہ مین متحد اور ایک کرلے اوسپر بہی عملدرآمد کا اوسے کامل اختیار تھا۔ یہ نوشتہ اوس کی سلطنت کا اوسی درجہ کا ہے جس درجہ کا کہ ہمارے یہان

میگنا کارٹا[1] (سند اعظم) ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ناظرین اس طول طویل تقریر کے بیان سے کہ وہ نوشتہ اکبر کو اس طرح حاصل ہوا مجھے معاف فرمائینگے۔ مین نے اس لئے اوسے بالتشریح بیان کیا ہے کہ یہی نوشتہ اس بادشاہ کے آیندہ افعال اور وضع قوانین کی بنیاد ہے اور اسی سے اوسکے قوانین نے اسلام کی سخت مزاحمتون کے مقابلہ مین برتری حاصل کی ہے اور اسی سے ابو الفضل کے نصیب کا ستارہ چمکا اور ہم کہہ سکتے ہین کہ اسی سے ابو الفضل پر اکبر کی نظر عنایت ہو گئی تہی جو اخیر وقت تک رہی۔ اور بر خلاف اس کے یہی نوشتہ ہے کہ جس سے متعصب مسلمان ابو الفضل سے جلنے لگے اور آخر کار جیسا کہ مین نے پچھلے باب مین بیان کیا ہے اوسے قتل کرا دیا۔

اب اکبر کو اس طرح جو قوت حاصل ہوئی اوس سے پہلے اکبر نے عدالتہائے دیوانی و فوجداری کو متعصب حاکمون کو نکال نکال کر صاف و پاک کیا عدالتون کا سب سے بڑا افسر ایک سنی تہا۔ وہ شیعون کو اور ہی قسم کے اور اسلامی فرقون کو جنہین بدعتی کے نام سے یہ لوگ بولا کرتے ہین بہت ستایا کرتا تہا۔ اور اوسنے ابو الفضل کے بہائی فیضی کو بہی نہ چہوڑا تہا۔ اوسے اکبر نے بظاہر العزت و حرمت مکہ معظمہ کے جانے کے

(۱) میگنا کارٹا ایک سند ہے جو جان بادشاہ انگلستان نے اپنے امرا کو ۱۲۱۵ء مین دے تہے اور اس سند کو بہی کہا کرتے ہین جو ہنری ثالث نے انگلستان کے باشندون کو اپنے جلوس کے ۹ سنہ مین عنایت کی تہے۔ اور اڈورڈ اول نے اوسے بحال رکہا تہا۔

نام سے نکالدیا۔ ایک اور بڑا معزز عہدہ دار تہا اور ایسا ہی متعصب تہا اوسے بھی اسی طرح روانہ کردیا۔ اور اب سب لوگون کے دل مین یہ قاعدہ بیٹھ گیا کہ قانون کے مقابلہ مین مذہبی اختلافات کوئی چیز نہین ہین۔ تمام آدمی سنّی ہون یا شیعہ مسلمان ہون یا ہندو سب کے ساتھہ ایک ہی سا سلوک کیا جائیگا۔ غرضکہ عدالت مین اور حکام کے روبرو مذہب کی کوئی پوچھ کچھ نہین ہوسکتی تہی۔

اب اس زمانہ سے یہ دونو بہائی فیضی اور ابوالفضل بادشاہ کے اون تمام تجاویز مین سب سے بڑے مشیر اور صلاح کار قرار پائے جو امور سلطنت کے اصلاح اور رعایا اور ممالک کے اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور بڑہانے کی نسبت ہوا کرتے تہین پھر بادشاہ نے اونہین فوجی خدمتین بھی دیدین کیونکہ اس خدمت کی وجہ سے اون کی عزت و حرمت دربار مین بخوبی قایم رہ سکتی تہی وہ دونو اوسکے ساتھ علی العموم لڑائیون مین بہی جایا کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ معاملات آراضی و تحصیل و تشخیص مالگذاری کے قواعد مین جدید تجویزین نکالا کرتے تھے اسلئے ہمیشہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے تاکہ اوسکے تجاویز مین اوسے مشورہ دین اور اوس کی تائید اور امداد کرتے رہا کرین۔

اسی زمانہ مین اکبر دنیا کے اوس تجربہ کے مطابق جو اوسکو اوسوقت تک ہوچکا تہا اور نیز اون لوگون کے خیالات کے موافق جن پر کہ وہ حکمرانی کرتا تہا ایک مذہبی آئین و قوانین کا مجموعہ کے بنانے اور اوسکے پھیلانے کے لئے تیاری کر رہا تہا جسے وہ اپنی رائے مین اپنی رعایا کے بڑے حصّہ کے واسطے مناسب اور مفید

خیال کرتا تھا۔ اس آئین کے جسے وہ دین الٰہی کہتا تھا بڑی بڑی باتون مین سے ایک خداکو ماننا اور اکبر کو خلیفۃ اللہ فی الارض تسلیم کرتا تھا۔ اسلامی طریق کے موافق جو دعا وسلام ہے وہ اس وجہ سے موقوف کردی گئی کہ اون کے مقاصد بہت ہی محدود تھے اور عام لوگون کو اپنے اثر مین شامل نہین کرسکتے تھے اور اونکے بجائے وہ اخلاقی دعائین جاری کی گئین جن کا اثر خاص فریق سے نکلکر تمام لوگون تک پہونچتا تھا۔ اور وہ پارسی ملک کے اصولون پر مبنی تھین۔ اور اسی کے ساتھ جو رسم و دستور مقرر کیے گئے وہ ہندوانی مذہب سے لئے گئے تھے ایک نیا سنہ جو تمام سرکاری دفاتر کی تحریرون مین لکھا جاتا تھا اور بادشاہ اپنے تہوارون وغیرہ مین بھی اوسی سے مدت کا اندازہ کیا کرتا تھا بالکل پارسیون ہی سے لیا گیا تھا۔ بادشاہ کے ان طریقون کے برتاؤ سے مسلمان لوگ اوس سے کچھ کچھ کھلے کھلے مزاحمت اور اوسپر اعتراضات کرنے لگے تھے اور جو لوگ کہ اون مین بڑے متعصب اور تیز مزاج اور سرکش تھے وہ اوس شخص سے بھی کچھ کم عداوت نہین کرتے تھے جسے وہ ان معاملات مین بادشاہ کا بڑا مشیر اور صلاح کار سمجھتے تھے۔ علاوہ برین ہندو راجاؤن اور سردارون کو اکبر نے جو فوج کے بڑے بڑے عہدہ اور دربار مین بڑے بڑے درجہ عنایت کردیے تھے اس سے بھی اونکو بڑا رشک اور حسد پیدا ہوگیا تھا۔ بھگوانداس۔ مان سنگھ۔ ٹوڈرمل۔ بیربل سے آدمی جو لیاقت کے لحاظ سے زمانہ کے مستثنےٰ لوگون مین سے تھے اونکے نزدیک کچھ بھی چیز نہ تھی۔ چونکہ یہ لوگ ہندو تھے اس وجہ سے مسلمان مورخ جب کبھی

ان کا تذکرہ کرتے ہین تو ان کے مذہب کی تحقیر کئے بغیر اور دوسرے عالم مین جو انکا حال ہونے والا ہے اوس کا ذکر بدون کئے اون کا نام تک نہین لیتے ۔

اکبر کی محققانہ اور متجسسانہ طبیعت کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اوسنے پرتگالیون کے مذہب سے جو گوا مین رہا کرتے تھے کچھ کچھ ایسی باتون کے سیکھنے کی خواہش ظاہر کی جن کا اوسے سیکھنا آسان تہا ۔ اور فیضی کو حکم دیا کہ عہدنامہ جدید (انجیل) کا فارسی زبان مین صحیح صحیح ترجمہ کرے اور ایک جیسوائٹ فریق کے بزرگ پادری روڈولفوا کوایویا کو گوا کے پادریون مین سے آگرہ کو بلوایا ۔

جس زمانہ مین یہ پادری یہان آیا تہا اوس وقت عبادت خانہ کے مکان مین مذہبون کی تحقیقات کے بارہ مین ایک بڑا مشہور و معروف مباحثہ ہوا جس مین مسلمانون کے بڑے بڑے عالم و فاضل برہمن جین اور بدھ مذہب والے اور وہ ہندو جو صرف اجسام کے ہی قایل ہین ۔ اور روحون کو نہین مانتے اور عیسائی یہودی پارسی یا زردشتی اپنی اپنی باری سے گفتگو کرتے اور اپنے اپنے دلائل پیش کرتے تھے یہ قصہ ابوالفضل نے اسطرح اپنی کتاب مین لکھا ہے "ہر ایک شخص بے خوف و خطر اپنے اپنے دعوی اور دلائل و براہین پیش کرتا تہا ۔ بحث و مباحثہ اور رد و قدح نے بڑا طول پکڑا اور خوب زور شور سے بحث ہوتی رہی ۔ ادہر ایک فریق اپنے ہی گھمنڈ اور غرور مین اپنے مخالفون کے خیالات کے باطل کرنے مین کوشش کرتا تہا ۔ پادری روڈولفو نے جو عیسائی علما مین ذہانت اور فطانت کے لحاظ سے بے نظیر ہے ایک شب کو عبادت خانہ مین

اپنی تشریف آوری سے محفل کو منور فرمایا۔ کتنے ہی عیب چینون اور متعصبون نے
اوس سے مجادلہ اور مباحثہ کئے جس سے اہل مجلس کو ایک ایسا موقع ہاتھ آیا کہ وہ
فریقین مین اپنا بے رو رعایت منصفانہ فیصلہ کر دے۔ ان لوگون نے وہی
دعوی پیش کئے جو قدیم سے چلے آتے تھے اور اس بات کی مطلق کوشش نہ کی۔
کہ دلائل سے سچ بات کو دریافت کیا جاے اسلئے اونکے بیانات کی دہجیان اوڑا دیگئین
اور قریب قریب وہ سب خجالت اور ندامت کے گھڑے مین گر گئے جس سے
اوںھون نے انجیل کے متناقض روایتون کو پیش کر دیا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے دعوون
کو ثابت نکر سکے۔ اس پر نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھہ صداقت کے کامل ثبوت کیلئے
پادری نے اونکے دلائل کا یون جواب دیا۔

کہ اگر وہ راے جو یہ لوگ ہماری کتاب کی نسبت رکھتے ہین۔ اور اپنے قران کو خدا
کا پاک اور سچا کلام مانتے ہین صحیح ہے تو ایک بھٹی آگ سے گرم کیجاے اور مین انجیل
کو اپنے ہاتھہ مین لیتا ہون اور یہ عالم اپنے مقدس کتاب کو اپنے ہاتھہ مین لین اور پھر
ہم دونو اوسکے اندر جو صداقت کے امتحان کی جگہہ ہے گھس جائین جو سچا ہوگا وہ خود بخود ظاہر
ہو جائیگا۔ اس بات کے سنتے ہی یہ سیاہ دل کم ظرف جھگڑالو لوگ بغلین جھانکنے لگے
اور بجز خشم آگین الفاظ کہنے کے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔ تب تو ان تعصب آمیز
اور بیہودہ باتون سے بادشاہ کو جس کے مزاج مین کسی کی طرفداری اور رعایت کی کبھی
ہوا بھی نہ لگی ہے بڑا غصہ آیا۔ اور اوسنے نہایت دانشمندانہ اور مہذبانہ طور پر سب

حاضرین کے سامنے یہ تقریر بیان فرمائی

انسان کا ظاہری حال وقال اور صرف اسلام کا کلمہ پڑھ لینا بغیر اسکے کہ اوسکو دل سے بھی مانا جاوے کچھ کام کا نہین ہے ۔مین نے کتنے ہی برہمنون کو اپنے زور حکومت کا خوف دلاکر چاہا ہے کہ وہ میرے باپ دادا کا دین ومذہب قبول کرلین مگر اب جب کہ میرا دل صداقت کی شعاعون سے منور ہوگیا ہے مین اس کو جان گیا ہون کہ غرور کی کالی گھٹائین اور خودرائی کا ظلمات آکر تمہارے گرداگرد جمع ہوگیا ہے اور دلیل واثبات کی مشعل کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہین بڑھایا جاسکتا ہے۔ مگر طریق وہ ہے اچھا اور مفید ہوسکتا ہے جسے ہم اپنی عقل سلیم سے دریافت اور منتخب کرین۔ اپنے عقیدہ کے کلمات کا وظیفہ پڑھنا اور ختنہ کرالینا یا شاہانہ قوت کے خوف سے زمین پر گرپڑنا اور سجدہ کرنا خدا کی نظر مین کچھ فائدہ نہین بخشتا۔

عبادت زمین پہ پڑجانے اور سجدہ کرنے کا نام نہین ہے کیونکہ راستبازی کسیکی پیشانی پر پیدا نہین ہوتی بلکہ سچا کام کرنا چاہیئے ۔یہی عبادت ہے۔ اس عیسائی بزرگ نے جو آگ مین جانے سے امتحان کرنیکا دعویٰ اس بحث مین پیش کیا تھا۔ اس کی نسبت جو چاہے ہم اپنا خیال باندھ لین ۔مگر ہان اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے کہ جو بحثین عبادت خانہ مین ہوا کرتی تہین اون مین ہر شخص کو کامل آزادی حاصل تہی اور اس سے بڑھ کر اوس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اکبر کا میلان طبیعت کسطرح کا تہا جتنے عقیدہ اوسکے ماننے ہوے تھے اور جس قدر مسائل کا اوسکو اعتقاد تہا اون سبکو

اوسنے عقل کی کسوٹی پر رکھہ کر پرکھہ لیا تہا۔ اور ان سب مسائل مسلمہ اور تمام عقاید مین سے
اوس نے فقط قادر مطلق اور خلاق عالم کو مان رکھا تہا اور خدا کے خلیفہ کے طور پر
اپنے آپ کو ایسے مفید اور شفقت آمیز آئین اور احکام جاری کرنیکا سب سے بڑا مختار
سمجہتا تہا کہ جن سے کسی مذہب سے کوئی عداوت نکیجاوے ملک مین عدالت و انصاف
ہو اور جو لوگ کہ اپنے نزدیک کوئی اچہا کام کرنا چاہین اون کو کامل آزادی دیجائے
بشرطیکہ ایسی آزادی سے کسی دوسرے کی جان خطرہ مین نہ پڑتی ہو۔ وہ مسلمانون
کیساتھ نہایت سختی سے پیش آتا تہا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ اسلام کے ماننے والے
جن کا فریق غالب ہو رہا ہے ہمیشہ ایذا دہی اور تعصب کی طرف مائل رہتے ہین۔
مگر وہ سب کی سنتا تہا اور دیکہتا تہا کہ وہ ہی خراب باتین تمام مذہبون مین موجود ہین۔
کوئی اون سے خالی ہی نہین ہے اور قادر مطلق کی وسیع و فیاضانہ اوصاف کو جو تمام
مخلوقات کے لئے عام اور دور و نزدیک کے لئے یکسان ہین اہل غرض ملانون اور
پنڈتون اور اور مذہبی ہادیون نے اپنے اپنے مطلب کے لئے ادن مین پہیر پہار
کر لئے ہین۔ اسلئے اوسنے اپنا مشرب یہ بنایا کہ تمام مخلوق کے خدا کی عبادت مین
سجدہ کرنا اور ان ملاؤن وغیرہ کی ایک نہ ماننا۔

اوسکو لوگون نے زردشتی بہی بتایا ہے کیونکہ وہ کہتا تہا کہ آفتاب مین قادر مطلق
کی قدرت کا نور چمکتا ہے۔ اور اوس مین ایک اعلیٰ قدرت کی علامت نظر آتی ہے
اس مین شک نہین کہ پارسی مذہب کی سادگی کو دیکہکر وہ اوسپر بہت کچہہ گرویدہ

ہوگیا تہا چونکہ اوس کے نزدیک مذہبی ہادی اور ملا نے کوئی چیز نہ تھے۔ اور وہ خود دنیا مین قادر مطلق کا ایک خلیفہ تہا اسلیئے اوسنے ہر مذہب سے اچھی اچھی باتین لے لی تہین تاکہ سب آدمیونکے لیئے مذہب ایک ایسی شے ہوجاے کہ اوس سے اونہین مدد ملے اور فائدہ پہونچے۔ نہ یہ کہ اوس سے دوسرے مذہب والون کو ستایا جاے اور ایذا پہونچائی جاے۔ اوس کی تجویز جو تمام مخلوق کے لیئے محیط اور حاوی ہوسکتی تھی اوس زمانہ کے لوگون کے عام عقلون سے اسقدر باہر تھی جیسے کہ اوسکے ملکی معاملات مین بڑے بڑے خیالات اونکی سمجہہ مین نہین آتے تھے اوسکے خیالات کو تمام دنیا مین پہیلانے کے لیئے یہ ضرور تہا کہ اوس کے بعد بھی جو کوئی ہوتا وہ بھی ایسا ہی اگر ہوتا۔ مگر یہ بات نہ تو اوسوقت ہوئی اور نہ آیندہ کبھی ممکن ہے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوس کا وہ انتظام جو اوسنے ملکی معاملات کے لیئے کیا تہا اوسکی موت کے بعد رفتہ رفتہ اوسے تنگ قدیمی نالی مین جا گھسا جہا ن‌سے کہ اوس نے اوسے نکالکر سنبھالا تہا اور اوس سے بڑہکر یہ کہ اوسکے مذہبی قواعد و ضوابط جو اوسنے ایجاد کیئے تھے اوسکے موت کے ساتہہ ہی نیست و نابود ہو گئے۔ مسلمانون کو تو اس کی کچہہ پروانہ ہوئی جب دو بادشاہ اوسکے بعد اور گذر گئے تو پہر متعصب اور غیر قومون کی ایذادہی کا جوش اوٹھہ کھڑا ہوا۔ اور جو اس بڑے دانشمند بادشاہ نے اچھی اچھی باتین پیدا کی تہین وہ سب مٹ گئین اور اس خاندان کی اصلی قوت مین ضعف آجانے کے باعث ملک کی یہ حالت ہوگئی۔ کہ ایک اور قوم یہان حکومت

کرنے کے لئے آئے۔ اور اوس کی عدالت و انصاف کے قوانین اور عام مذہبون کی آزادی کی رسم و آئین کو ہمیشہ کے واسطے پھر زندہ کرے)

(اوپر کے بیان مین مین نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اکبر اون کامون کے کرنے کی جو کسی کے نزدیک اچھے معلوم ہوتے ہون وہان تک اجازت دیتا تہا کہ جہان تک کسی دوسرے کی جان کو نقصان نہ پہونچتا ہو اوسکے اس قاعدہ کی بڑی مثال وہ معاملہ ہے جو اوسنے ہندوون کے ستی کی رسم کی نسبت برتا ہے۔ یہ بیان کرنا تو یہان ضرور نہین ہے کہ انگریزی مین ستی کے لفظ کا ترجمہ پاکدامن یا پارسا ہے نہ اس بات کے بتانے کی حاجت ہے کہ ستی اوس عورت کو کہتے ہین جو اپنے شوہر کے نعش کے ساتہہ زندہ جل مرے یہ رسم ہندؤون کی ذی عزت عورتون مین اس قدر مدت سے چلا آتا تہا کہ گو بیوہ عورت کیسی ہی پاکدامن رہے اور عصمت و عفت کے ساتہہ زندگی بسر کرے مگر اوس کا ستی نہ ہونا ہی بڑی بدنامی کی بات ہوگئی تھی تاہم زندگی تو بڑی عزیز اور پیاری چیز ہے۔ جب بیوہ یہ جانتی کہ مین اپنے نفس پر قادر ہون کسی طرح میری پاکدامنی مین فرق نہ آئیگا اور ایک بدنامی کے خیال پر اپنی جان ضایع کرنا نہ چاہیئے تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کرتا تہا کہ شوہر کی چتا پر چڑہ کر جل مرنے سے نہایت درجہ کی نفرت ظاہر کیا کرتی تہی ایسی حالتون مین اکثر یہہ ہوا کرتا تہا کہ پروہت اوسکی آیندہ زندگی کے خطرات کو بیان کر کرکے اوسکو دہمکاتے اور ڈراتے یا اوسکو نیک نامی اور اچھے اخلاق کی نصیحتین کر کرکے اوسی

ہمت دلاتے اور اوسکو رضامندی کی گھاٹ پر لے آتے تھے۔ اور بیوہ کو ستی ہونا پڑتا تھا۔

اکبر کے مزاج مین تو بڑا رحم اور ترس خدا نے دیا تھا اوسے ان کامون سے سخت نفرت تھی۔ اوس سے جہان تک ہوسکا اس رسم کو اوس نے روکا۔ راجپوتانہ کے راجاؤن سے جو اس رسم کے بجالانے کو نہایت ہی عزت کا کام سمجھتے تھے اور اکبر سے اس قسم کا ربط وضبط اور میل وجول تھا اوس کی وجہ سے یہ نہو سکا کہ وہ اونکے اوس دستور کو جس کی عزت وتعظیم اون کے یہان قدیم سے چلی آتی تھی دور ہوتے ہوتے جو ایک مذہبی لوازم اور قواعد کے طور پر ہو گیا تھا اس قدر روک دے کہ جو بیوہ اپنے دل کی خوشی سے برضا ورغبت ستی ہونا چاہے تو وہ بھی ستی نہ ہو سکے۔ ایسی سخت ممانعت کے جاری کرنے کی بیشتر اوسے یہ ضرور معلوم ہوا کہ کچھ دنون تک وہ نرم نرم اصول رفاہ عامہ کے ان راجاؤن کے محلات کے رہنے والون کے کان تک پہونچاتا رہے اور پھر اوسکے بعد بالکل ممانعت کردے لیکن اس وقت بھی اوسنے ایک حکم جاری کردیا۔ کہ اگر کوئی بیوہ ستی ہونے سے ذرہ بھی ناراضی ظاہر کرے تو ہرگز ستی ہونیکی اجازت نہ دیجاوے۔

اس باب مین اوسنے فقط الفاظ سے ہی کام نہ لیا بلکہ اپنے ہاتھہ پاؤن بھی ہلاے۔ ایکمرتبہ وہ اجمیر مین تھا اوسے خبر آئی کہ جےمل جو اوس کا بڑا معتبر کارکن اور راجہ بہاری مل والی آمیر کا بھتیجا تھا جو امراے بنگالہ کے پاس کسی

کام کو اکبر کی طرف سے جارہا تہا چوسہ کے مقام پر مرگیا اکبر اوسے اپنا بڑا عزیز سمجہتا تہا اور راجپوتانہ کے امراءین سے اکبر کے پاس یہی امیر سب سے پہلے آکر حاضر ہوا تہا اور اوسوقت سے برابر نہایت خیرخواہانہ اوس کی خدمت کیا کرتا تہا اس کا بیاہ اودے سنگہ رانا ے جودہپور کی بیٹی سے ہوا تہا جو اپنی مرضی کی سخت پابند تہی - جب اوسکے شوہر کے مرنیکی خبر اوسے امبر مین پہونچی تو اوسنے نہایت اصرار سے کہا کہ مین ہرگز ستی ہونا نہین چاہتی - بادشاہی قواعد کے بموجب اوسے کامل حق حاصل تہا کہ وہ اپنی عقل سے کام لے سکے - لیکن جب اوسنے انکار کیا تو لوگون نے ایسی واویلا مچائی اور اودے سنگہ اوسکے بیٹے نے جو ان لوگون کا سرکردہ تہا ایسا شور کیا کہ اب اوسے زبردستی چتا پر لے چلنے کا ارادہ ہوگیا اس بات کی خبر اکبر کو بھی پہونچ گئی - اور اوس نے اس ظلم کے روکنے کی کامل کوشش کی اور عین وقت پر جب کہ چتا کی لکڑیون مین آگ دیدی گئی تہی بادشاہی آدمی جن مین ایک جمیل کا چچا بہی تہا موقع پر پہونچ گئے - اور اودے سنگہہ کو اونہون نے پکڑ لیا - اور مجمع کو منتشر کر کے رانی کی جان بچادی -

فیضی اور ابوالفضل سے علما اور آزادانہ خیالات کے آدمیون سے اکبر کی صحبت رہا کرتی تہی اسلیئے جو لوگ کہ علم کے سچے دوست ہوتے اور اوسکے حصول کا اونہین سچا شوق ہوتا تو وہ اونکی مدد کیا کرتا اور اون پر بڑی عنایت کرتا تہا - مگر جو لوگ کہ جہوٹی شیخی بگہارتے اور ریاکاری کرتے اون سے اوسے سخت نفرت تہی - اوسے یہ بات

بہت جلد معلوم ہوگئی تھی کہ اوسکے دربار کے مسلمان عالمون مین یہہ دو نقص ضرور چھپے ہوا کرتے ہین۔ اور جب یہ بات اوسے پایہ ثبوت کو پہونچ گئی تو وہ اُن سے نفرت کرنے لگا۔ اور ارادہ کرلیا کہ جسطرح ہو سکے اون کی جھوٹی شیخیان اون پر ظاہر کردے۔

پروفیسر بلاکمین صاحب لکھتے ہین کہ کسی شخص مین غرور دگھمنڈ کو وہ کبھی روا نہین رکھتا تہا۔ اور اگر علم کے سبب سے کوئی شخص غرور کرتا تو اوسے سب سے زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تہا اسی سبب سے لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ وہ اہل علم کا دشمن تہا اور علم کو پسند نہین کرتا تہا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔

ہندوستان مین ایسا کوئی زمانہ نہین آیا کہ جس مین اس سے زیادہ کوئی بادشاہ سچا علم کا دوست پیدا ہوا ہو۔ ہمارے نزدیک تو ہندوستان کی موجودہ حکام کو بھی اس بات مین اوسی کی تقلید کرنا چاہیئے۔ اس کے دربار کے عالمون مین سے ایک شخص خان اعظم مرزا عزیز کوکہ اوس کی پیاری دایہ کا بیٹا تھا (جسکی تاریخ دانی کے مقابلہ مین اوس زمانہ کے لحاظ سے کسی دوسرے کا ملنا دشوار تہا۔ اور ایک نہایت محققانہ طبیعت والا اور بڑے اعلیٰ درجہ کی لیاقتون سے موصوف تھا یہ شخص ایک مدت دراز تک تو دین اسلام کا بڑا گاڑہا معتقد رہا۔ اور اکبر کے نئے مذہب پر ہنستا اور فیضی اور ابو الفضل پر پہتیان کہتا اور ایسی ایسی اونکے نئے نئے نام چھانٹ کر رکھتا کہ جن کا وہ اپنے نزدیک اونکو بیجا دعویدار سمجھا کرتا تہا۔ مگر اخیر

زمانہ مین اوسے کہین مکہ معظمہ کے حج کا سفر درپیش آیا۔ مکہ معظمہ کے مشائخ نے اوسے یہان تک لوٹا کہ گویا کہاں تک نوچ لی جس سے اوس کا دل خود بخود اسلام سے افسردہ ہو گیا۔ اس لئے جب وہ آگرہ کو لوٹ کر آیا تو دین الٰہی کے معتقدین مین شامل ہو گیا یہہ شخص بہت ہی اچھا شاعر تہا۔ اور دانشمندی اور اپنے کلام کی آسانی اور جلد فہم مین آنے کے باعث مشہور و معروف تہا اوسکے مقولون مین ایک کہاوت اب تک مشہور چلی آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

(آدمی کو چاہیئے چار بیبیان کرے۔ ایک تو اون مین سے فارس کی عورت ہو کہ جو بات چیت اور گفتگو کرنے کے کام مین آوے۔ دوسری خراسانی ہو کہ وہ گھر بار کا کام کیا کرے۔ تیسری ایک ہندو لگائی ہو کہ بال بچون کی خدمت اور اون کی پرورش مین مدد کرے۔ چوتہی ماوراء النہر (واقع ترکستان) کی ہو کہ باقی تین مذکورہ بالا کے ڈرانے کے لئے اوسکے تازیانہ مار دے جایا کرین۔)

ایک اور شخص مرزا عبدالرحیم اوسکے اتالیق بیرام خان کا بیٹا بھی اوسکے ملازمون مین سے نہایت لایق دقایق جنگ آور اور نہایت فیاض اور کریم النفس گنا جاتا تہا اور سالہائے دراز تک خانخانان کے معزز عہدہ پر ممتاز رہا تہا جو اس زمانہ مین کمانڈرانچیف کے عہدہ کے مشابہ اور مساوی ہے مگر اوس کی لیاقت جیسی میدان جنگ مین مانی جاتی تہی ایسی ہی علوم و فنون مین بھی مسلم تھی اوسنے تزک بابری کا ترجمہ جس کا ٹہیک نام ابوالفضل کا رکھا ہوا خسرونامہ ہے

ترکی زبان سے فارسی بولی مین جو اوس زمانہ مین درباری بولی تھی کر کے اکبر کو دیا تھا۔ اسکے سوا اور بھی کتنے ہی اوسکے عہد کے عالم صاحب تصنیف گذرے ہین نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری لکھی ہے جسمین اکبر کے عہد کے حالات کا بیان کیا ہے تاریخ الفی کے مصنفین بھی اوسی کے وقت مین تھے جنھون نے اسلام کے عہد کے ہزار سال کی تاریخ پوری بیان کی ہے۔ اور اون سب سے بڑھ کر عبدالقادر بدایونی پکا مسلمان بھی اوسیکے زمانہ کا نامی گرامی مورخ ہے جس نے تاریخ بدایونی بنائی ہے اور کشمیر کی تاریخ کو صحیح کیا ہے اور اوسپر نظر ثانی کی ہے۔

یہہ بدایونی بڑا مشہور و معروف شخص گذرا ہے۔ عمر مین اکبر سے دو سال بڑا تھا۔ اوسنے اپنے ابتدائی ایام طفولیت سے ہی اپنے زمانہ کی نہایت مشہور و معروف اور نیک کردار لوگون سے طرح طرح کے علوم و فنون حاصل کئے تھے۔ اور تاریخ دانی اور علوم موسیقی اور نجوم مین بڑا صاحب کمال تھا اوس کی خوش الحانی کے باعث دربار مین نماز پڑہانے کے لئے امامت کا عہدہ اکبر نے دیا تھا۔ اور جمعہ کو نماز پڑہایا کرتا تھا۔ چالیس برس تک شیخ مبارک اور اوسکے بیٹون فیضی اور ابوالفضل کے ساتھہ وہ دربار شاہی مین رہا۔ مگر ان مین سچی دوستی نہ تھی۔ کیونکہ بدایونی ایک پکا مسلمان تھا اور اونکو ہمیشہ مبتدع اور بدعتی خیال کرتا تھا۔ اکبر کے حکم سے اوسنے اصلی سنسکرت زبان سے رامائن کا اور نیز مہابھارت کے ایک حصّہ کا ترجمہ فارسی زبان مین کیا ہے۔ اوس کی تاریخ کی کتاب جس کا تاریخ بدایونی کے نام سے ہم نے

اوپر ذکر کیا ہے اور جسے منتخب التواریخ بھی بولا کرتے ہین اس سبب سے نہایت قدر کے قابل ہے کہ اوس مین اکبر کے مذہبی رایون کا اور نیز اوسکے عہد کے اور مشہور و معروف و نامی گرامی لوگون کے حالات کا تذکرہ ہے۔

یہ عالم اگرچہ اکبر کے مرنے سے گیارہ برس پہلے مر چکا تھا مگر اوس کی بڑی کتاب تاریخ مذکور جسے اوسنے نہایت احتیاط کے ساتھ چھپ کر لکھا تھا۔ اکبر کے زمانہ مین شایع نہین ہوئی بلکہ جہانگیر کی سلطنت کا بھی کچھ زمانہ گذر چکا جب جاکر لوگون مین اوسکی شہرت اوڑی متعصب مسلمان جو اکبر کی نئی اور انوکھی باتون کو پسند نہین کرتے تھے اس کو نہایت قدر قیمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اوسوقت سے جس جس قدر اکبر کی نئی باتین دنیا سے معدوم ہوتی گئین اور بتدریج خیالات انسانی کی آزادی مین روکین اور مزاحمتین پیدا ہونے لگین اوسیقدر اس کتاب کی قدردانی زیادہ ہوتی گئی۔

چونکہ آئین اکبری مین اکبر کے عہد کے بڑے اور چھوٹے سب طرح کے عالمون کا ذکر موجود ہے اسلیئے ہمارے لیئے یہان اس کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ ہم اون لوگون کے یہان حالات بیان کرین جنھون نے اکبر کے زمانہ مین اپنی لیاقت اور محنت اور علم کے جواہرات دکھا کر اوسکے عہد کو فخر و مباہات کے لایق کر دیا ہے لیکن علم و ہنر کی ترقی کے لیئے جو اس بادشاہ نے کوششین کین اور توجہ مبذول فرمائی تھی البتہ اوسکا کچھہ ذکر کر دینا اسجگہ زیبا نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کو اپنے کتب خانہ مین کتابین جمع کرنے کی طرف بڑی توجہ تھی۔ وہ دور دور کے

ملکون سے کتابین منگاتا اور ہندون کے اصلی کتابونکو جمع کرتا اور فارسی مین اونکے ترجمہ کرایا کرتا تھا - اس کتب خانہ کی نسبت آئین اکبری کا مصنف بیان کرتا ہے کہ وہ کئی حصّون مین منقسم تھا کچھ کتابین محلسراے شاہی کے اندر اور کچھہ حرم سرا کے باہر رہا کرتی تھین - پھر ان حصّون کی اور بھی شقین نہین اور کتابون کی قدر و قیمت اور اونکے مضامین کی دلچسپی کے لحاظ سے اون کی جدا جدا قسمین قرار دی گئی تھین نثر کی کتابین اور نظم کے دواوین ہندی - فارسی - یونانی - کشمیری - عربی زبان کے نسخے سب الگ الگ رکھے گئے تھے - اور اسی ترتیب کے لحاظ سے اونکا معائنہ بھی ہوا کرتا تھا - تجربہ کار لوگ اونہین روزمرہ نکال نکال کر لایا کرتے اور بادشاہ کو پڑھ پڑھ کر سنایا کرتے تھے - اور بادشاہ ایک کتاب کو ابتدا سے انتہا تک بتوجہ تمام سنا کرتا تھا - جب پڑھنے والا پڑھ چکتا تو صفحون کی تعداد کے موافق بادشاہ اپنے قلم سے کتاب مین ایک نشان بنا دیا کرتا تھا اور قاری جس قدر صفحہ سناتا اوسی کے اندازے سے بادشاہ اوسکو اشرفیان اور روپے انعام بین دیا کرتا تھا - نامی گرامی کتابون مین سے بہت ہی کم کتابین ایسی نکلینگی کہ بادشاہی مجلس مین سنائی نہ گئی ہون - سنین ماضیہ کے تاریخی واقعات علوم و فنون کے عجائب و غرائب اور فلسفہ کی دلچسپ باتین کوئی بھی ایسی نہین ہین کہ جن سے ہمارا بادشاہ جس کا سلاطین عادل مین اوّل درجہ ہے ناواقف ہو - پھر اس مصنف نے کتابون کی ایک فہرست لکھی ہے اور اوس مین وہ کتابین بتائی ہین کہ جنہین بادشاہ بہت پسند کرتا تھا - ان کا اوپر ہم ذکر بھی کر آئے ہین -

مین جانتا ہون کہ مین نے اکبر کے زمانہ کے عالمون کا اور نیز علوم و فنون کا
بخوبی بیان کردیا۔ اور جو اثر کہ ان لوگون سے اوسکے عہد پر ہوا ہے وہ میرے بیان
سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے جب تک کہ فیضی اور ابو الفضل دونو عالم بہائی زندہ
رہے اون کا اثر بہی سب پر غالب رہا۔ بلکہ ابو الفضل کا اثر تو اوسکے مرنے کے بعد
بھی قایم رہا۔ کیونکہ اوسنے جو بادشاہ کو سبق پڑہایا تہا وہ ایسا تہا کہ اوس سے اوسکے
اقا کا جبلی میلان اور بھی پختہ ہوگیا تہا ان دونو بہائیون کے جو پیارے اصول
تھے وہ ایسے تھے کہ اکبر کی طبعی میلان کے موافق تھے اور نہایت درجہ کے مفید
اور رفاہ عام پر مبنی تھے کسی کی راے اور خیال سے اوسمین عداوت کا نام نہ تہا
اور عدل و انصاف کے کرنے مین قوم و ملت کی کوئی تفریق نہ تھی۔ اون کے
اصولون سے سب کے سب یکسان تھے۔ اس ملک کے باشندون کی گردن پر
جو بوجہ لدے ہوئے تھے وہ اون سے ہلکے ہوتے تھے۔ اور مخلوق کی تمام طبقات
کے مقاصد ملکر اون اصولون سے متحد ہو جاتے تھے۔ اون مین خواہ راجپوت
راجاہون جو اپنے قدامت پر بڑا فخر کرتے اور مسلمان حملہ آورون کو ذات سے اوچھا
اور بیگانہ تصور کرتے تھے یا اذبک اور مغل سردارہون جو فتحمندی کی بنا پر اس ملک
پر اپنے ہی ملک کا حق جتاتے اور یہان کے باشندون کو غلامی کے قابل
سمجھتے تھے یا افغان نسل کے لوگ ہون جنہون نے یہان سکونت اختیار کرلی
تھی اور چارسو برس یہان اپنی بسنے اور ملنے جلنے کے باعث یہین کے باشندے

بن گئے تھے۔ یا یہان کے اصلی باشندے ہون جو حکام کی مہربانی کی نظر اور
اچھا برتاؤ دیکھکر ہمیشہ حکم برداری کے لئے موجود رہتے تھے ان دونو بھائیون کے
اصولون سے ان تمام طبقات کے آدمی ملکر شیر و شکر ہو سکتے اور ایک دوسرے
کے مقاصد کو ایک ہی یقین کر سکتے تھے۔

مگر ایک طبقہ ایسا تھا کہ اوس کا راضی کر لینا غیر ممکن تھا۔ وہ اون مسلمان سردارون
کا گروہ تھا جنکے خاندان یہان ہندوستان مین پہلے حکومت کر چکے تھے اور جنکے
دل مین لو لگی ہوئی تھی کہ ہم بھی کسی وقت یہان کے بادشاہ ہو جائینگے۔ اور بنگالہ اور اڑیسہ
اور بہار اور نیز مغربی ہندوستان کے کتنے ہی حصون مین ابھی تک برسر حکومت
تھے اور بڑی فوج و سپاہ کے مالک ہو رہے تھے۔ اور اپنے آپ کو اکبر سے بھی
بڑے اعلے درجہ کے القاب کا مستحق تصور کرتے تھے۔ اور اس بات کو نہین
سمجھتے تھے کہ جب اونکے باپ دادے دنیا مین موجود تھے اوسی وقت اکبر ایسے کام
کر رہا تھا کہ جس سے اس ملک مین اوس کی حکومت کی جڑ استحکام کے ساتھ جمتی جاتی
تھی۔ اس ناواقفی کے باعث وہ لوگ اکبر کے دعاوی کو تسلیم نہین کرتے اور اوس سے
بمقابلہ پیش آتے تھے چنانچہ اکبر نے اونکے راضی کرنیکی جس طرح کوشش کی اور
اور جسطرح اونکے اوضاع و اطوار نے اکبر کو اونکے اخراج پر مجبور کیا اوس کا ذکر
ہم اپنی کتاب کے پچھلے باب مین بیان کر آئے ہین اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔
اب مین اس امر کا بیان کرتا ہون کہ ان رفاہ عامہ کے اصولون نے جو اکبر کے

فطرتی اور ذاتی تھے اور جنہین فیضی اور ابو الفضل کی فیض صحبت نے استحکام اور استواری بخشی تھی اوس نظام حکومت پر کیا گیا اور کسطرح اثر کیا جو اس مصلح مزاج اور اصلاح پسند بادشاہ نے جاری کیا تھا اسی باب کے کسی صفحہ مین مین نے اس بادشاہ کا خود اپنا بیان نقل کیا ہے جس مین وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی حکومت کے زمانہ مین ایک مرتبہ برہمنون کو مسلمان ہونے کے لئے مجبور کیا تہا چونکہ اکبر خود ہی ایسا بیان کرتا ہے اس لئے یہ واقعہ تو ضرور ہوا ہوگا۔ مگر کہین زبردستی مسلمان کرنے کا حال تاریخون مین لکھا نظر نہین آتا غالبًا یہ واقعہ اوس وقت کا ہوگا جب کہ اکبر چھوٹا تہا اور بیرام خان ملک کے کاروبار کو دیکھتا تہا اور اوسی کے ہاتھ مین سارا اختیار تہا کیونکہ جب سے کہ اوسنے سلطنت کی حکمرانی اپنے ہاتھ مین لی اور بیرام خان کو جو مختار کل ہو رہا تھا مکہ معظمہ جانے کی اجازت عطا کی تب سے اوسنے اپنا یہ قاعدہ مقرر کر لیا تہا کہ ہندو اور مسلمان کو بلا امتیاز قومیت سرکاری عہدون پر برابر مامور کرے اور پھر اس قاعدہ سے مادام الحیات اوسنے تجاوز نہ کیا۔ جسوقت اکبر اکیس برس کی عمر کا تہا اور اوسکو سات برس تخت نشین ہوئے گذرے تھے اوسنے پرانے دستور کو موقوف کر دیا کہ جسے فاتح قوم والے مفتوح قوم کے جورو بچے اور متعلقین کو قید کر کے غلام بنا لیتے یا فروخت کر دیا کرتے تھے دشمن کا کیسا ہی تصور کیون نہ ہوتا اوسکے عیال و اطفال کو اس بادشاہ کے حکم کے بموجب کامل اجازت تہی کہ چاہے تو وہ اپنے خاص گھر مین رہتے یا اپنے اپنے رشتہ دارون کے پاس جہان چاہتے وہان چلے جاتے

تھے۔ کوئی شخص چاہے امیر کبیر ہو یا غریب و فقیر کا درجہ رکھتا ہو غلام کوئی نہین بنایا جاتا تہا۔ وہ نیک مزاج بادشاہ کہتا تہا کہ اگر کسی شخص نے کوئی برا کام کیا تو اوس کی بیچاری بی بی نے کیا قصور کیا ہے اور اگر کسی شخص کے باپ نے بادشاہ سے بغاوت کی ہو تو اوسکے بچون کو ملامت یا برا بہلا کہنے کا کیا سبب ہے، لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

فقط اسی بات پر اوسنے قناعت نہ کی بلکہ اور خرابیون کی اصلاح کے واسطے بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ اوسنے ایسے ہی نیک اور عمدہ قوانین جاری کئے جس سے اوس کی دور اندیشی اور دوربینی بخوبی ثابت ہوتی ہے اسی کے دوسرے ہی سال ۹ جلوس مین اکبر نے ایک محصول کے موقوف کرنے کا ارادہ کیا اگرچہ اس محصول کی بڑی آمدنی تہی۔ مگر اکبر کے نزدیک اوس کی ہندو رعایا کو مذہبًا نہایت ناگوار گزرتا تہا۔ دنیا مین کسی ملک کے آدمی اپنی عبادت گاہون کو اس قدر سفر نہین کیا کرتے جس قدر ہندوستان مین ہندو جاترا کیا کرتے ہین۔ اونکے متبرک مقامات اور مقدس مندر ہندوستان کے ہر ایک صوبہ مین موجود ہین اور ہر مقام کا مندر کسی خاص دیوتا کے نام سے موسوم ہے اور اوس کی کوئی مخصوص خاصیت مانی جاتی ہے جو دوسرے مین نہین ہوتی۔ ان جاتریون کے سفر اکثر بڑے لمبے اور نہایت سخت ہوا کرتے ہین اور جسقدر لمبے ہوتے ہین اوسیقدر اون کو اون سے ثواب کی امید ہوا کرتی ہے مغلون سے پہلے یہان جو افغان نسل کے بادشاہ

تھے اونھون نے ہندؤون کی ان جاتراون کو اپنی آمدنی کا ایک بہت بڑا اور دوامی ذریعہ سمجھہ رکھا تھا اور اس سبب سے تمام جاتریون پر ایک محصول لگا چھوڑا تھا اور اونکی مقدرت کو تحقیق کرکے یا اون کی دولتمندی کی شہرت کے لحاظ سے ایک شخص سے ایک خاص تعداد محصول کی لیا کرتے تھے - ابو الفضل لکھتا ہے کہ اس محصول سے بڑی آمدنی ہوتی تھی لاکھون روپیہ ہر سال شاہی خزانہ مین داخل ہوا کرتا تھا - مگر وہ بڑی بھاری دل شکنی کا باعث تھا - ہندؤون کے نزدیک جاترا کرنا ایک مذہبی فرض ہے یا اونکے برہمن گرو اور پروہت کے کہنے سے لازمی خیال کیا جاتا ہے اسلئے جب وہ لوگ اپنے جسمون کو نہایت بڑی بڑی تکلیفین دیتے اور اپنی بدنون سے زمین کو ناپ ناپ کر جاترا کرتے اور سیکڑون میل تک چلے جاتے تو کہتے تھے کہ کوئی وجہ نہین ہے جس سے سرکار ہمین اس کام پر لوٹتی ہی اور ہم سے محصول لیتی ہے - اکبر کی ہندو رعایا کے خیالات اوسکے کانون تک بہت جلد پہونچ گئے - مگر جن لوگون نے کہ ایسی آمدنی کو صرف ایک بڑا سہل الحصول ذریعہ خیال رکھا تھا وہ کہنے لگے کہ جاترا کرنا ہندؤون کا ایک بیہودہ خیال ہے جسے وہ چھوڑنا نہین پسند کرتے اسلئے یہ آمدنی یقینی اور ہمیشہ کے لئے ہے اگر اسے موقوف کردیا جائے تو خزانہ کی آمدنی مین بڑا نقصان ہوگا - اکبر نے کہا کہ بیشک یہ محصول اونکے بیہودہ خیال پر لگایا گیا ہے اور ممکن ہی کہ کوئی نہ کوئی ہندو جاترا نہ کرے اور گھر رہکر محصول کے دینے سے بچ بھی جائے - مگر جب کہ جاترا کرنا ہندوؤن کے

مذہبی فرائض مین داخل ہے اور ہندو اوسے قادر مطلق کی عبادت خیال کرتے
ہین تو پھر یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس عبادت کی بجا آوری کے وقت جسے وہ
خدا کا حکم سمجھتے ہین ایک ذرہ سے بھی مزاحمت روا رکھی جائے اس لئے اوسنے
اس محصول کو بالکل موقوف کردیا۔

اسیطرح اکبر نے جزیہ کی نسبت کیا جو مسلمان بادشاہون نے غیر مذہب والون
کے ہر ایک آدمی پر جدا جدا لگا رکھا تھا۔ ہندوستان کے افغانی نسل کے بادشاہون
نے جب ہندوستان کو فتح کیا تو ابتدائی زمانہ مین یہ محصول لگایا تھا۔ ایسا محصول
کبھی کوئی نہین لگایا گیا ہے جس سے دینے والون کو اس سے اِسکے برابر رنج گذرا
ہو۔ اور اوس سے ایسے آزاد ہوئے ہون اور نہ کبھی نوع بشر کو جبر تعدی کے
عمل مین لانے کا ایسا موقع ملا ہے جیساکہ اس محصول کے وصول کرنے مین ملاتھا
اگر کوئی شخص فقط اس محصول کی کارروائی کی ہی تاریخ پڑھ لے تو اوسے وہ اسباب
معلوم ہوجائینگے کہ اکبر سے پہلے جو بادشاہ گذرے وہ ہندوستان کے باشندون
کو کیون اپنا دوست نہ بنا سکے اور اس مین بالکل عاجز رہے۔ تاریخ فیروزشاہی کا
مصنف لکھتا ہے کہ جب دیوان کا عامل آیا یا تحصیلدار جاکر ہندوؤن سے جزیہ طلب
کرتا ہے تو وہ دبکر اور ذلیل ہوکر اوسے ادا کردیتے ہین۔ اور اگر عامل چاہتا ہے
کہ اونکے منہ مین تھوک دے تو وہ ہرگز ذرہ بھی چھوت اور ناپاکی کا اندیشہ نہین کرتے
اور مُنہ کھول دیتے ہین تاکہ عامل اگر چاہے تو اونکے مُنہ مین تھوک سکے۔ اس قسم

کی تذلیل اور منہ ودن مین تھوک دینے کا مقصد یہ تھا کہ کافر رعایا کی اطاعت کا جو مسلمانون کی حمایت مین ہے اظہار ہو جاے اور اسلام کے جاہ و جلال مین جو خدا کا سچا دین ہے ترقی ہو اور ادیان باطلہ کی تحقیر و تذلیل سب لوگ جان جائین مجھے اس امر کی بحث کرنے کی تو یہان کوئی ضرورت نہین ہے کہ ان عہدہ دارون کی ایسی کارروائیان سچے اسلام کی بالکل مخالف تھین - اور نہ یہ کہنا ضرور ہے کہ اگر کسی مذہب کی ناجائز طرفدارون اور متعصبون نے اپنے مذہب کی بیجا جوش کا اظہار کیا ہے تو اوسے ضرور اوسکے بُرے نتائج اوٹھانا پڑے ہین - اور اسلام کو بھی یہ نقصان اور مذہبون کی طرح سے اوٹھانا پڑا ہے بلکہ اس خلاصہ سے یہ بات دکھانا منظور ہے کہ جو بادشاہ عموماً مہذب اور روشن ضمیر نہین ہوتے تھے اون کے عمال اور کارندون کو مذہب کے نام سے جسکے سچے عقاید کو وہ اپنے اسطرح کے افعال سے بدنام کیا کرتے تھے اقوام مفتوحہ پر کہان تک ظلم کرنے اور اونہین کہان تک ذلیل کرنیکی گنجایش ہوتی تھی -

اکبر نے صرف اسی بات کو ہی نہین تاڑلیا کہ اس قسم کے محصول وصول کرنے مین ایسی ایسی خرابیان پیدا ہو جایا کرتے ہین بلکہ وہ یہ بھی جان گیا کہ ایسا محصول رعایا پر لگانا ہی برا ہے - اوسے تو "کافر" کے لفظ سے ہی نفرت تھی وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ کوئی اس بات کا یقین نہین کرسکتا کہ مین ہی راہ راست پر ہون - وہ جانتا تھا کہ سب مذہبون مین کوئی نہ کوئی اچھی بات ضرور ہوا کرتی ہے اسلیئے اگر کوئی شخص اپنے

دل سے کسی مذہب کو اچھا سمجھکر اختیار کرے تو اسوجہ سے اوس پر محصول لگانا ہی ناجائز ہے اس سبب سے اوسنے اپنے ۹ سنہ جلوس کی ابتدا ہی مین صرف اپنی ہی رائے صائب سے قبل اس سے کہ وہ دونو نامی گرامی بہائیون فیضی اور ابوالفضل مین سے کسی کی صحبت سے فیض اوٹھائے ایک فرمان جاری کیا۔ اور جزیہ کو یک قلم موقوف کردیا جسکے بعد ہندوستان مین اوس وحدہٗ لاشریک ازلی اور ابدی کے روبرو دین وایمان کے خیالات مین سب کے سب یکسان عملدرآمد کرنے لگے۔ اور مذہبی امورات کے بجالانے مین کسی کو کچھ خدشہ باقی نہ رہا۔

اکبر نے ہندوؤن کے ساتھ جو جو سلوک کیئے وہ ان محصولات کے معاف کرنے ہی پر محدود نہ تھے جن سے اونکے مذہبی خیالات پر بڑا ہی ناگوار بوجھ پڑتا تہا۔ بلکہ اوسنے اس کی کوشش بھی کی تہی کہ مخلوق کے خوش حالی اور عیش وراحت کے حاصل کرنے مین جو جو مزاحمتین ہین وہ بھی دور ہوجائین۔ پھر اوسنے اس کوشش مین اپنے اقتدار شاہانہ اور حکومت کو حتی الامکان ہرگز دخل نہ دیا تہا۔ یہ تو مین اوپر بیان کرچکاہون کہ ستی کے مقدمہ مین اوسنے کیا کیا کیا تہا۔ اسی معاملہ کے قریب قریب بیوگان کے ازدواج ثانی کا معاملہ ہے جسکی طرف اوسنے لوگون کو بڑی ہی رغبت دلائی تھی۔ پہر اسی تحریص وترغیب پر ہی قناعت نہ کی تہی۔ بلکہ ایک فرمان جاری کردیا تہا کہ بیواؤن کا مکرر شادی کردینا قانوناً جائز ہے۔ اور اسی اصلاحون کے ساتھ اوسنے اون شادیون کو منع بھی کردیا جو ایّام بلوغت سے پیشتر کیجائین۔ اگرچہ عقلمند

ہندو اس بات کو بڑا ابتلا یا کرتے ہین مگر یہ رسم نہ صرف اوسی زمانہ مین اس قوم مین
نہایت درجہ مروج تھی بلکہ اس وقت بھی برابر چلی آتی ہے۔ اسی طرح سے اوسنے
قربانی کے واسطے جانورون کا مارنا بھی منع کردیا تھا اور ایسی قسمون اور شرطون کی
تصدیق کی بھی ممانعت کردی تھی جن کا امتحان خطرناک چیزون سے کیا جاتا تھا۔
پھر بھی نہین کہ ہندوؤن ہی کی نسبت اوسنے ایسی توجہ ظاہر کی تھی وہ اوس دین
والون کی اصلاح مین بھی کم توجہ نہین کرتا تھا جن مین کہ وہ خود پیدا ہوا تھا
مگر اوس نے اون کی اصلاح کا طریقہ دوسرا رکھا تھا۔ وہ اپنے آپ ایسے کام کرتا کہ
وہ اوسے دیکھکر سیکھین اونہین سمجھاتا اور اونہین لعنت ملامت کرتا لیکن کبھی کسی
کام کرنے کا حکم نہ دیتا اور مجبور نہ کرتا تھا۔

اوسنے اونھین رغبت دلائی کہ نماز روزہ مین حد سے زیادہ مشغول نہ رہا کرین
اور حج و زکوٰۃ ضرورت سے زیادہ نکرین مگر ان کامون سے اونہین منع نہین کیا یہہ
کام ایسے ہین کہ جن مین ہر ایک شخص کا خیال جدا ہوا کرتا ہے۔ کوئی سچے دل سے
یہ کام کیا کرتے ہین اور کوئی جھوٹے ہوتے ہین مگر اکبر بخوبی جانتا تھا کہ ان لوگون مین
جو بڑے عابد زاہد دکھائی دیتے ہین اکثر صرف ظاہر پرست اور ریا کاری کا لباس
پہنے ہوا کرتے ہین۔ وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ انسان کو اپنا وقت ظاہری عبادت
مین اور دکھانے کیلیے بڑی لمبی نمازون اور وظائف مین ضایع کرنے کے بجائے
اور بہت سے ایسے کام ہین کہ جن مین لگانے سے اوسے فائدہ پہونچ سکتا ہے خلقت

کی رسم کی تو مسلمانون کو کسیطرح مخالفت نہین ہوسکتی تہی - مگر اکبر نے اونہین اتنا سمجہادیا کہ یہ رسم اوسوقت تک نہ کیجائے کہ لڑکے کی عمر بارہ برس کی نہوجاے - پہر اوسنے ہندوون کو راضی کرنے کے لئے مسلمانون کو رغبت دلائی کہ گاے ذبح نہ کیا کرین - برخلاف اسکے اوسنے کہدیا کہ خنزیر کا مارنا اور اوسکے گوشت کا لین دین منع نہین ہے - کتون کو مسلمان نجس اور ناپاک جانتے ہین اور ابہی تک بہی پکے مسلمان اونہین ایساہی خیال کیا کرتے ہین - اکبر نے کہدیا کہ وہ پاک وصاف ہین - شراب خواری مسلمانون کے یہان ممنوع ہے - اکبر نے اوسے حداعتدال تک پینے کے واسطے جائز قرار دیدیا -

۱۵۹۲ء مین جب کہ اکبر کی سلطنت کا اخیر زمانہ تہا اوسنے ڈاڑہی منڈانے کا دستور نکالا - جس سے اوسکے دربار کے متعصب فریق کو سخت رنج پہونچا - استرہ کے کام مین لانے اور بال منڈانے کے فوائد جو ہندوستان سے گرم ملک مین ہوسکتے ہین وہ اس قدر بین ہین کہ دلیل کے محتاج نہین لیکن اکبر نے داڑہی منڈانے کے لئے کسی پر زبردستی نہین کی - تاہم اس حکم کی تعمیل اور عدم تعمیل دربار شاہی مین بڑی گہری نگاہون سے دیکہی جاتی تہی - پکے مسلمانون کے نزدیک بہت ہی کم چیزین ایسی بُری ہین جو ڈاڑہی منڈوانے سے زیادہ نفرت انگیز سمجہی جاتی ہون اوس زمانہ مین بہی اوس سے ایسی ہی نفرت تہی اور اب بہی مسلمان اوسے ایساہی بُرا سمجہے ہین - جب اکبر نے ڈاڑہی منڈوائی لوگون نے بہت کچہ شکایتین اور سرگوشیان

کین اور چہپے چہپے لوگ اوس سے متنفر ہوگئے ۔

اکبر کی اور فطرتی میلانون مین سے اوسکے رشتہ دارون سے بڑی الفت کا کرنا بھی تذکرہ کے قابل ہے ۔ ایک اوس کا رضاعی بہائی تہا جو اوسے ضد اور ہٹ کرکر کے آزردہ کیا کرتا تھا جب کبھی اکبر اوسکو کوئی ضعیف سی بھی سزا دیا کرتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ میرے اور عزیز کے درمیان ایک جوی شیر بہا کرتی ہے جسے مین عبور نہین کرسکتا یعنی اوسے دودہ کی شراکت کی وجہ سے سزا نہین دیسکتا ہون ان الفاظ سے جو مضمون مترشح ہوتا ہے وہ اکبر کے اون تمام معاملات مین دکھائی دیتا ہے جو اوسے اپنے متعلقین سے پیش آتے تھے ۔ اگر کوئی ایسا معاملہ نہ حادث ہوتا جسکی اصلاح غیر ممکن ہوتی یا کسی بے گناہ کے خون سے اونکے ہاتھ رنگین نہ ہوتے تو باقی تمام امورات مین وہ اون سے بہ نرمی و ملاطفت وکشادہ دلی سے پیش آتا اور اونکو پہر اپنا بنا لیتا تہا ۔ وہ اس کو پسند کرتا تہا کہ اونکی خطائین معاف کرے اور پہلے کیطرح اپنی حالت پر اونہین برقرار رکھے اور کسیطرح اون پر بے اعتباری نہ کرے ۔ اور اگرچہ ان اچھے صفات کے کام مین لانے سے اوسے کبھی کبھی دہوکے بھی ہوتے تھے مگر پہر بھی تو اخیر کو ایسا ہی کرتا تہا وہ اپنے باپ کا اچھا اور سپوت بیٹا تہا اور اپنے بیٹون کی الفت اور محبت سے مسرور رہتا اور اپنے بیٹون پر حد سے زیادہ شفقت اور پیار کرتا تہا ۔

اوس کے بیٹون کے لئے یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہوئی کہ وہ باپ کی دولت وامارت کے زمانہ مین پیدا ہوے تھے ۔ اور اسی سے اونہین نقصان اوٹھانا پڑے

اوس کا ایک بیٹا شاہزادہ دانیال تھا جو بڑا ہی ہوشیار معلوم ہوتا تھا۔ مگر چونکہ اوسکے چاروں طرف اقسام اقسام کی دلکش اور شہوت انگیز چیزین موجود تہین اور اوس کے نگران اور استاد اوسے نہ روکتے تھے اس لئے اوسے قبل از وقت گور کا منھہ دیکھنا پڑا۔ یہی حال شاہزادہ مراد کا ہوا۔ رہا جہانگیر جو اوسکے بعد بادشاہ ہوا اوس کا مزاج اکثر باتون مین باپ کے بالکل برعکس تہا۔ اکبر کے عہد حکومت کے اخیر زمانہ مین اس بیٹے نے ایسے کام کئے کہ جو اس مغلیہ خاندان کے شاہزادون کا ایک شیوہ ہوگئے یعنی اوسنے اپنے باپ کے عین حیات ہی جس کے دوست دلی اور خیرخواہ صمیمی ابوالفضل کو اوس نے قتل کرا دیا تہا چاہا کہ خود بادشاہ بنجائے اور ملک کا مالک ہوجائے۔ اسوقت جو اکبر نے صبر وتحمل کیا اور جیسے اپنے نالایق بیٹے سے اچھا سلوک کیا اوس کی مثال دنیا مین کہین نہین پائی جاتی۔

پھر اکبر ظلم ستم سے نہایت نفرت کرتا اور فرایض منصبی کی بجاآوری کو ایسا ہی ضروری سمجھتا تہا کہ جیسے کوئی اپنے خلاق مطلق کی عبادت کو فرض جانتا ہو۔ اس معاملہ مین وہ چھوٹے بڑے کا کچھہ فرق نہ کرتا سب کو یکسان نظر سے دیکھتا۔ اور اسی پر قناعت نہ کرتا تہا کہ اس اس قسم کے احکام جاری ونافذ کئے جائین بلکہ وہ اون کی تعمیل اور عملدرآمد کو بھی دیکھتا اور جانچتا تہا۔ اور اگر کامیابی نظر نہ آتی تو اوس کی تکمیل بھی کراتا تہا۔ اور اپنی رعایا مین سے ہر ایک قوم پر جو اثر پڑتا اوس پر اچھی طرح سے غور کرتا تہا۔ اور سی آدمیون کی لیاقت کی شناخت مین صرف اپنی ہی رائے پر اطمینان

ہوتا تھا۔ اوسکے عمدہ قیافہ شناس ہونیکو سب لوگ تسلیم کرتے ہین۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ وہ لوگون کی لیاقت کو ایک نظر مین پہچان جاتا ہے اس بات کو لوگ یہان تک اوسوقت تسلیم کرتے تھے کہ عبدالقادر بدایونی بہی اس بات کو مانتا ہے اور اپنی عادت سے کے بموجب ہندونکو بعبارت طعن وتشنیع یاد کر کے کہتا ہے کہ اکبر کو مخلوق کے باطن کے حالات معلوم کرنے کی قدرت جوگیون سے حاصل ہوئی ہے (جو ہندو تپسیا کرنے والون اور جادوگردن کا ایک فرقہ ہے) گو اکبر بڑا نیک مزاج اور رفاہ عام کے کامون کی طرف بڑا متوجہ تہا مگر عقائد باطلہ اور توہمات واہیہ سے خالی نہ تھا وہ ایام کی سعادت اور نحوست کا معتقد تہا کسی دن کو اچھا اور کسی کو بد سمجھتا تہا مسٹر بلاکمین کہتے ہین کہ یہ اعتقاد اوسنے زردشتی مذہب کے لوگون کے ملنے جلنے سے سیکھا ہوگا۔ اسی مذہب والون کا ایسا اعتقاد ہوا کرتا ہے۔ اوسکے دربار والے خصوصًا وہ لوگ جو پہیہ چھپے اوسکے مذہب کی انوکھی باتونکے مخالف تھے کہا کرتے تھے کہ اوس کی خوش نصیبی اور رضامندی کے باعث سے اوسکو ہر جگہہ فتح ہوا کرتی ہے چنانچہ بدایونی لکھتا ہے کہ "بادشاہ اپنے معمولی خوش نصیبی اور اقبال کے باعث اپنے تمام دشمنون پر غالب رہا کرتا ہے" حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ اوسکے فتوحات اور کامیابیون کا سبب یہ تہا کہ وہ اور اوسکے مشیر نہایت غور وخوض سے آئین وقوانین بناتے اور جانچ لیتے کہ اون سے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ پھر بادشاہ قوانین کے عملدرآمد کی ذرہ ذرہ سی بات کو دیکھتا اور اوس پر نہایت ہی توجہ کرتا تھا اور یہی وجہ اوس کی

کامیابی کی تہی

اوسے سیر و شکار سے دل بہلانے کا بڑا شوق تہا۔ خصوصًا شکار مین اوس کا جی بہت لگتا تہا۔ مگر جب اوس کا وہ بیٹا پیدا ہوا کہ جو اوسکے بعد تخت و سلطنت کا مالک ہوا ہے تو اوسنے جمعہ کے دن شکار کرنا موقوف کر دیا تہا۔ اگر ہم جہانگیر بادشاہ کے بیان کو تسلیم کرلین تو اس کی وجہ یہ معلوم ہو سکتی ہے کہ اکبر نے جہانگیر کی پیدایش کے وقت منت مانی تہی کہ اگر جہانگیر کی مان اس مشکل سے بصحت و سلامتی نجات پاجائے تو وہ جمعہ کے دن کبہی شکار نہ کہیلیگا۔ چنانچہ اوسنے مادام الحیات جمعہ کے روز شکار نہین کہیلا۔ اس امر کے ثبوت کے لئے توبہت سی شہادتین موجود ہین کہ اکبر نہ صرف نغمہ و سرود کے سننے کا ہی بڑا شایق تہا بلکہ اوسے خود بہی گانا بجانا اچھا آتا تہا۔ وہ خوارزم کے قدیمی سُرون کو پسند کرتا تہا۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ اوسنے دو سو سے زیادہ سُر خود ایجاد کئے تہے جنہین جوان اور بوڑہے سُنکر نہایت خوش ہوتے تہے۔ پہر اوسی کی کتاب مین لکہا ہے کہ بادشاہ کو علم موسیقی مین اتنا بڑا دخل ہے کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ موسیقی دان بہی اوسکے مقابلہ مین ہیچ ہین۔ ہر روز دربار مین گانے بجانے کی محفل گرم رہا کرتی تہی جس کی کہ مشرقی ممالک کے بادشاہ ہر ایک زمانہ مین بڑے شایق اور نہایت مشتاق رہے ہین۔ اکبر کو خدا تعالی نے ایجاد و اختراع کے واسطے بہی بہت ہی اچھا ذہن عطا کیا تہا۔ آئین اکبری مین اوسکے اختراعات کا ذکر لکہا ہے کہ کیسی اوسنے ایک گاڑی اور ایک پہیا بندوقون کے صاف کرنے کے لئے

اور ہاتی کی جھول ایجاد کی تہی - اور اسکے سوا افواج شاہی اور گولندازون کے لباس
مین کیسی کیسی اصلاحین عمل مین لایا تہا -

اکبر اپنے کہانے پینے مین نہایت سیدہا سادہ تہا - دن بھر مین صرف ایک ہی وقت کہانا کہاتا تہا - گوشت کو پسند نہین کرتا تہا - اور اکثر ایسا ہوتا کہ مہینون تک اوسے نہین کہاتا تہا - اوسکو میوہ اور پہل پہلاری کا بڑا شوق تہا - اور اوسکے کاشتکاری اور بونے کے طریق بہی اوسنے سیکہہ لئے تھے - ابو الفضل کہتا ہے کہ وہ فواکہ کو خلاق عالم کی ایک عظیم نعمت سمجہتا تہا - اور ایران توران سے باغبان اور کاشتکار بُلا کر آگرہ اور فتحپور سیکری مین آباد کئے تھے - خربوزہ اور انگور وہان کثرت سے اور نہایت اچھے ہوتے اور تربوز بادام پستہ - انار وغیرہ ہر جگہہ بافراط پائے جاتے تھے - وہ یہہ بہی لکھتا ہے کہ کابل - قندہار - کشمیر - بدخشان اور سمرقند تک سے میوہ بکثرت آیا کرتا تہا - آئین اکبری مین ان میوون کی ایک طول طویل فہرست لکہی ہوئی ہے ناظرین مین سے جو لوگ کہ ہندوستان کے حالات سے واقف ہین وہ اوسکو پڑہ کر دلکو خوش کر سکتے ہین - یہ بات ایک بڑی توجہ کے قابل ہے کہ ہندوستان مین شیرین میوہ جات مین اوس زمانہ مین بھی آم کو ہی تسلیم کیا ہے اور اوس پہل کو رنگ مزہ اور خوشبو مین سب سے بے نظیر بتلایا ہے اور لکھا ہے کہ بعض ایران و توران کے شکم پرست اوسے خربوزہ اور انگور سے بہی بڑہ کر سمجہتے ہین -

کچہہ تھوڑا سا حال مین اکبر کے عادات و اطوار کی نسبت بہی لکھتا ہون اور

بتلاتا ہون کہ جب وہ آگرہ اور فتحپور سیکری مین ہوتا تہا تو وہ معمولی ایّام مین اپنی اوقات کسطرح بسر کیا کرتا تہا - یہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کو وہ بہت دیر تک بیدار رہا کرتا تہا اور شام سے لیکر صبح کی ابتدا تک برابر رات کو گفتگو اور بحث مباحثہ مین صرف کیا کرتا تہا اور ابوالفضل کے قول کے بموجب رات بہر یہی ہوتا رہتا پہر جب صرف ایک ساعت دن نکلنے کو باقی رہتی تو مطرب و قوال دربار مین آتے اور بادشاہ کو گانا سناتے تہے دن نکلتے ہی بادشاہ اپنے خاص کمرون مین چلا جاتا - اور ہاتہ منہ دہوکر اور لباس بدلکر قریب ایک گہنٹہ کے بعد پہر آموجود ہوتا کہ اہل دربار آکر اوسکے سلام سے مشرف ہون پہر دن کا کام شروع ہوتا اور غالباً یہ کام اکثر دوپہر ہونے سے قبل ہی ختم ہوجاتے تہے - کیونکہ اوس وقت اکبر کا دسترخوان چنا جاتا جس کا دن رات مین صرف اسی وقت ایک ہی مرتبہ معمول تہا - مگر کوئی خاص گہنٹہ مقرر نتہا سہ پہر کا وقت اوسنے اپنے سونے کے واسطے رکہا تہا - کبہی کبہی اکبر صبح کے تڑکے مین سیر و شکار کو بہی جایا کرتا اور شام کے اندہیرے مین چوگان بازی جسے اب پولو کہتے ہین - کیا کرتا تہا - اور اسی واسطے اوسنے پلاس کی لکڑی کے گیندین بنوائی تہین - اور وہ اوقات جن مین نہایت گرمی ہوا کرتی ہے اوسنے اپنے آرام و استراحت کے لئے رکہے تہے -

اکبر نے ابہی کچہہ بہت مدت سلطنت نہین کی تہی بلکہ اوس کی حکومت کے آغاز کا ہی زمانہ تہا کہ اوسنے جان لیا کہ راجپوتانہ کے ہندو راجاؤن کو فقط اپنا دوست

بنا لینا ہی کافی نہین ہے بلکہ ان سے کوئی اس سے بھی بڑہکر رشتۂ اتحاد پیدا کرنا اور اونہین اپنی حکومت کا وابستہ کرلینا بڑا ضروری اور اہم کام ہے - یہ ایک تعجب معلوم ہوتا ہے کہ راجستان کی بڑی ذات والے راجاون کو مسلمانون کے ایسے میل جول سے سخت دلی نفرت تہی اور اون مین سے اسے اپنے دلون مین کثرت سے لوگ اپنی ذلت وخواری تصور کرتے تھے - مگر اکبر اونکے خیالات پر غالب ہوگیا اور اونکی نفرت کو دور کردیا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے باپ ہمایون نے اس کارروائی کا راستہ کچھہ پہلے ہی کھولدیا تہا - کرنل ٹاڈ صاحب اپنی کتاب مین جو اونہون نے بڑے عالمانہ طرز پر لکہی ہے اور نہایت دلچسپ ہے اس کیفیت کو بیان کرتے ہین - کہ جسطرح ہمایون چتوڑ کی رانی کرناولی کا طرفدار ہوگیا تہا - اور اوس سے اوس کی خدمت کرنے کا اقرار کرلیا تہا اس خدمت کو اوسنے بڑی وفاداری کے ساتھہ انجام کو پہونچایا - اور ہمیشہ اوسے پیاری اور نیک بہن کہتا رہا - اور ایسے ہی اوسنے راجہ بہاری مل والے امیر پدر بہگوانداس کو بھی رفیق کرلیا تہا جس کا ذکر کئی جگہ اس کتاب مین اوپر آچکا ہے -

اکبر نے اسکے بعد اوس کی بیٹی سے شادی کی - اور جب اوسکا راجہائے امبر (یعنی جیپور) سے اس طرح رشتہ ہوگیا تو بہگوانداس اور اوسکے بہتیجے اور متبنے بیٹے مان سنگھہ کو جو اکبر کے سپہ سالارون مین سے ایک بڑے درجہ کا سردار تہا اکبر اپنا سچا اور پکا دوست شمار کرنے لگا - کرنل ٹاڈ صاحب بہگوانداس کا ایک اور مقام پر ذکر کرکے لکھتے ہین کہ وہ اکبر کا دوست تہا اور اکبر ایسے لوگون کو اپنی حکومت

سے وابستہ کرنیکی قدر وقیمت کو پہچانتا تھا" اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ بہت ہی تھوڑے لوگ ایسے گذرے ہین جن کو راجپوتانہ کے راجاؤن کی اصلی خواہشون کو دریافت کرنے کے اکبر سے زیادہ موقعے ملے ہون - مگر بھگوانداس کے نام سے لوگون کو بڑی نفرت ہے کیونکہ یہی پہلا شخص ہے کہ جس نے اہل اسلام سے رشتہ مصاہرت پیدا کیا اور بیٹی دینے کا قاعدہ نکالکر راجپوتون کی خالص ذات مین بٹا لگایا" تعصب تو ہمیشہ ہی سخت ہوا کرتا ہے مگر ذات پات کا تعصب سب تعصبون سے بڑھ کر ہے -

راجپوتانہ کے راجاؤن مین راجہ بھگوانداس اور اوسکے بھتیجے سے بڑے دل ودماغ کے راجے کبھی نہین پیدا ہوے - اکبر سے جو اونکا بڑا گہرا اتحاد ہوگیا تھا اس بات نے اور سب باتون کی نسبت اس امر پر بہت زیادہ اثر کیا کہ راجپوت مغلون کی حکومت کو مان گئے - پھر اس اتحاد کو اوسوقت اور بھی استحکام ہوگیا جب کہ حسب مذکورہ بالا شاہزادہ سلیم کے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شادی ہوئی - اکبر کی حکومت کا رعب داب جو اس بہادر قوم پر تھا اس کا حال اوس مختصر تحریر سے مترشح ہوتا ہے جسے کرنل ٹاڈ صاحب نے جو راجپوتون کی تعریف و توصیف کرنے مین راجپوتون کا جامہ پہنے ہوے ہین اور خود راجپوتون کی بہ نسبت وہ اونکے زیادہ مداح ہین - اکبر کے بیان مین قلمبند کیا ہے -

ٹاڈ صاحب لکھتے ہین کہ "راجپوتون کی آزادی کو چھین کر او نہین جس نے سب سے پہلے ٹہیک اپنا مطیع اور تابع بنایا وہ مغلیہ سلطنت کا اصلی بانی اکبر بادشاہ تھا

اس مقصد کے حصول مین اوسے اپنے اوصاف جلیلہ سے بڑی زبردست مدد ملی تھی۔ اوسے مخلوق کے طبعی میلانون کے پہچاننے مین بڑا ملکہ تہا اور اون باتون کو خوب جانتا تہا کہ جس سے کسی کا دل کام کرنے کی طرف بہت جلد برانگیختہ ہوجاتا ہے اہنین اوصاف کے باعث اوسنے اوس مسی زنجیر کو جس سے اوس نے راجپوتون کو اپنی اطاعت کے پہندے مین جکڑا تہا خوبصورت سنہری کردیا تہا۔ اس سے وہ ان زنجیرون کے عادی ہوگئے۔ اور اون کو ہمیشہ کے لئے اطاعت کی عادت پڑگئی۔ خصوصًا اوس وقت اس عادت کا بڑا ظہور ہوا کہ جب بادشاہون نے اپنے قومی جاہ و جلال کے اظہار کے لئے اپنی طاقت کو خرچ کیا۔

یا اس سے بھی بڑہ کر بڑے بڑے کامون اور نفسانی خواہشون مین اوس سے اپنا کام لیا۔" ہمارے نزدیک کرنل ٹاڈ صاحب اکبر کے اوس اصول کو نہ سمجھ سکے جو اوسکے تمام کامون مین سرایت کئے ہوئے تہا۔ یعنی وہ ملکون کو اسلئے فتح کرتا تہا کہ اون مین اتفاق و اتحاد پیدا کرسکے اسیواسطے اونھون نے اکبر کو ایسا ہی سمجھ کر جیسا کہ وہ اپنے پہلے افغان اور پٹہان بادشاہون کو سمجھتا تہا اوسکے فتوحات اور کشورکشائی کے سبب سے اوس پر حملہ کیا ہے مگر پھر بھی کرنل ٹاڈ صاحب نے اس بات کو مجبورًا تسلیم کیا ہے کہ جو اکبر نے بلند حوصلگی کے باعث مخلوق کے دلون پر زخم لگائے تھے آخرکار وہ اونکے اچھا کرنے مین کامیاب ہوا۔ اور اس سبب سے عالم مین اوس کی ایسی نیکنامی کی تعریف و توصیف پہیلی کہ اوسکے قوم مین کسی کی دلیسی کبھی نہ ہوئی تہی "

مجھے اس بات کے تو کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوئی کہ اگر بادشاہی اور سلطنت کا مقصد اعظم مخلوق کی خوش حالی اور فارغ البالی ہے اور اس مقصد کے حصول مین اتفاق اور اتحاد کا فتوحات کے ذریعہ سے پیدا کرنا پڑتا ہے تو اسوجہ سے کشورکشائی اور ملک گیری ایک جائز کام ہو جاتا ہے۔ اکبر نے راجپوتانہ کو اسلیئے نہین فتح کیا تہا کہ وہ وہان پر حکومت کرے۔ بلکہ اسلئے فتح کیا تہا کہ تمام راجپوت راجا اپنی اپنی حکومتون مین ایسے امن چین اور خوشحالی کے ساتہہ بیٹھے رہین۔ کہ

جودہپور کے راجا اودے سنگھ کی بیٹی سے جو اوس وقت وہان کا راجہ اور تمام راجپوت راجاؤن مین سب سے زبردست تہا اکبر نے اپنے بیٹے سلیم سے بیاہ کیا تہا۔ اس رانی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے باپ کے بعد شاہجہان کے نام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا۔ اور راجپوت خون کے سبب سے اوسے وہ رتبہ حاصل ہوا کہ جس کا اس سے پیشتر ہندوستان مین کسی نے کان سے ذکر بھی نہین سنا تہا۔ اس شادی کی نسبت جس کا ایسا اچھا نتیجہ ہوا۔ کرنل ٹاڈ صاحب لکھتے ہین کہ اکبر نے رشوت دیکر راجا کی بیٹی لی تہی اور چار صوبے اوسے دے تھے جس سے مارواڑ (جودہپور) کی عملداری دوچند ہوگئی تہی۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ امیر اور مارواڑ کی اس طرز کو دیکھکر اور طمع اور حرص نفسانی سے مجبور ہو کر راجستان کے چھوٹے چھوٹے سردار جن کی رعایا بکثرت اور بہادر تہی دہلی کے جابر اور خود رائے بادشاہون کی طرح ہوگئے۔ اور اسی انقلاب کے سبب سے اکثر کے مراتب اور مدارج مین ترقی ہوگئی۔

سچ ہے جو اس مغلیہ تاریخ نویس نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب تخت مغلیہ کے مددگار اور اوسکے زیور اور زینت وزیب دینے والے تھے "

واقعی جس انصاف کے ساتھ اکبر کی پالسی کا حال راجپوتانہ اور راجپوت سرداروں کے ساتھ اس مورخ نے بیان کیا ہے جو راجپوتون کا بڑا پکا طرفدار ہے اوس سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہین لکھتا ہے اسلیے مین اسی پر اکتفا کرتا ہون -

مگر مین بادشاہ کی شادیون کی نسبت اسقدر بیان کرنا چاہتا ہون کہ اکبر کی اگرچہ کتنی ہی بی بیان تہین مگر آٹھ کا ذکر کتابون مین لکھا ہوا پایا جاتا ہے اوسکے پہلی بی بی اوسکی چچا ہندال مرزا کی بیٹی تھی - اس بی بی سے کوئی اولاد نہین ہوئی اور وہ اکبر کے بعد بھی جیتی رہی اور ۸۴ برس کی عمر مین مری - اوس کی دوسری بی بی بابر کی نواسی تھی اور اسکے ساتھ شادی ہونے سے پیشتر مرزا نورالدین محمد سے شادی کر چکی تھی - یہہ بیگم شاعرہ تھی اور اس کا تخلص مخفی تہا - اوس کی تیسری بی بی راجہ بہاری مل کی بیٹی اور راجہ بھگوانداس کی بہن تھی اس سے اوسنے ۱۵۶۱ء مین بیاہ کیا تہا - اوس کی چوتھی بی بی اپنے حسن و جمال مین بڑی مشہور تھی اور عبدالواسع سے پہلے نکاح کر چکی تھی - پانچوین بی بی جہانگیر کی مان جودہا بائی جودہپور کی رانی تھی - اور چونکہ ولیعہد کی مان تھی اس لیے حرم سرا مین اوس کا سب سے بڑا مرتبہ تہا - باقی چھٹی ساتوین آٹھوین بی بیان سب مسلمان تہین -

ملک کے اندرونی انتظامات مین سے اکبر کے قواعد تحصیل مالگذاری کی طرف

بڑی بھاری توجہ تھی۔ اوسوقت مالگذاری کا ایک قاعدہ جاری تہا جسے شیر شاہ نے جسنے اوسکے باپ کو شکست دیکر نکالدیا تھا ایجاد کیا تہا اس انتظام کے اصول جن پر اسکی بنیاد تھی یہ ہین کہ اول زمین کی ٹہیک ٹہیک پیمایش کی جاے دوسرے ہر بیگہ کی مقدار پیداوار کا اوسط دریافت کیا جاے۔ تیسرے یہ کہ اوس پیداوار مین سے سرکار کو کونسا فی بیگہہ حصتہ لینا چاہیئے۔ چوتھے یہ کہ اس حصتہ کی قیمت روپیون مین کیا ہوگی اوسکو تحقیق کیا جاے۔ اکبر نے اس اصول مین کوئی دست اندازی نہین کی۔ بلکہ اوسنے چاہا کہ اوسے ترقی دیجاے اسلئے اوسنے سب جگہہ ایک ہی قواعد اور پیمانہ جاری کئے اور جو جو اختلافات کہ اون کے برتاؤ مین ابتک جاری تھے اون سب کو موقوف کردیا۔

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ جب یہ قابل تعریف قواعد جاری ہوگئے۔ تو عمال اور تحصیلدارون کے دل مین جو جو تذبذب اور شک وشبہ تشخیص جمع کی نسبت رہا کرتے تھے وہ دور ہوگئے۔ اور رعایا پر جو اقسام اقسام کے ظلم وستم ہوتے تھے اونہین اوس سے نجات ملگئی۔ اور اسی کے ساتھ شاہی آمدنی مین اضافہ ہوگیا اور سرکار کو بڑا فائدہ پہونچا۔ پھر اسی پیمایش کے آلات وہ اختیار کئے جو نہایت عمدہ تھے۔ اور جسقدر سلطنت کی قابل الزراعت آراضی تھی اوس کا جدید بندوبست انہین آلات کی روسے کرایا۔ آئین اکبری مین ہے کہ وہ فی بیگہ دس سیر غلہ حق شاہی کے طور پر رعایا سے لیا کرتا تہا لیکن اخیر عہد مین اس غلہ کے بجاے روپیہ لینے کا قاعدہ جاری ہوگیا تہا سواے اسکے ہر ایک ضلع مین اکبر نے گودام بنوا رکھے تھے وہان سرکاری جانورون

کو گھاس دانہ دیا جاتا اور اوس مین غلہ جمع رہتا کہ کاشتکارون کو اوس سے غلہ تخم ریزی کے لئے دیا جائے۔ اور اگر کبھی قحط پڑ جاے تو غریبون کو کھلایا جائے۔ پھر ان گوداموں کے داروغہ ایسے لوگ مقرر کئے تھے کہ جن کی ایمانداری اور دیانت داری جانچ پڑتال لی جاتی تھی

سلطنت کے ابتدائی عہد مین باعتبار زرخیری اور ترو تازگی کے زمین کی تین قسمین کی گئی تہین۔ اور ہر ایک قسم کی اراضی کے ایک ایک بیگہ کی پیداوار دریافت کرکے ان تینون مقدار کو جمع کرتے تھے۔ اوس کا اوسط سرکاری جمع مقرر کی گئی تھی۔ مگر مزارع کو اختیار رہتا کہ اگر وہ اس اوسط سے ناراض ہو تو اپنے کھڑی کھیتی کا کنکوت کرالے۔ اور اوس کے مطابق سرکاری جمع ادا کرے اسطرح ادائے مالگذاری کی صحیح مقدار زمین کی حیثیت کے بموجب دریافت کرنے کے لئے زمین کی پانچ قسمین کی گئی تہین۔ اور اوس مین حوادث ناگہانی مثلاً غرقابی وغیرہ سے جو نقصانات ہوتے تھے اوس کا بھی خیال کیا گیا تھا اس کے سوا اور بھی قواعد باحتیاط تمام زمین کی حیثیت دریافت کرنے کیواسطے بنائے گئے تھے۔ اور ان سب کا مقصد یہ تھا۔ کہ وصول مالگذاری مین نہ تو سرکار کو نقصان رہے اور نہ مزارع اور زمیندار کو تکلیف پھونچے۔ دونو سرکار اور مزارع کے لئے ایک ہی سادہ قاعدہ جاری ہو جائے۔

جیسا کہ مین اوپر ذکر کرچکا ہون جب حکومت کو استقلال ہو گیا تو رفتہ رفتہ ادائے مالگذاری سرکاری کی تعداد مقرر کرنے کے واسطے اچھے اچھے قواعد جاری ہو گئے

اس تعین مقدار کے واسطے پیمایش کے وقت سے پیشتر اکبر کی حکومت کو جو انیس
برس گذر چکے تھے۔ اوس تمام مدت کے نقشجات قیمت پیداوار کی تمام دیہات کے مقدمون
سے طلب کیئے اور اون کی قیمتین لیکر اوسط نکالا گیا۔ اور پیداوار کی قیمت نرخ موجودہ کے
بموجب معین کی گئی پہلے پہل تو یہ بندوبست سال بسال ہوا کرتا تھا۔ مگر ہر سال کے
نئے نرخون مین بڑی دقت پڑا کرتی تہی اس لئے دس سال کے واسطے بندوبست کردیا
گیا۔ اور اوس کی بنیاد پچھلے دس سال کے اوسط پر رکھی گئی۔

اس زراعت اور کاشتکاری کی کامل انتظام کے واسطے اکبر نے اسی کے ساتھ ساتھ
مالگذاری وصول کرنے کے لئے ملک کی نئے تقسیم کی اور ملک کے ایسے حصّے کئے
کہ جن مین سے ہر ایک سے ایک کرور دام جو پچیس ہزار روپیہ کے برابر ہوتی تھی وصول کرتے
تھے۔ ان قطعات کے اور جو شخص مالگذاری وصول کرنے کے واسطے مقرر ہوتا تھا اوس کو
کروری کہا کرتے تھے۔ جب کروری دو لاکھ دام وصول کر لیتا تو اوسے حکم تھا کہ زر مجتمعہ
کو صدر خزانہ شاہی مین بہیجدے۔ مگر کچہہ عرصہ کے بعد پتہ ثابت ہوا کہ ملک کی اس نئی تقسیم
سے جو صرف محاسبانہ خیالات پر بنی تھی مالگذاری کے لین دین مین بڑی گڑبڑی پڑگئی
ہے اور جو پورانے طریق چلے آتے تھے اور جسے ہندو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے
اوسکے سبب سے گڈبڈ ہوگئے ہین۔ اس سلئے کچہہ دلون کے امتحان کے بعد اس
مصنوعی تقسیم کو موقوف کیا۔ اور وہی یہانکے لوگون کا پورانا طریق جاری کر دیا جس کے
بموجب زمین اپنی قدرتی زرخیزی وغیرہ کی حیثیت سے اور ملک کے مروجہ دیہاتی دستور

کے بموجب منقسم تھی۔

ٹھیکہ کے ذریعہ سے مالگذاری وصول کرنے کے باب مین جو ایک قسم کا ظلم ہے اکبر کی راے بالکل برخلاف تھی۔ اوسنے اپنے تحصیلداران مالگذاری کو خاص احکام دے رکھے تھے کہ حتی الامکان کاشتکار سے براہ راست معاملہ کیا کرین اور گانون کے مقدمون کو واسطہ نہ بنائین۔ یہہ ایک نئی ایجاد تھی اور گو اس کا منشا نہایت ہی اچھا تھا مگر ہمیشہ اس سے کام نہ چل سکتا تھا۔ ہندوستان مین رسم و رواج کی پابندی کو بڑا دخل ہے۔ رواج یہ چلا آتا تھا کہ گانون کے مقدم کے رعب داب کو مانا جاے جس سے عملاً یہ ضرور ہوا کہ اونہین تو گانون کے مقدم کو بھی کاشتکارون کے ساتھہ معاملہ کرنے مین شریک ہی کر لیا جاے۔

جب بادشاہ نے لوگون کی آراضی مقبوضہ کے حالات کی طرف توجہ کی تو اوسے نہ صرف یہی بات معلوم ہوئی کہ پچھلے بادشاہون نے آراضی لوگون کو اچھے اغراض کے لئے نہین دی ہے بلکہ اوسکے خود عامل اور کارپرداز بھی رشوت خوار ہین اور اقسام اقسام کے دغل فصل کر رہے ہین جس زمانہ مین کہ فیضی بادشاہ کے دربار مین داخل ہو گیا اور بادشاہ کے روبرو اوسکی کمال عزت و توقیر ہو گئی تو اوس سے کچھہ ہی عرصہ کے بعد یہ خرابیان اور برائیان اکبر کے دل پر کھل گئین اور جب اوسے یہ معلوم ہوا کہ ان خرابیون کے بڑے بڑے ایسے لوگ مرتکب ہین جو اپنے آپ کو نہایت ہی مقدس مخلوق مین ظاہر کر رہے ہین تو اوسکے دل پر ایک ہول طاری ہو گیا اوسکی

بعد اوس نے ان لوگون کو مکہ کو نکالنا شروع کر دیا۔ اور اوس کے بعد اچھی طرح سے سر رشتہ مین ان معاملات کی تحقیقات کرائی۔ چار قسم کے لوگ اوسوقت ایسے خیال کئے جاتے تھے کہ جن کی سرکار کو مدد کرنا لازم سمجھا جاتا تھا۔ ان مین سے اوّل طبقہ تو اون لوگون کا تھا کہ جو تحصیل علوم و فنون مین اپنی عمر کو صرف کرتی تھی مگر اونکی آمدنی کی کوئی وسائل نہ تھے۔ اسلیئے یہ مناسب سمجھا گیا تھا کہ ان لوگون کو اپنے کھانے پینے کے سامان پیدا کرنے کے واسطے تفکرات مین پہنسنے سے بچایا جائے اور سرکار ان کے مدد کرے۔ دوسرے درجہ مین وہ لوگ تھے کہ اپنی نفس کشی کے لئے ریاضت کرتے اور ہوا و ہوس بشری سے بچنے کے واسطے دنیا و ارون کی صحبت سے عزلت گزین ہو گئے تھے۔ تیسرا گروہ غربا اور مساکین کا تھا جو ضعف جسمانی کے سبب سے محنت مزدوری کے لایق نہ تھے۔ چوتھے طبقہ مین وہ معزز شریف النسب اور خاندانی لوگ تھے جو بے علمی کی وجہ سے اس لایق نہ تھے کہ کسی پیشہ سے کچھہ پیدا کر کے اپنی بسر اوقات کر سکین۔

اب ایک تجربہ کار آدمی کو جس کی نسبت یہ سمجھہ لیا گیا تھا کہ وہ اس سر رشتہ کے اغراض کو صحیح صحیح سمجھتا ہے اکبر نے اس غرض سے مقرر کیا کہ ان چارون اقسام کے عرضی گذارون کے حالات کی تحقیقات کیا کرے اس شخص کے عہدہ کا نام صدر تھا اور اوس کا درجہ تمام قضات اور عدالت کے حاکمون سے بڑا تھا۔ جب فیضی کی رائے کے بموجب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ سر رشتہ کا سر رشتہ ہی رشوت

ستانی اور خرابیون کا آتشکدہ بنا ہوا ہے۔ اکبر نے اس پر تمام عہدہ دارون کو صدر سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے قاضی تک کو بھی نکال باہر کیا اور دوسرے گروہون کے آدمیون کو اس سررشتہ مین مقرر کیا اور اونکی خدمات کو سخت ضوابطہ قواعد سے محدود کردیا کہ جس سے وہ ایک معین احاطہ سے تجاوز نہ کرسکین۔

مگر چونکہ بادشاہون کا قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ جو کوئی سرکاری خدمتون کو اچھی طرح بجالائے اوسکو انعام واکرام دیا کرتے ہین۔ اکبر چاہتا تھا کہ جن لوگون نے اوسکے لئے کارہائے نمایان کئے ہین اونکو بڑی بڑی جاگیرین عطا کرے اسیلئے اوسنے کچھہ زمینین اون لوگون کو کچھ دنون کے لئے عطا کین جنہین وہ کچھہ روپیہ دینا چاہتا تہا۔ اوسنے دیکھا کہ پہلے بادشاہون مین سے شیر شاہ جو سب سے آخر مین بڑا بادشاہ ہوا ہے اور جس نے اوسکے باپ ہمایون کو ہندوستان سے نکالدیا تہا اپنے خاص ہوا خواہون کو جن مین اکثر افغان نسل سے تھے بڑے فیاضانہ اور مسرفانہ طور پر جاگیرین دی ہین۔ اکبر نے اون کی تحقیقات کرائی کہ یہ جاگیرین کس طور پر دی گئی تہین اور اکثر ایسا ہوا کہ اون سے جاگیرین لے لیکر اپنے خاص رفقا کو عنایت کردین۔

اس امر مین اوسنے صرف اوسی قواعد پر عمل کیا جو اوس سے پیشتر کے بادشاہون نے یہان کر دکھایا تہا۔ بلکہ اوس کو پیشتر کے بادشاہون سے اس نظیر پر عمل کرنے کے لئے زیادہ حق پہنچتا تہا۔ کیونکہ جو آراضی فرمانون مین بطور جاگیر کے لکھی ہوئی تہی بہت ہی کم ایسا ہوتا تہا کہ اراضی مقبوضہ سے اوسکے حدود مطابق ہوتے ہون

پھر اسکے سوا فرامین کی عبارت کبھی کبھی ایسی ذو معنین لکھی ہوتی تھی کہ جاگیر دار اوس تمام آراضی کو لے سکتا تھا۔ جسے وہ قاضیون کو اور صوبہ کے صدر کو کچھہ دے دلاکر اپنے قبضہ مین لاسکتا تھا۔ اسلئے بہ نظر انصاف اور بغرض مفاد سرکار و رعایا اوسے کامل حق حاصل تھا کہ تحقیقات کامل کے بعد جو آراضی جاگیر دار کے پاس زیادہ نکلے اوسے واپس لیلے۔ علاوہ برین اوسے یہ بھی معلوم ہوا کہ علما فضلا نے جن سے اکبر کو دلی نفرت تھی اور جن کا طبقہ پچھلے تاریخ کے آدمیون مین سے انجیل کے فریسی فرقے کے لوگون سے بہت کچھہ مشابہ ہے اوسکے ایام نابالغیت مین اور اون تحقیقاتون سے پیشتر جو فیضی کی تحریک پر کیگئی تھین بازادی تمام بہت کچھہ فائدہ اوٹھالیا ہے اسلئے اونکے حقوق کی نسبت اوسنے نہایت ہی سختی کے ساتھہ تحقیقاتین کرائین اور جب اونکی خطائین ثابت ہوگئین یا اوسے یقین ہوگیا کہ اونھون نے بے ایمانی سے جاگیرین حاصل کرلی ہین تو اوہنین اون سے چھین لیا۔ اور اون لوگون کو سندہ کے ملک مین بھیجکر یا بنگالہ کو نکالدیا جہان کی آب وہوا اوس زمانہ مین نہایت ہی خراب مشہور تھی۔ پھر جس زمانہ مین کہ یہ اصلاحین ہورہی تہین اوس نے صدر کے اختیارات بہت کچھہ گھٹادئے۔ اور جو اختیارات کہ اب تک اوس سررشتہ کو حاصل تھے اون کا بڑا حصہ خود اپنے ہاتھہ مین لے لیا۔

ہندوستان کے ملکی معاملات مین اکبر کی اصلاحون سے جو نتیجہ پیدا ہوا اور جن جن باتون کے پیدا ہونے کے آثار اوس سے عموماً پائے جاتے تھے اون کی

نسبت ایک بڑا نامی گرامی مورخ اپنی راے اسطرح بیان کرتا ہے کہ اگرچہ اوس زمانہ کی رعایا کو اون اصلاحون سے خوشحالی اور فارغ البالی مین بہت کچھ ترقیان نصیب ہوئین۔ مگر اون ترمیمون کے اصول کچھہ ایسے نہ تھے کہ جن سے ترقی متواتر جاری رہی اور دیہاتیون اور مزارعین کے فرقہ کو اوس سے کوئی ایسی امید نہین ہوسکتی تہی کہ وہ دوسرے پیشون کو بھی کرنے لگین یا اپنے ہی پیشہ مین کوئی کوئی لوگ اپنی محنت مزدوری سے کچھہ سربلندی حاصل کرلین۔ مگر مجھے کسیقدر شرم وحجاب اور نیز مصنف کے نہایت ادب واحترام کے ساتھہ اوس کی راے سے اس باب مین اختلاف ہے یہ تو مان لیا گیا ہے کہ اکبر نے اپنے زمانہ کے لوگون کے عیش وراحت اور خوشحالی مین ترقی دی تہی۔ اور ملک آسودہ ومرفہ الحال ہوگیا تہا۔ اب رہا یہ کہ الفنسٹن صاحب کی بتاے ہوئے طریق کو اوسنے کیون نہ اختیار کیا اوس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کرتا تو وہ اصول برباد ہوجاتے کہ جو اوس زمانہ کے ہندو رعایا کے ابقا کے لئے نہایت ہی اہم اور ضروری تھی اکبر نے جس وقت چاہا تہا کہ گاؤن کے مقدم اور چودہریون کو چھوڑکر براہ راست کاشتکارون سے کارروائی کیجاے تو اوسوقت وہ اس خطرناک موقع کے قریب پہونچ گیا تھا۔ لیکن اوسنے جلد اس بات کو دریافت کرلیا کہ دیہات کے دستور اور رسم ورواج کی پابندی کرنے سے جو ملک کا ایک قانون سا ہوگیا ہے بڑی ہوشیاری ودوراندیشی اور نہایت احتیاط سے کارروائی ہوسکتی ہے اسلئے اوسنے اپنے حکم کو منسوخ کردیا۔

اکبر کا مالگذاری و خزانہ اور سکہ کے معاملات مین بڑا مشیر اور صلاح کار راجہ ٹوڈرمل تہا۔ جس کا کہ مین پیشتر گذشتہ باب مین ذکر کر چکا ہون۔ یہہ شخص بہت بڑا لایق تہا۔ اور اوس کی دیانتداری اوس کے معاملات سے معلوم ہو گئی تہی۔ اور اگرچہ ایک مسلمان بادشاہ کے دربار کا ملازم تہا۔ مگر پکا ہندو تہا اور اپنے مذہب کے تمام دستورات کو اچھی طرح سے برتتا تہا۔ ایک مرتبہ جب وہ اکبر کے ساتھہ پنجاب کو گیا تہا تو کہین جلدی مین چلتے وقت اپنی پرستش کے دیوتاؤن کا لیجانا بہول گیا۔ چونکہ اوسکا قاعدہ تہا کہ اپنی معمولی روزانہ پوجا کے بدون کوئی کام نہین کرتا تہا۔ اس لئے اوسنے کئی روز تک نہ کہانا کہایا نہ پانی پیا جس سے آخر کار مشکل سے بادشاہ نے خود اوسے منایا پہسلایا اور تشفی کرکے اوسکے رنج کو رفع کیا۔

اب فوج کا حال سنئے۔ اکبر کے فوج کا بڑا حصہ سوارون کی فوج تہی اور لڑائی کی صف آرائی مین ہاتی بہی بڑی بہاری چیز سمجہی جاتی تہی۔ یہ قاعدہ سا ہو گیا تہا کہ لڑائی کے وقت ہاتہیون کے ہونے سے یہ سمجہا جاتا تہا کہ بادشاہ بہی اس وقت خود بذات خاص موجود ہے۔ اور اتنا تو ضروری خیال ہوتا تہا کہ اگر لڑائی کے وقت ہاتی نہ ہوتے تو مخلوق جان لیتی تہی کہ بادشاہ ہی میدان جنگ مین نہین ہے۔ پچھلے باب مین مینے ایک قصہ بیان کیا ہے جس مین کہ اکبر کے ایک بڑے خوفناک دشمن کو اسی مشہور و معروف اور مانے ہوئے خیال کے سبب سے غلطی ہوئی تہی اور اکبر کو اوس سے فائدہ پہونچا تہا۔

اکبر کی سلطنت کا وہ حصتہ جو کوہستان بند ہیاچل کے شمال مین تھا بارہ صوبون
مین منقسم تھا۔ اور ہر ایک حصتہ پر ایک صوبہ دار حکومت کرتا تھا جو اپنے کاروبار کی نسبت
براہ راست بادشاہ کے ماتحت ہوتا تھا۔ وہ اوسوقت تک بحال رہ سکتا تھا جب تک
کہ اوس کا چال چلن اچھا رہے اور اوس پر یہ لازم تھا کہ اپنے آقا کے احکام کی تعمیل
ہر ایک معاملہ مین بخوبی کرتا رہے اس کی ماتحتی مین چند فوجی افسر ملقب بہ لقب فوجدار رہا
کرتے تھے۔ ان لوگون کی خدمات اوس طرح کی ہوتی تہین کہ جیسے کسی پولس کے افسر
اور فوج کے کمانڈر کے ہوا کرتی ہین۔ اور اون کا یہ کام تھا کہ اپنے اپنے اضلاع
مفوضہ مین امن وامان قایم رکھین۔ اور فوجی آدمیون کی اپنے ضلعون مین نگرانی
کرتے رہین۔ اور جو باقاعدہ فوج وہان رہتی ہے اون کی کمان کیا کرین اور اگر فتنہ وفساد
کہین پیدا ہو تو اوسے فرو کرتے رہا کرین۔

معاملات ومقدمات رعایا کے فیصلہ کے واسطے اکبر کے افسرون کے لئے
بھی وہی آئین وقوانین معین تھے جو افغان بادشاہون کے وقت سے چلے آتے
تھے۔ ان قوانین کی بنیاد قرآن شریف پر تھی۔ مگر اکثر مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ
آیات قرآنیہ کے صریح معانی سے جن کی صورت بدلی ہوئی تھی علاوہ برین جہان
کہین کہ اس قانون مین سختی ہوتی تھی تو اوسے خود بادشاہ کی یا اوس کے مشیرون
کی ہدایات کے بموجب بدلدیا جاتا تھا۔ ان ہدایتون مین بڑی بات یہ ہوتی تھی کہ معاملات
کا تصفیہ عدالت وانصاف اور ترحم کے ساتھ کیا جائے۔ بڑے بڑے عہدہ دارون

کو حکم تھا کہ حتی الامکان موت کی سزا کسی کو نہ دیا کرین - ایک مرتبہ گجرات کے صوبہ دار کو جو دارالسلطنت سے بہت دور پر تھا شاہی فرمان مین یہ تاکید کی گئی تھی - کہ اگر خطرناک بغاوت کے سوا اور کوئی معاملہ ہو تو اُسے اوسوقت تک کہ دربار شاہی سے منظوری حاصل نہ ہو جائے کسی حالت مین قتل و قصاص کا اختیار نہین ہے -

اب رہا وہ حصہ کوہستان ہند ہیاچل کے جنوب یا دکن مین ممالک محروسہ شاہی کا واقع تھا اوس کی ابتدا مین تین صوبہ تھے - لیکن جب یہ نہین اور صوبی اور اضلاع فتح ہو گئے تھے تو اون کی تعداد چھہ ہو گئی تھی - اکبر کی وفات کے بعد ان سب صوبون کا ایک ہی سردار صوبہ دار کے نام سے معین تھا جسے بعد مین نظام کا لقب عطا کیا گیا تھا - اسکے ساتھہ جو اس کا ماتحت ہوا کرتا تھا ایک اور عہدہ دار دیوان کے لقب سے مقرر ہوتا تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ خزانہ اور روپیہ کے حساب و کتاب کا انتظام کیا کرے اکبر بڑی شان و شوکت و جاہ و جلال کا بادشاہ تھا - اگرچہ وہ عادات و اطوار مین سیدہا سادہ اور فخر و مباہات کا کچھہ شایق نہ تھا مگر برطانیہ عظمی کے اوّل درجہ کے ویسرائے کی طرح وہ اس بات کو بخوبی جانتا تھا کہ ممالک مشرقی کے لوگون پر حکومت کرنے کے لئے نمایش اور چمک بھڑک بھی ایک جز اعظم اور نہایت ہی اہم چیز ہے - اور یہ ضروری ہے کہ رعایا کو قدرت و جبروت کا خاص نمونہ دکھا دینے کے لئے آنکھون کو اوس شخص کے گرد چمک دمک اور جاہ و جلال دکھایا جائے جس کی نظر کا اشارہ قضا و قدر کی شان دکھاتا ہے اور جسے وہ سمجھتے ہین کہ دنیا مین

قادر مطلق کے اوصاف جلیلہ مجسم ہوکر اوس کی شکل مین اون کے سامنے آگئے ہین یہ بات جو ہم کہتے ہین فقط خیال اور توہم ہی نہین ہے بلکہ اسوقت تک بھی ہندوستان کے لوگ اپنے کامون مین جو نمایش کیا کرتے ہین اون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اونکے دماغون مین یہ خیالات کیسے بیٹھے ہوئے ہین جو شخص صاحب مقدرت اور ذی اختیار ہو اور مخلوق مین اوسکو بڑا اقتدار اور حکومت مل گئی ہو تو وہ اوسے ان داتا اور ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ تک سمجھتے ہین۔ اوس کے حکم کو جانتے ہین کہ اونکے لئے وہ ہی طالع کا اقبال و ادبار ہے اور اوسی سے خوشحالی اور راحت میسر آتی ہے اوسی سے پریشانی اون کو ستاتی ہے۔ اونکو تمنا ہوتی ہے کہ میلہ اور تہوارون کے دن یہ شخص جو تمام سپید و سیاہ کا مالک ہے اپنے لوازم شاہانہ اور سطوت ملوکانہ کو دکھائے اور بڑی دہوم دہام اور جاہ و جلال کے ساتھ جس سے جلوہ شاہی ظاہر ہوتا ہو نکل کر اون کی نظر کے سامنے آئے۔ اور اکبر بھی اس بات کو بخوبی سمجھتا تھا اور اوسی کے مطابق عمل کیا کرتا تھا۔

آئین اکبری کا مصنف ہی اوسکے میلون اور تہوارون کے تعجب انگیز جاہ و جلال اور شان شوکت کا حال ہمین نہین سناتا ہے بلکہ اور بھی ہندوستانی مورخ بیان کرتے ہین کہ اوسکے پانچ ہزار ہاتی اور بارہ ہزار سواری کے گھوڑے تھے اوس کے لشکرگاہ کے سامان مین خیمہ ڈیرے نہایت عالیشان اور مکلف مخملی و اطلسی وغیرہ بیش بہا کپڑون اور نہایت بھڑکدار رنگ برنگ کے بنائے جاتے تھے۔ ان ڈیرون

مین دربار کے لئے بڑے بڑے دیوانخانہ کہانے کے واسطے اچھے اچھے کمرے اور تفریح طبع کے کامون کے لئے برآمدے اور آرام واستراحت کی خاطر حجرے ہوتے تھے۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ خاص خاص تہوارون کے دن بادشاہ خود آکر ایک نہایت شاندار خیمہ مین جلوہ افروز ہوتا اور اوس کے وسط مین بیٹھتا۔ یہہ خیمہ چارونطرف سے کہلا ہوتا تھا اور اوسکے بیچ مین نہایت ہی ملایم اور نرم چیزون کا بنا ہوا قالین بچھایا جاتا اور اس قدر لمبا چوڑا ہوتا کہ کم از کم ایک ایکر یعنی ۴۸۴۰ مربع گز زمین اوس سے گھری تہی۔ یہان اراکین اور امرائے سلطنت حاضر ہوتے اور بادشاہ کے سلام سے مشرف حاصل کرتے تھے۔ یہ لوگ بھی خیمون مین ہی قیام پذیر ہوتے تھے جو بادشاہ کے خیمہ سے صرف درجہ مین کم ہوتے تھے۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو جاتے تو اونکے سامنے بادشاہ کے تلنے کی رسم عمل مین آتی بادشاہ قسم قسم کے اشیا سے تلتا اور وہ چیزین خواہشمندون کو تقسیم کردی جاتی تہین۔ بادشاہ کے عمر کے سالون کی جسقدر تعداد ہوتی اوسیقدر بہیڑ بکری اور پرندے اون جانورون کے کھانے والون کو دیدیے جاتے اور کسی قدر چھوٹے چھوٹے جانور چھوڑ بھی دئے جاتے تھے بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے بھی بادام اور اور چھوٹے چھوٹے میوہ اپنے درباریون کو تقسیم کیا کرتا تہا۔

جب کبھی کوئی بڑے تہوار کا دن ہوتا تو اکبر خود آکر تخت پر رونق افروز ہوتا جو اس وقت الماس و ہیرون سے چمکتا ہوتا۔ اور اوسکے چارونطرف بڑے بڑے

بڑے اراکین سلطنت اپنے شاندار لباس پہنے ہوئے موجود ہوتے تھے پھر اوس کے سامنے سے جلوس وغیرہ کا سامان گذرتا۔ ہاتی آتے جنکے سر اور سینہ پر لعل وجواہرات کی مرصع تختیان لگی ہوتین گھوڑے بڑے مزین اور خوبصورت زینون سے سجے ہوے گینڈے شیر پلنگ۔ چیتے۔ شکاری یوز شکاری کتے باز جرہ۔ اور سب سے پیچھے خوشنما لباسون سے آراستہ وپیراستہ گھوڑونکے سوار گذرا کرتے تھے یہ کوئی ایک خیالی پلاؤ نہین ہے بلکہ مسٹر ہاکنس ومسٹر رو ومسٹر ٹیری نے اکبر کے بعد جو اوس کا بیٹا بادشاہ ہوا تہا اوسکے زمانہ مین ایسا ہی خود اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا ہے۔ اور ان بڑے نامی گرامی سیاحون نے اس تماشے کے جاہ وجلال کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ رنگ برنگ کی تقریرون مین بیان کیا ہے یہہ دہوم دہام صرف بڑی بڑی تقریبون کے ایام مین ہوا کرتے تھے معمولی دنون مین اکبر بالکل سیدہا سادہا رہتا کوئی بناوٹ نہ کرتا سنجیدگی اوسکے بیان سے دکہائی دیتی۔ اور ہمیشہ ایسی باتین کرتا جس مین ریا اور بناوٹ کو کچھ دخل نہ ہوتا تہا اور جو اوسکے کئے ہوئے کامون سے ابتک نمایان ہو رہی ہین اوسکے کام کیا تھے یہی تھے کہ سلطنت کے مختلف حصے ملکر ایک ہوجائین جنھین مسلمان فاتحون نے چارسو برس سے جدا جدا کر رکھا تہا اور اس چارسو برس کے بعد بھی اوس کا انتظام کچھ نہ ہوا تہا اور وہ حصے ملا کر ایک نہ کئے گئے تھے۔ ان چارسو برس مین افغان بادشاہون نے قرآن کے اصولون کو آیات کے متعصبانہ اور خلاف مفہوم معانی لگاکر

ایسا توڑمروڑ لیا تہا کہ اوس سے یہان کے ہندو باشندون کی لوٹ کھسوٹ جائز کر رکھی تہی - ان مین سے سلطان فیروز شاہ جو اکبر سے پیشتر بڑا مہذب بادشاہ گذرا ہے اور ایک انگریز مورخ بھی اوسے انسانیت اور سخاوت و نیک مزاجی کے اوصاف سے موصوف بتایا ہے اوس ایذا دہی اور ستانے کا خود اقرار کرتا ہے کہ جس سے وہ اسلام نہ قبول کرنے والون کے ساتھ پیش آیا کرتا تہا - ان قواعد کو جنکے بموجب کسی کے اعتقادات کی وجہ سے اوسے ایذا پہونچائی جاتی تھی اور اکبر کی تخت نشینی کے وقت اون سے کوئی مزاحمت نہ رہی تہی اکبر نے خود ہی موقوف کردیا -

اکبر کا بڑا مقصد یہ تہا کہ سلسلہ اتحاد ایسا پیدا کرے کہ جس سے تمام ہندوستان ملکر ایک ہوجاوے - یہ تو وہ پہلے ہی جان گیا تہا کہ تمام لوگون کا ایک ہی مذہب مین آجانا غیر ممکن ہے اس لئے یہ اتحاد بجز اسکے اور کچہہ نہین ہوسکتا تہا کہ اونکے مقاصد ملکر ایک ہوجائین اس مقصد کے پورا کرنے کے واسطے یہ ضرور تھا کہ پہلے ملک کو فتح کرلے - دوسرے یہ لازم تہا کہ جس قدر مذاہب اور اعتقادات ہین - اور جس قدر قادر مطلق کی عبادت اور پرستش کے طریق ہین اون سب کو عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھے اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے اوسنے مسلمانونکے دستورات کو لیا مگر کسیقدر بدل دیا - لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے حکم کے بجائے جسکے پردہ مین صدہا ظلم و ستم ایجاد کر لئے گئے ہین اوسنے لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ فی الارض کا کلمہ جاری کیا اور اس تبدیلی پر وہ دلیل یہ لایا کہ

جناب پیغمبر علیہ السلام توحید اور خدا کی وحدانیت بت پرستون کے سامنے بیان کرنے
اور سکھانے کے لیے آئے تھے اور ان لوگون کو بشارت دینے کے لیے محمد صاحب خدا
کے پیغمبر اور اوسکے رسول بنائے گئے تھے۔ مگر وہ قوانین جو اس پیغمبر نے ایجاد کیے ہین
اور قرآن مین اون کو مدون کیا ہے اونکا مطلب کچھہ ایسا لگایا جاتا ہے کہ توحید یزدانی کی
تعلیم مخلوق کو بزور شمشیر سکھائی جائے ۔

مگر اکبر کی رائے مین اس غلط معانی لگاکر عمل کرنے سے نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ہندوستان
مین تو یقیناً مسلمانون کو ناکامیابی ہوئی۔ اور اس ناکامیابی کی دلیل مسلمانونکے اوس سے
پیشتر کے چارسو برس کی تاریخ تہی ۔ اوس کی عمر کا ابھی اکیسوان ہی سال شروع ہوا تھا کہ اوس نے
جان لیا کہ ایسے اصولون پر حکمرانی کرنے سے یقیناً حکومت بغیر دوسرون پر منتقل ہوئے
بچ نہین سکتی مین کہان تک اوسکے مقصد کو بار بار بیان کرون۔ اوس کا مقصد تو یہ تھا کہ سب
کو اکٹھا کرے اور اونکے جھگڑون کو دور کرکے اونکو باہم ایک دوسرے سے وابستہ کردے
اور ایسے اصول جاری کرے کہ جس سے اوسکے تمام رعایا کے مقاصد ملکر متحد اور ایک
دوسرے سے وابستہ ہو جائین۔ مگر اس قاعدہ اور اصول کی بنیاد اوس وقت تک قایم نہین
ہوسکتی تہی جب تک کہ مسلمانونکے مذہب متذکرہ بالا مین کچھ تبدل و تغیر نہ کیا جاتا۔ محمد صلعم
کے احکام کے لوگون نے معانی اور اور لگائے تھے اور اونکو اپنی جگہ پر کام مین نہین لایا
جاتا تہا۔ جس کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہین ہوسکتا تہا کہ نااتفاقی اور عداوت لوگون کے
دلون مین پیدا ہو۔ اسلیئے وہ اپنے زمانہ مین اور اپنے ایام حکومت کیلئے خود پیغمبر کا قایم مقام

تہا۔ اوس قادر مطلق وحدہٗ لاشریک کے احکام ترحم آمیز اور فیاضانہ کے اظہار کا خود اپنے کندھون پر بوجھ لیا۔

اوسنے کہاکہ جب تک مین واسطہ ہون اوسوقت تک وہ مسلمانون کا مذہب جو اس وقت غالب ہورہا ہے تلوار کا مذہب نہ ہونا چاہیئے بلکہ برخلاف اس کے وہ تمام مملکت ہند مین آفت رسیدون کے زخمی دلون پر مرہم لگانے والا بنے۔ اور تعصب اور ایذادہی کے نام تک کو محو کیے اور مخلوق کے اعتقادات مین پوری پوری آزادی عنایت کرے اور کسی مذہب سے اوسے عداوت و دشمنی نہ ہو۔ جب اس تغیر و تبدل کا حال سب لوگون کو معلوم ہوگیا تو اکبر نے ہندوستان کے باشندون اور یہان کے راجاؤن سے کہا کہ میری اطاعت کرو مین تمہاری حفاظت اور حمایت کرون گا۔ اور کسیطرح تم کو ایذا نہ دونگا۔ اور کہا کہ ایسی اصلاح مین میری مدد کرو کہ جو مین اپنی کسی خاص مطلب کے لئے نہین بلکہ اون کرورون آدمیون کے مقاصد کے واسطے کرتا ہون جو چارسو برس سے بیرونی حملون اور اندرونی خانہ جنگیون سے پریشان اور نالان ہورہے ہین اور اگر ان سے فرصت ملتی ہے تو تعصب مذہبی کی مصیبت مین مبتلا رہا کرتے ہین۔

اکبر نے یہ بات ایسے لوگون سے نہ کہی تھی کہ جو بات کو نہ سمجھتے ہون اور ضد و نفسانیت کے باعث کسی کی بات کو نہ مانتے ہون۔ اسلیئے ایک شخص چتور والے کے سوا جو اب اودے پور کے نام سے مشہور ہے ہندوستان کے نہایت زبردست اور شاندار اقطاع کے باشندے اور راجپوت راجے سب اوس کی تجویز مین اوسکے شریک

ہو گئے اور اون مین سے جیپور اور جودھپور کے راجاؤن نے جو نہایت زبردست اور صاحب قدرت تھے اوسے اپنے اچھے اچھے سورما سپاہی اور ایسے ہندو مشیر دئے جو اوسکے نہایت معتبر سرداروں مین سے ہو گئے تھے۔ جو بڑی مزاحمت اوسکو پیش آئی وہ اونھین لوگون کی طرف سے تھے جو اوسکے خود درباری تھے یا پہلے افغان حملہ آورون کی اولاد مین سے ابھی تک بنگالہ اوڑیسہ اور مغربی ہند مین موجود تھے لیکن اوسے اپنی عمدہ تجویز کی تکمیل کیلئے یہہ بھی ضرور تھا کہ انھین بھی وہ اپنے احاطہ قدرت مین لے آئے۔ اوسنے اوّل اوّل چاہا کہ وہ اونہین اپنی طرف سے حاکم بنائے اور وہ اوسکی اطاعت کرین۔ اس بات کو اونھون نے تسلیم تو کیا مگر صرف اس لئے کہ موقع ملتے ہی اوس سے بغاوت کرین۔ اسواسطے اکبر کو اب کوئی ذریعہ بجز کشورکشائی اور ملک گیری کے اپنی تجویز کے پورا کرنے کا نرہا۔ اسلئے اوسنے ملک کو فتح کیا۔ جسکے بعد اوسنے ہمیشہ کے لئے ایسے قواعد قوانین جاری کئے کہ جس سے مذہبی عداوت نیست و نابود ہو گئی اور تمام رعایا کیلئے اچھے اور یکسان قوانین جاری ہو گئے۔ اور عدل و انصاف تمام رعایا برابا کے لئے ہونے لگا۔

اسطرح پر اوسنے ہندوستان کے مسلمان حملہ آورون مین سے پہلے پہل مفتوحہ ممالک کو باہم پیوستہ کر دیا۔ اور جہانتک کہ اوس نے ملک کو فتح کر لیا تھا اون سے ملا کر ایک متحدہ سلطنت قایم کر دی۔ صرف جنوبی ہند کا وہ حصّہ جو فتح نہین ہوا تھا باقی رہ گیا۔ باقی سب ملک ہند ایک ہو گیا۔ اکبر کے یہ یہ اوصاف حمیدہ اور اطوار پسندیدہ ہین کہ جنھین ہم لوگ

آج دیکھکر تعجب اور ستایش کرتے ہین اور ہم مین سے جن لوگون نے اوسکے کامون پر غور کیا ہے اور اوسکے سیلان طبع کو دریافت کرلیا ہے اور اوسکے منشا کے تہ کو پہونچ گئے ہین تو اون پر اوس کے ارادون کی صفائی اور نیک نیتی اظہر من الشمس ہو رہی ہے۔ اور جانتے ہین کہ اوس کا یہ کبھی ارادہ نہ تہا۔ کہ مخلوق خدا خدا کی طرح اوسے مانے اور خلاق علی الاطلاق کی طرح اوس کی پرستش و عبادت کرے جیسا کہ اوس کے درباری متعصب اوسے بدنام کیا کرتے تھے۔ نہین بلکہ وہ تو کہتا تھا کہ نبی عربی جس مذہب کا پیغمبر ہوکر آیا ہے مین تو اوسی مذہب کے بڑی بڑی حق باتون کو سکھاتا ہون اور مہربانی و نوازش کے اصول کو پھیلاتا ہون اور کسی مذہب سے دشمنی نہ کرنے اور بلا امتیاز مذہب وملت تمام مخلوق خدا کو یکسان نظر سے دیکھنے اور اونکے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنے کے اصول کو جاری کرتا ہون۔ واقعی اوسکے آئین و قوانین کا مجموعہ ایک ملک کے بادشاہ اور کسی سلطنت کے بانی مبانی ہونے کی حیثیت سے نہایت ہی اعلی درجہ کا اور بہت ہی عمدہ ہے۔

اوس کا مسلک خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ کے اصول پر مبنی تہا۔ وہ جانتا تہا کہ ہر ایک مذہب مین کوئی نہ کوئی اچھی بات ہوا کرتی ہے۔ اوسنے دیکھا کہ ہندو بڑے کنبہ پرور اور اپنے خاندان والون کے بڑے خبرگیران ہوتے ہین اور اونھین اور لوگون کو اپنے مذہب مین لانے اور بندو کرنیکی ہوس نہین ہے اسلیئے اوسنے جان لیا کہ اونکا مذہب بڑا نرم اور شیرین ہے اور سب کا بھلا چاہتا اور خیرخواہ خلایق ہونے

کا عمل کرتا ہے اسی قسم کی سادگی اوسنے زردشتی اور پارسیون کے مذہب مین بھی ملاحظہ کی اور یہی حالت اوس نے نصرانی اور عیسوی دین مین بھی پائی - غرضکہ ہر ایک مذہب مین اوسنے کوئی نہ کوئی بھلائی اور عمدہ بات کو موجود پایا خوبی ہوا کی جسسے اوسکے مزاجمین تحمل اور بردباری نہایت درجہ کی سما گئی - اور ایسی عادت پڑگئی کہ جب تک اوسسے اصلاح کی اُمید ہوتی تو کسی کے سزا دینے سے کبھی خوش نہ ہوتا اور ہمیشہ معافی اور ترحم کو وسعت رکھتا اور ہر ایک کام مین اوسکی مزاج کی خوبو سی خطا کارون کیلئے بھی مترشح ہوتا کہ "جاؤ پھر ایسا نہ کرنا" -

اس طرح کا اکبر تھا جسنے مغلیہ سلطنت کو یہان قایم کیا اور ایسے اوسکے اصول تھے کہ جن سے اوسکے قایم کرنیکی اوسے طاقت اور قدرت حاصل ہوئی - یہ اصول ایسے تھے کہ اگر اونکے برابر پیروی کیجاتی تو یہ سلطنت ہمیشہ قایم رہتی اور اوس مین ہرگز جنبش نہین آتی - اور ایسے تھے کہ اون کی تقلید کرتے اور اونپر عملدرآمد کرنے سے وہ مغربی لوگ جو اوسکے بعد یہان آئے آجتک سر حکومت اور عنان سلطنت ہاتھ مین رکھنے کے قابل ہین

یہان تک مین نے اکبر اور اوس کی کامیابیون کا بیان اسطرح پر کیا ہے کہ گویا مین اوسے اپنے زمانہ کے بادشاہون سے مقابل کر رہا ہون - باوجود اسکے کہ اوس کا زمانہ دو سو برس پہلے گذر چکا ہے - مگر اکبر اس لائق ہے کہ وہ اس زمانہ کے بادشاہون سے بھی مشابہ اور مقابل کیا جا سکتا ہے اوسکے ہمعصر یورپ کے بادشاہ گو اپنے اپنے ملکون مین نہایت ہی نامی گرامی گذرے ہین ملکہ الیزبتھ انگلستان مین اور ہنری چہارم فرانس مین اوسکے وقت مین بادشاہ تھے مگر وہ ان کے مقابلہ مین بھی ہرگز کم نہین ہے

اوس کی تعریف اون کامون پر موقوف اور منحصر ہے جو اوسکے کئے ہوئے اوسکے پیچھے برقرار اور قایم رہے یہ بات ہرگز کوئی خیال مین بھی نہین لا سکتا کہ اگر اوس کا جانشین جہانگیر بادشاہ ہمایون کے قدمون پر قدم رکھتا تو اون جدا جدا ملکون کو جو اوسے میراث مین ملے تھے یا اوسنے فتح کئے تھے ملا کر متحد المقصد کرتا اور اپنے سے راضی کرلیتا۔ اوس کی تند مزاجی اور متعصبانہ طبیعت سے یہ کام اوسکے لئے غیر ممکن اور دشوار نظر آتا ہے۔ مگر اکبر نے حکومت کی بنیاد ایسی گہری اور مضبوط جمائی تھی کہ اوس کا بیٹا جو مزاج مین اپنے باپ سے بالکل برخلاف تہا اوس سلطنت کو قایم اور برقرار رکھہ سکا۔ جو اوسکے باپ کے آئین و قوانین نے ملا کر متحد کر دئے تھے۔ جب ہم اوسکے کامون کا خیال کرتے ہین اور اوسکے زمانہ پر نظر ڈالتے ہین اور اوسکے اصولون کو دیکھتے ہین جو اوسنے اپنے مقاصد کی تکمیل اور انجام دینے کے لئے قایم کئے تھے تو ہم اکبر کو ایسا نامی گرامی اور قدر کے لایق سمجھتے ہین کہ جسے پروردگار عالم نے مخلوق کی تکلیفون کے وقت اسلئے بہیجا تہا کہ دنیا مین وہ امن چین اور تحمل و بردباری کے قوانین جاری کرے جن پر خلق اللہ کی خوشحالی اور مرفہ الحالی منحصر اور موقوف ہے۔

بالخیر تمت

غلطنامہ نظام اکبری

ناظرین پڑہنے سے پیشتر ان غلطیون کو کتاب مین درست کرلین +

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	اپنے پرپوتے	اپنے پوتے	۱۴۲	۱۱	بلکہ اس نے وجہ سے	
۶	۱۸	پورا طرز	پورانا طرز			کہ اکبر کی ملکی آمدنی	
۷	۱۱	قرارسے	قرار دے			کا انتظام دوسری	
۱۰	۸	کبا	کیسا			طرز کا تہا جس سے	
"	۱۳	بازادے	بازادی			جزیہ کی بہت درستی	
۱۴	۶	بہی	بہی			نہ رہی تہی۔	
"	۱۲	ہوسے	ہوئے	۱۴۹	۸	دریاتت	دربامین
"	۱۶	جیہی کی	جیہی کہ	۱۵۰	۴	بہی	یہی
۳۳	۱۳	لودی خان	لودی خاندان	۱۵۰	۱۶	چل کہڑ ہوا	چل کہڑا ہوا
۷۹	۱۵	راجاے امبر	راجاے امبہر	۱۵۸	۱۱	کم توجہہی	کم توجہی
۸۳	۱۴	فوائد واعتراض	فوائد واغراض	۱۶۸	۲	اور بروز	روز بروز
۱۰۴	۹	اوس سے بیان	اوس بعد بیان	"	۱۱	اصول کے اسلامیہ	اصول اسلامیہ کے
۱۳۲	۸	حصاو دار	حصار دار	"	۱۶	ہوگئی بہر تمام	ہوگئی کہ تمام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۹	۲	کی صداقت	کی طرح صداقت	۲۲۴	۸	اونہین	اور نہین
"	۳	مذہب ہین	مذہب ہے	۲۲	۵	وہ جو حصہ	وہ حصہ جو
"	۴	اوسی نہ دوسرا	اوسے دوسرا	۲۳۲	۸	مشرف	شرف
۱۷۰	۶	جالیا تھا	جا بسا تھا	۲۳۴	۴	بتایا ہے	بتاتا ہے
"	۸	فیضی جو	فیضی نے جو	"	۱۵	حکم لے بجائے	حکم کی بجائے
۱۷۱	۶	کو نہ صرف	کو صرف	۲۲۸	۱۶	اور رہندو	اور ہندو
۱۸۱	۱۶	کہ اے جنتے	کہ جیتنے	۲۲۹	۳	پایا خوبی	پایا اور اسی طرح اوسکو یقین ہوگیا کہ ہر ایک مذہب مین کوئی نہ کوئی خوبی۔
۱۸۲	۶	گھر ہے	گرد ہے				
۱۹۰	۹	ایسا ہی اگر ہوتا	ایسا ہی ہوتا				
۱۹۲	۷	دور	اور				
۲۰۱	۱۵	تصور	قصور				
۲۰۴	۹	آزاد	آزردہ	۲۲۹	۶	کیلئے بھی	کے لیے بھی
"	۱۴	عامل یا تحصیلدار	عامل یا تحصیلدار	"	۱۰	کرتے	کرنے
۲۱۸	۶	مین ایسے اس	مین اس	"	۱۳	تک کہ مین	تک مین۔
"	"	کہ	-				
۲۲۲	۱۰	اویا	اوپر				